

میں مسلمان کیوں ہوں؟

ایک نو مسلم کی کہانی خود اس کی اپنی زبانی



مترجم

فاضل نوجوان علامہ عطار الحقی قاسمی صاحب

مصنف

حضرت علامہ محسن رضا فاروقی صاحب
مرکزی مبلغ عالی مجلس علماء اہلسنت پاکستان ملتان

میں مسلمان کیوں ہوں؟

مترجم

فاضل نوجوان علامہ عطار الحقی قاسمی صاحب

مصنف

حضرت علامہ محسن رضا فاروقی صاحب
مرکزی مبلغ عالی مجلس علماء اہلسنت پاکستان ملتان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	میں مسلمان کیوں ہوا؟
مصنف	:	علامہ محسن رضا فاروقی (سابق مولائی مجتہد)
طبع اول	:	نومبر 2001ء
تعداد	:	
ناشر	:	غلام حسن بلوچ جسکانی
مطبع	:	
قیمت	:	

ملنے کا پتہ

ملکتیہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔

ملکتیہ قاسمیہ، اردو بازار، لاہور۔

مسجد شہداء، ریگیل چوک، مال روڈ، لاہور۔

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔

کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔

ملکتیہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔

ملکتیہ رحمانیہ، قصہ خوانی بازار، پشاور۔

ملکتیہ العارفی، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔

مولانا اقبال نعمانی، پریڈی سٹریٹ، صدر کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے علامہ محسن رضا فاروقی کی کتاب میں مسلمان کیوں ہوا
کو مختلف مقامات سے پڑھا علامہ محترم کی زبان صاف اور لہجہ دل
آویز رنگ منظرانہ پختہ دلائل کتب شیعوہ کے حوالوں سے ثابت کیا ہے۔
کہ میں مسلمان کیوں ہوا یہ کتاب عصر حاضر کے دور میں دشمن کے
لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کے باپوں
اور پریشان ذہنوں کو مطمئن کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی میرے نزدیک
تمام مسلمانوں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اور دوستوں کو بھی ملنا لکھ کر
اور اہل شیعوہ کے لئے بھی مفید ثابت ہے۔
اللہ تعالیٰ مولف کو جزا دے آمین۔



سید ارشد علی شاہ بخاری
تعمیر و ترمیم و ترمیم و ترمیم
کراچی، تیاریا شاہ

فہرست

صفحہ نمبر	تفصیل مضامین	نمبر شمار
7	تعارف مصنف	-1
15	مقدمہ کتاب	-2
17	عقیدہ توحید	-3
26	مولائی مذہب کا بانی	-4
37	عقیدہ امامت	-5
38	امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بلند ہے	-6
40	جس چیز کو چاہتے ہیں حلال اور حرام کرتے ہیں	-7
42	جائزہ	-8
45	قیامت سے پہلے کوئی مردہ زندہ نہیں ہو گا	-9
52	ہم جھوٹ بولنے والوں سے کبھی خالی نہیں رہتے	-10
61	موجودہ قرآن اور مولائی علماء کا عقیدہ	-11
64	قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا نے نہیں کہیں	-12
73	تحریف قرآن کا واضح ثبوت	-13
74	تحریف قرآن کا مدلل ثبوت	-14
77	تحریف قرآن کے قائلین	-15
89	حضرت علیؑ کا قرآن	-16

عرض تمنا

سب سے پہلے تویر ملا طور پر واضح ہو کہ کتاب ہذا کی تصنیف کی مقصدیت صرف اور صرف حقائق و دلائل کی بنیاد پر اپنی ذاتی کارگذاری اور حقیقت پسندی کا اظہار ہے کسی اپنے یا پرانے کی دل آزاری یا طرفداری قطعاً مقصود نہیں ہے بلکہ محض یہ ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے گم گشتہ انسانیت کو حقائق و دلائل کی روشنی میں ہر قسم کے تعصب اور تنگ نظری یا انتہا پسندی کے جذبات سے بالاتر ہو کر خود کو آئینہ کے طور پر پیش کرنا مقصود ہے تاکہ مصنف کی طرح کا کوئی بھی حقیقت کا حلاشی کتاب ہذا کے ایک ایک صفحے کو صرف رضائے الہی کے جذبہ سے معمور ہو کر پڑھ کے حقیقی منزل ہدایت سے ہمکنار ہو سکے آخر میں آپ سب سے محترم جناب علامہ محسن رضا فاروقی صاحب حفظہ اللہ اور انکے تمام معاونین کیلئے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعائے استقامت اور نجات کی درخواست ہے

انور بان جہاں اختیار ہے تمہیں

ہم تو یکدہ حضور کو تائے جاتے ہیں

جس کا ہی چاہے پالے آ کے روشنی

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

صاحبزادہ سیف الاسلام طارق

- 149 حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی -35
- 150 حضرت علیؑ نے تین خلفاء کی بیعت کی -36
- 151 امام منتخب کرنے کا حق صرف شوریٰ کو ہے -37
- 153 حضرت حسن اور حسین نے حضرت معاویہ کی بیعت کی -38
- 155 حضرت حسن کا قاتل کون -39
- 155 علی و معاویہ دونوں مومن ہیں -40
- 158 اصحاب رسول اور اہل بیت سے رشتے نامی -41
- 166 مقام حسرت -42
- 169 اصحاب کرام اور اہل بیت کا باہمی سلوک -43
- 172 تمام صحابہ شامل تھے جنازہ رسول میں -44
- 174 حضرت فاطمہ کا جنازہ ابو بکر صدیق نے پڑھایا -45
- 175 میرے دو وزیر ہیں -46
- 178 سہائی زینتک دفتر لکھنؤ -47
- 180 گھر سے نکلنا -48
- 182 سوز خوئی، مرثیہ و قصیدہ ربانی کس نے ایجاد کی -49
- 186 ذاکری تبلیغ میں کس پر اثر پڑا -50
- 187 آج تک ہم نے ایسا سریلا ذاکر نہیں سنا -51
- 190 دوسری واردات -52

- 89 موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا -17
- 91 حضرت علیؑ والا قرآن ستر ہاتھ لبا -18
- 92 مصحف فاطمہؑ -19
- 93 سرخ صندوق ہے - سفید صندوق -20
- 96 حوالہ جات پر غور -21
- 103 تقیہ جزو ایمان ہے -22
- 108 مولائی اور متحد -23
- 121 مولائی اور صحابہ کرام -24
- 124 لقب صدیق کا حقدار کون -25
- 125 امام جعفر صادقؑ کے نانا کون ہیں -26
- 127 آئمہ ابو بکر صدیقؓ کی نسل سے ہیں -27
- 128 نبوت کا گواہ کون -28
- 129 کس کا نام آسمان سے اترا -29
- 131 ختم نبوت کے بعد امام کون -30
- 135 حضرت علیؑ پانچوں وقت کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے -31
- 138 خلفائے ثلاثہ کی بیعت کا مسئلہ -32
- 144 ابو بکر صدیقؓ کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوا -33
- 147 لطفہ -34

تعارف مصنف

حاکم کا نام محسن رضا قادری ہے۔ 14 اگست 1947ء میں ضلع نواب شاہ میں موضع گوشہ حلی میوہ خلی میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر سندھ کے گاؤں واگرچی ضلع جیس آباد کے دینی مدرسے میں داخلہ لیا۔ جس کے بانی مولانا غلام ممدی نقاری مجتہد فاضل عراق تھے۔ یہ پہلا فقہی عالم تھا جو عراق سے تعلیم حاصل کی اور یہ میرے پہلے استاد تھے۔ تقریباً تین سال تک میں ان کے زیر تعلیم رہا۔ ان سے مولائی فقہی قوانین سے واقفیت حاصل کی۔ میرے والد صاحب بھی بڑے عالم تھے اور فقہ کے فارغ التحصیل تھے اور کٹر مولائی تھے۔ تعزیر وغیرہ کی تمام رسومات کی ادائیگی ہمارے گھرانے سے شروع ہوتی تھی۔ گویا ماتم و عزاداری ہماری گھٹی میں شامل تھی۔

والد صاحب پنجاب کے ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ اس لئے واپس پنجاب آ گئے اور چک نمبر 64 ضلع فیصل آباد میں رہائش پذیر ہوئے۔ والد صاحب نے مولانا شبیر حسین مجتہد فاضل عراق کے ہاں مزید تعلیم کے لئے محمد علی والا ضلع سرگودھا بھیج دیا۔ یہاں تین سال پڑھا۔ عربی و فارسی و فقہ کی تعلیم

- 53- تیسرا طریقہ واردات (وہ تین سید کون تھے) 194
- 54- رسم عزاداری 200
- 55- گھوڑا 200
- 56- کونڈے 206
- 57- تابوت کا نکالنا 210
- 58- تین کونے والا جھنڈا (جسے علم کہا جاتا ہے) 211
- 59- ہدیہ صدیق اکبر 213
- 60- ہدیہ صحابہ کرام 214
- 61- دوہڑہ 216
- 62- دوہڑہ 220

مولائی مذہب کی اصل کتابوں کی
سہارت فونو کاپی
کتاب کے آخر میں دیکھیں۔

حاصل کی۔ پھر جلاپور ضلع سرگودھا میں مولانا سید محمد یار شاہ صاحب سے صحاح اربعہ کی تعلیم حاصل کی۔ تقریباً 26 سال کی عمر میں سید گلاب شاہ مجتہد سورج میانی ملتان سے بھی مستفیض ہوا۔ اس کے بعد پیش امام بنا۔ بہت سی جگہوں پر امامت کے فرائض انجام دیئے مگر زیادہ وقت 7 سال ناصر نگر ضلع فیصل آباد میں گزارا۔ اب یہ قصبہ ضلع نوبہ ٹیک سنگھ میں آ گیا ہے۔ اردگرد کے سات گاؤں عبادات سے تعلق رکھتے تھے اور تمام لوگ جمعہ یومیں آ کر پڑھتے تھے۔ رسم عزاداری کے فرائض بھی مجھے سونپے گئے اور مجلس بھی پڑھا کرتا تھا۔ 10 دن کے لئے مجھے 40 ہزار روپے ملتے تھے۔ یہ 1972ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے۔ میرے اور میرے والد صاحب کی تبلیغ سے سندھ میں 500 ہندو مولائی مذہب میں داخل ہوئے۔ میں پنجاب اور سندھ کے دوسرے کئی شہروں میں تبلیغ شروع کی اور مجلسیں پڑھتا تھا۔

مجھ سے بڑے دو بھائی منظور حسین اور مقبول حسین بھی ذاکر اور قصیدہ خوان تھے۔ 1972ء میں جب میری تقریریں ہر دلنیز ہو رہی تھیں تو کسی مولائی دوست نے حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مناظر اعظم دیوبند کی ایک کیسٹ مجھے لا کر دی اور کہا کہ مولانا اس کا جواب دیں۔ میں نے کیسٹ غور سے سنی۔ یہ مولائی عقائد، خصوصاً تحریف قرآن کے بارے میں تھی۔ مولانا کا موقف یہ تھا کہ مولائی کتب میں دو ہزار روایات موجود ہیں کہ موجودہ قرآن صحیح نہیں ہے۔ یہ کہ حضرت ابو بکر کے صدیق ہونے کے بارے میں مولائی کتب میں حوالے

موجود ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیق کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں اور ابو بکر، عمر اور عثمان کی بیعت بھی کی ہے۔ حضور کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ کلمہ طیبہ میں علی ولی اللہ کا اضافہ نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور نہ آئمہ طاہرین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اگر کوئی مولائی یہ ثابت کرے تو ہم بھی یہ کلمہ پڑھنا شروع کر دیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بندہ کو یہ کیسٹ سن کر بہت تعجب ہوا کہ علمائے کرام مخالفت میں کیا کیا کچھ کہہ جاتے ہیں۔ میں اس زعم میں کہ مولانا تونسوی صاحب کا چیلنج رد کر دوں گا۔ ملتان میں تنظیم اہل سنت کے مرکز چلا گیا۔ وہاں میری ملاقات جناب مولانا عبدالستار تونسوی سے ہو گئی۔ میں نے ان کی کیسٹ کے بارے میں بات شروع کی انہوں نے میرے سامنے بیسیوں کتابیں رکھ دیں۔ چند حوالے چیک کئے جو کہ درست نکلے۔ پھر باقی حوالے میں نے اپنے ذرائع اور اپنی کتابوں سے دیکھے۔ ان میں سے اکثر مجھے مل گئے پھر بھی میں دوبارہ ان کے پاس گیا تاکہ مولائی موقف کی وضاحت کروں۔ مگر علامہ صاحب کے سامنے مجھے ہتھیار ڈالنا پڑے۔ اس دن وہاں علامہ حق نواز جھنگوی شہید بھی موجود تھے۔ ان سے بھی تبادلہ خیال ہوا جو مناظرانہ رنگ اختیار کر گیا۔ جناب جھنگوی صاحب نے مجھے جھنگ آنے کی دعوت دیں جھنگ میں ان کے ساتھ میری آٹھ موضوعات پر محققانہ گفتگو ہوئی۔ اس مندرجہ ذیل ہے۔ امامت، خلافت، بلا فصل فدق، بنات رسول، ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا، اذان، وضو، علی ولی اللہ۔

انہوں نے مولائی موقف پر قرآن حدیث اور قول علی اور ائمہ کی نص مانگی جو میں پیش کرنے سے قاصر رہا۔

ذہن میں ایک پریشانی پیدا ہو گئی۔ حقیقت کی تلاش میں گجرات پہنچا۔ حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم سے ملاقات کی۔ ان سے اکتھار حال کیا تو انہوں نے بھی وہی موقف اختیار کیا اور بتایا کہ مولائی کتب سے بھی باحوالہ اور نص قطعی سے مولائی عقائد مدلل نہیں ہو پاتے۔ مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم سے میں نے پانچ بار ملاقات کی۔ انہوں نے قوی دلائل سے مجھے مطمئن کیا۔ میں قرآن و حدیث کے دلائل سن کر تذبذب کی دلدل میں دھنس گیا۔ پھر میں مولائی اور سنی علماء کے دلائل سے اور انہیں شخصی طور پر ملنے سے اور کسی پر انحصار کرنے سے بالاتر ہو گیا اور فیصلہ کیا کہ قرآن و حدیث اور مولائی اور سنی کتب کو اپنی نظر سے پڑھوں گا اور اپنے ذہن سے فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مولائی عقیدے سے ذہن ہٹ چکا تھا۔ میں پھر حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ شاہ صاحب نے میری بیعت لے لی۔ انہوں نے مجھے مولانا عبدالستار تونسوی کے نام خط لکھ کر دیا جو تنظیم اہل سنت کے صدر تھے۔ اس وقت تنظیم اہل سنت کے سرپرست اعلیٰ مولانا نور الحسن شاہ صاحب تھے۔ یہ علمائے دیوبند کے جید علماء میں سے تھے۔ انہوں نے میرے آنے کا مقصد پوچھا میں نے مولانا بخاری صاحب کا خط انہیں دیا اور عرض کیا کہ میں تنظیم اہل سنت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

انہوں نے مجھے بخوشی تنظیم میں شامل کر لیا۔ یہ سال 1974ء تھا اور سنی حنفی ہونے کے پرانا اعلان کا زمانہ تھا۔ جہاں جہاں بھی تقریر کے لئے گیا مجھے علمائے دیوبند اور عوام الناس سے بہت پذیرائی ملی۔

جلد ہی یہ خبر پورے پاکستان میں پھیل گئی۔ ناصر گجر کے مولائیوں نے میری ٹیپر حاضری میں میرے بیوی بچوں کو گھر سے نکال دیا اور بطور امام جو چیزیں مجھے دی تھیں چھین لیں۔ یہ گھر مسجد سے ملحقہ اور امام مسجد کے لئے مخصوص تھا۔ میرے بیوی بچے گجرات چلے گئے۔

آگے کچھ نہ پوچھو ہم پر کیا گزری۔ رشتے داریاں چھوٹ گئیں۔ ٹاٹے ٹوٹ گئے۔ محبت کی جگہ نفرتیں ملیں۔ بے گھر ہوئے۔ ذرائع آمدنی نہ رہے۔ یہ وہی اٹلا کا زمانہ تھا جو ہر اس آدمی کے مقدر میں ہوتا ہے جو حقیقت کو پالینے کے بعد اللہ رب اختیار کرتا ہے۔

قارئین کرام آپ تاریخ ادیان سے واقف ہوں گے۔ کیا بیٹی حضرت مسیحؑ پر اور ان کے مومنین پر، کیا ہوا حضرت محمد رسول اللہؐ کے ساتھ اور ان کے صحابہ کرام کے ساتھ۔ قرآن کتا ہے کیا تمہارے لئے یہی کہہ دینا کافی ہے کہ ہم ایمان لائے۔ کیا تم آزمائے نہیں جاؤ گے۔

(پارہ نمبر 20 سورہ عنکبوت آیت نمبر 2)

تقریروں میں اکثر میں اپنے سنی ہونے کا ذکر کیا کرتا تھا جس کے نتیجے میں مجھ کو ملامت ہوائے جاتے۔ جن کی تعداد اکٹھ تک پہنچتی ہے۔ اکیس مرتبہ جیل

جانا پڑا۔ کسی مقدمے میں بھی 20 دن سے کم جیل میں نہیں رہا۔ اس کے علاوہ سندھ اور پنجاب کے کئی ضلعوں میں میری زبان بندی کی گئی۔

تنظیم اہل سنت کے بعض مولویوں میں حسد پیدا ہوا کہ ہر جگہ محسن رضا فاروقی کو تقریر کے لئے کیوں بلایا جاتا ہے۔ انہوں نے بھی میری ٹانگ کھینچنا شروع کر دی۔ دیوبندی علماء کے علاوہ بریلوی علماء بھی مجھے اپنے جلسوں میں تقاریر کے لئے بلا لیتے تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے درباروں مثلاً سیال شریف، گولڑہ شریف، دربار علی ہجویری، علی پور شریف، حضرت سلطان باہو، چورہ شریف، دربار پیر بہاول حق، پاکپتن شریف، کمالیہ شریف، شہر پور شریف، جس کی وجہ سے بعض لوگ مجھے بریلوی سمجھنے لگے۔ اس لئے میں نے بریلوی علماء کے بلعات میں جانا بند کر دیا۔ فرق یہ ہے کہ بریلوی اور مولائی عقیدے میں بھائی بھائی ہیں۔

دریں اثنا ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ میرے والد صاحب جو چک نمبر 64 نزد جزائوالہ میں مقیم تھے اور مولائیوں کے پیش امام تھے، بیمار ہو گئے۔ میں انہیں علاج کی غرض سے ناصر نگر کے قریب سندیلیاں والا کے سرکاری ہسپتال میں لے آیا۔ اپنی موت سے کچھ دیر پہلے انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی زیارت کر رہا ہوں۔ وہ واقعی صدیق ہیں۔ صحابہ کرام کے دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس کے چند لمحوں بعد انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اس واقعہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے والد نے اپنے سنی ہونے کا اقرار

کیا ہے اور انکی نجات ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دوران تحقیق جو میری ان سے گفتگو ہوا کرتی تھی اس کا اثر قبول کیا ہو گا۔

یہاں ایک مرد مجاہد کی شفقت و عظمت کا ذکر نہ کرنا سخت بخیلی ہو گی۔ جنہوں نے میرے سخت آزمائش کے دنوں میں میری ڈھارس بندھائی۔ ان کا نام نامی حضرت شیخ محمد شفیع مناظر اسلام ہے۔ یہ میرے محسن دوست جامعہ سراج العلوم کبیر والا سٹی کے مہتمم تھے۔ خدا انہیں غریق رحمت کرے۔ آج کل ان کے بیٹے مولانا عطا الحق قاسمی اس مدرسے کے مہتمم ہیں۔ اس مدرسے میں 200 لڑکے اور ایک سولڑکیوں کے دینی تعلیم حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

حضرت علامہ محمد شفیع صاحب نے میرے مقدمات کی پیروی کی اور کافی مدد کی۔ پھر مزید احسان فرمایا کہ میری بیٹی کو اپنے بیٹے محمد امجد زکریا کے لئے مانگ لیا۔ میرے تمام رشتہ دار مولائی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے۔ لہذا میری آرزو ہے کہ باقی جو تین بیٹیاں ہیں وہ بھی مسلمان کے گھروں میں چلی جائیں (انشاء اللہ)۔ مدرسہ سراج العلوم کا نائب رئیس ہونے کی حیثیت سے مجھے اس کی توسیع و تعمیر کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آج کل بندہ تنظیم اہل سنت خدام السننت دیوبند عالی مجلس علمائے اہل سنت کے ساتھ منسلک ہے جس کے سرپرست اعلیٰ مولانا شفیق الرحمن در خواستی ہیں اور ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس جماعت کو ترقی دے۔ آمین۔ اس تنظیم کے تمام علماء فعال ہیں اور قرآن و حدیث کے مسلک کی ترویج میں

کوشاں ہیں۔ یہ بتانا بے جا نہ ہو گا کہ بندہ پنجاب میں تقریباً ایک سو مولائی صاحبان کو تحقیق کے مراحل سے گزار کر سنی ہونے میں مدد دے چکا ہے۔ اسی طرح سندھ کے کوئی تین سو کے لگ بھگ ذاکرین اور دیگر مولائی حضرات سنی عقیدہ اختیار کر چکے ہیں۔ جن میں مولانا غلام حسن صدیقی اور غلام حیدر قابل ذکر ہیں۔

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ مولائی حضرات کے لئے تحقیق آسان ہو جائے۔ قارئین حضرات دعا کریں کہ یہ کتاب بندہ کی نجات اخروی اباؤں بنے اور مجھے دنیا میں اہل صالحہ کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین!

آخر میں اب میں اُس عالمی تحریک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے دینی فیوض و روحانی فیوض ہوا۔ اس تحریک کا نام تحریک اہل سنت و اہل بیت پاکستان ہے جس کے بانی حضرت ابن کامل ہیر شریعت جناب فیاضی زاہر حسین مدظلہ ہیں تحریک اور قاضی محمد علی کی ذات سے مجھے بہت بغض حاصل ہوا۔ بندہ کو اسلام کے صحیح معنوں میں سمجھنے میں مدد ملی جسے انکا تبدیل سے شکر ہوں کہ آج بنی آدم کے بچے مسلمان ہیں علاوہ انیسویں صدی کی دہائی میں بھی ایک ترجمان بن چکا جس نے بھاری بھاری تقریر کرنے پر مقدمہ بنا تو ٹھہرے پھول کی پولیس مجھے گرفتار کیا۔ جب فیاضی کو پتہ چلا تو ڈی سی پھول سے ذاتی طور پر رابطہ کر کے فرمایا کہ تمہیں رضا فاروقی ہمارے مہمان ہیں انکو ہتھکڑی نہیں لگنی چاہیے۔ دینی مسلمانوں نے ۶ سال مقدمہ کی پیر کی۔ آخر میں رہا ہو گیا۔

العبد
مومن رضا فاروقی

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله
الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ ذکر فرمائی ہے کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر لعن طعن کریں گے (جامع ترمذی) اس پر فقہن دور میں جہاں حضور کی ذکر کردہ دوسری علامات کا تصور ہو رہا ہے وہیں اس علامت کا بھی پوری طرح ظہور ہو رہا ہے۔

مادر پدر آزاد لوگ جو دین سے بے بہرہ اور دینی اقدار سے نا آشنا ہیں وہ اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں جس ہستی کو اپنے خلاف پاتے ہیں اس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اس میں کسی کے مقام و مرتبہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ انبیاء کرام ہوں یا صحابہ کرام ہوں طغناء راشدین ہوں اہل بیت عظام ہوں تابعین ہوں یا ائمہ کرام ہوں یا اولیاء کرام ہوں لیکن دین اسلام دین فطرت ہے۔ انسان کی زندگی کو منظم و مرتب رکھنے کے لئے زینت کا مربوط نظام ترتیب دیا ہے تاکہ زندگی کے ہر مرحلے میں انسان اس نظم کے مطابق زندگی گزار کر خود اپنے لئے اور پورے معاشرہ کے لئے مفید ہو۔ مولانا محسن رضا فاروقی انڈیا کے برگزیدہ ہستیوں میں سے ہیں جو ایک عرصہ تک کفر و شرک، عناد لعن طعن کے گھمٹاؤپ اندھیروں میں رہے۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کا نزول ان پر ہوا غلام کے اندھیرے اجالوں میں تبدیل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے نفرت ظلمت کفر و شرک بغض عناد کے پردوں کو چاک کر کے علماء حق کی طرف راہبری کی۔ اب سے پہلے گجرات میں حضرت

علامہ سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے دستِ اقدس پر بیعت اسلام نصیب ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب جو کہ اپنے وقت کے بحر العلوم تھے ان کی رہنمائی سے دین حق کا نور سینہ میں اتر گیا۔ پھر انہوں نے علامہ عبدالستار تونسوی کے پاس بھیج دیا جس سے دین اسلام مزید بہتر راز کھلے اور حقیقت آشکارا ہوئی۔ احقر کے علاقہ کچی کلاں بھکر میں پروگرام ہوا تو مولانا محسن رضا فاروقی صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ چھپے راز وہ چھپی حقیقتیں عملی صورت میں سامنے لانا چاہتا ہوں کہ راقصیت، سہایت در حقیقت یہودیت کا دوسرا نام ہے۔ عبداللہ بن سبا یہودی ان عقائد یعنی تحریف قرآن، انکار صحابہ، تقیہ، تعدد وغیرہ کا بانی مہلکی ہے۔ اسی وجہ سے مولانا نے اپنی کتاب (میں مسلمان کیوں ہوا) میں مسئلہ امامت، تحریف قرآن، تقیہ، تعدد وغیرہ سے اپنے برسائرس کے تجربے اور مشاہدے ذکر کئے ہیں کہ کس طرح اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے دشمن خون خوار بھیڑیئے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنساتے ہیں اور پھر تحریف قرآن، تقیہ و تعدد کے گمناؤپ اندھیروں میں دھکیل دیتے ہیں اور اس کتاب میں حق کی جستجو کرنے والے نو مسلم اور مسلم بھائیوں کے لئے اس کتاب میں صحابہ کرام و اہل بیت کی آپس میں رشتہ داریاں، محبتیں اور رکابتیں، انفسی ذکر فرمائیں تاکہ مومنوں کے دل آپس کی محبتوں سے لبریز ہو جائیں اور راہ حق پر چلنا مصیبتیں، تکلیفیں برداشت کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ابو خلیق عبدالعزیز

کچی کلاں بھکر

عقیدہ توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (الانعام)
 قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد)
 هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (البقرہ)
 هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
 (ط: 3)
 اَفَرَأٰی یُتْمَ مَّا تُمْنُونَ ۝ اَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُونَ ۝
 اَفَرَأٰی یُتْمَ مَّا تَحْرُثُونَ ۝ اَ اَنْتُمْ تَرْزَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ
 الرَّزْعُونَ ۝ اَفَرَأٰی یُتْمَ الْمَآءِ الَّذِیْ تَشْرَبُونَ ۝ اَ اَنْتُمْ
 اَنْزَلْتُمُوْہٗ مِنَ الْمُنْزِلِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ۝ اَفَرَأٰی یُتْمَ النَّارِ
 النَّبِیِّ تُورُونَ ۝ اَ اَنْتُمْ اَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ
 الْمُنْشِئُونَ ۝ (الواقعة: 58-72) لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی
 الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرِیِّ (ط: 6)

- 6- وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ (الروم: 26)
- 7- وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَمَسْخَرَاتِ بِأَمْرِهِ آلَا لَهُ الْخُلُقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف: 54)
- 8- يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ (السجدة: 5)
- 9- أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ (البقرة: 107)
- 10- وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ (الفرقان: 2)
- 11- لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القصاص: 70)
- 12- إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ (الأنعام: 57)
- 13- يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ (ال عمران)
- 13- لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدِ (الروم: 4)
- 14- لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ (الحديد: 5)
- 15- أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (النحل: 17)
- 17- أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ (الرعد: 16)
- 18- قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي

- مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمُوتِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ أَنْ تَدُولا وَلَئِن ذَلَّتَا إِنَّ أَمْسِكُهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ (فاطر: 40)
- 19- وَهُوَ الْقَاهِدُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (الأنعام: 18)
- 17- عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ (الرعد: 9)
- 21- الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ (الحشر: 23)
- 22- وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (البقرة: 255)
- 23- تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الملك)
- 24- بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (يس: 3)
- 25- وَلَهُ اسْلَمَ مَنْ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا (آل عمران: 83)
- 26- قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحِدًا (جن)
- 27- قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكِ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ

الْخَيْرِ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (آل عمران: 26)

28- إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (الاعراف: 128)

29- قُلْ مَنْ يَدْرِكُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ تَمْلِكُ السَّمْعَ

وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا

تَتَّقُونَ فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا

الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصِرُّونَ (يونس)

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

ترجمہ

1- اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔

2- کو اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا ہے۔

3- سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا وہی ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب

چیزیں پیدا کیں جو زمین میں ہیں۔

4- کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہو۔

5- کیا تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم نکالتے ہو اس سے بچہ تم پیدا کرتے ہو یا اس

کے خالق ہم ہیں۔ تم نے غور کیا یہ کھیتی جو تم بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا

اس کے اگانے والے ہم ہیں۔ تم نے غور کیا یہ پانی جو تم پیتے ہو اس بادل

سے تم برساتے ہو یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔ تم نے غور کیا یہ آگ

جو تم سلگاتے ہو اس کے درخت تم نے پیدا کئے ہیں یا ان کے پیدا کرنے

والے ہم ہیں۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور جو کچھ ان

کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں ہے۔

11- اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اس کے مطیع فرمان

ہیں۔

7- سورج اور چاند اور تاروں کو اس نے پیدا کیا۔ سب اس کے حکم سے مسخر

خبردار رہو اسی کی خلق ہے اور اسی کی حکمرانی ہے۔ بڑا باہرکت ہے اللہ

ساری کائنات کا مالک و پروردگار ہے۔

11- آسمان سے زمین تک دنیا کا انتظام وہی کرتا ہے۔

10- کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔

10- اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

11- دنیا اور آخرت میں ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور حکم کا اختیار اسی کو

ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

12- فیصلے کا اختیار کسی کو نہیں ماسوائے اللہ کے۔

13- بندوں کے لئے اس کے سوا کوئی دلی و سرپرست نہیں اور وہ اپنے حکم میں

کسی کو شریک نہیں کرتا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اختیار میں بھی کچھ ہے۔

کو اختیار سارا کا سارا اللہ ہی کا ہے۔

14- اللہ ہی کے ہاتھ اختیار ہے، پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

15- آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور سارے معاملات اس کی طرف رجوع کئے جاتے ہیں۔

16- کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اسکی طرح ہو سکتا ہے جو پیدا نہیں کرتا۔ تم ہوش میں نہیں آتے۔

17- کیا ان لوگوں نے اللہ کے کچھ ایسے شریک بنا لئے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہو اور ان پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہو۔

18- کو کبھی تم نے اپنے فہمائے ہوئے ان شریکوں کو دیکھا جنہیں تم اللہ کے

سوارب کی حیثیت سے پکارتے ہو۔ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا آسمان میں ان کی کوئی شرکت ہے درحقیقت اللہ ہی آسمان اور

زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ زائل ہونے لگیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہے جو انہیں روک سکے۔

19- وہی اپنے بندوں پر غلبہ رکھنے والا ہے وہی دانا اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

20- پوشیدہ اور ظاہر سب چیزوں کا جاننے والا بزرگ اور پلا تر رہنے والا۔

21- بادشاہ عیب و نقص سے پاک غلطی سے مبرا امن دینے والا مہمبان غالب بزور حکم نافذ کرنے والا کبریائی کا مالک۔

22- ہمیشہ زندہ اپنے بل پر آپ قائم نہ اس کو اونگھ آئے نہ نیند لاحق ہو آسمانوں

اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے کون ہے جس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کرے جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا

ہے اور جو ان سے او جھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔

23- ہا پرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

24- جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

25- آسمانوں اور زمین کے سب رہنے والے چار و ناچار اسی کے تابع فرمان ہیں۔

26- طاقت بالکل اسی کے ہاتھ میں وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

27- کو خدا یا ملک کے مالک تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ ساری بھلائی

تیرے اختیار میں ہے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

28- کو، کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ سماعت اور بینائی کی

قوت کس کے اختیار میں ہے۔ کون بے جان میں سے جان دار کو اور جان

دار میں سے بے جان کو نکالتا ہے اور کون دنیا کا انتظام چلاتا ہے اور وہ ضرور

کس کے اللہ۔ کو پھر تم ڈرتے نہیں۔ پھر تو وہ اللہ ہی تمہارا حقیقی رب

ہے۔ آخر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔ تم کدھر پھرائے جا

رہے ہو۔ اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنانہ وہ کسی

سے جتا گیا۔ کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے

گا۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے نرالا ہے۔ وہ زندہ ہے۔ ہر

چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں جو چاہے کرتا ہے کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہی پوجنے کے قابل ہے۔ اس کا کوئی سا جہی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے۔ سب بیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ زبردست ہے۔ بہت دینے والا ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے۔ جس کی روزی چاہے تنگ کر دے اور جس کی چاہے زیادہ کر دے۔ جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے۔ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر کرنے والا ہے۔ دعا قبول کرنے والا ہے۔ سمانی والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں وہ سب کام بنانے والا ہے۔ اس نے سب کو پیدا کیا ہے۔ وہی قیامت میں پیدا کرے گا۔ وہی جلاتا ہے۔ وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جاسکتا۔ گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل نہیں۔ ان کو سزا دیتا ہے وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہنم میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم

سے ہوتا ہے۔ بغیر اس کے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے۔ وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو قلم سے ہوتے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفیں اس کو حاصل ہیں اور بڑی اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں نہ اس میں کوئی عیب ہے۔ اس کی سب صفیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت ختم نہیں ہو سکتی۔ مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے۔ عالم میں جو کچھ بھلا بڑا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر اسی کا نام ہے اور بڑی چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔ بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیتا اور بندوں سے نہ ہو سکے۔ کوئی چیز خدا کے ذمے ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔ (آمین ثم آمین)

مولائی مذہب کا بانی

علمی اور سیاسی میدان میں جب اسلام کی برتری کا انکار ناممکن ہو گیا اور نزول قرآن سے پہلے یہود و نصاریٰ کو جو برتری حاصل تھی وہ بالکل ختم ہو گئی اور ان دونوں قوموں نے محسوس کر لیا کہ امت محمدیہ کو بگاڑنا یا نینچا دکھانا ممکن نہیں تو ایک سازش کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ سازش یہودیت کی پیداوار تھی جس کی بنیاد رکھنے والا عبداللہ ابن سباء یہودی تھا۔ جزیرۃ العرب کے جنوب میں یمن ایک ملک ہے صنعا اس کا مشہور شہر ہے۔ یہاں یہودیوں کی کثیر آبادی تھی عبداللہ بن سباء اس یہودی خاندان کا فرد تھا۔ چھوٹے قد کا یہ یمنی عالم اپنی فطرت اور صلاحیت کے بل بوتے پر بڑی سے بڑی مجلس میں باہمی نزاع، اختلاف، انشقاق اور عداوت پیدا کرنے میں اپنی مثال آپ تھا۔ مولائی کی معتبر کتاب ”تاریخ التواریخ“ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 237 رقم طراز ہے۔

”عبداللہ بن سباء عثمان غنیؓ کی خلافت کے دور میں بظاہر مسلمان ہوا تھا۔ ایک فصیح و بلیغ آدمی توریت و انجیل کا بڑا عالم تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اقرار دل سے

نہیں کیا تھا۔ یہ اپنے دوستوں کی مجلسوں میں جا کر حضرت عثمان غنیؓ کا گلاؤں شکوہ کرتا رہتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اس خبیث فتنہ پرور کو حکم دیا کہ وہ مدینہ پاکر، سے نکل جائے۔ یہ وہاں سے نکل کر مصر پہنچا۔ وہاں بھی اس نے خبیث طور پر یہ کام شروع کیا۔ حضرت عثمانؓ کی مخالفت کرتا رہا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ خلافت تو حضرت علیؓ کا حق ہے لیکن خلفائے ثلاثہ نے اس پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے۔ اس لئے جس طرح ممکن ہو حضرت عثمانؓ کو خلافت سے برطرف کر دیا جائے۔“

پروفیسر گینڈہ کی وجہ سے بہت سے مسلمان سازش کا شمارہ گئے اور اسی کے بارے میں گئے اور عبداللہ بن سباء کا دعویٰ تھا کہ میں حضرت علیؓ کا حب دار مولائی ساتھی ہوں۔ عبداللہ بن سباء نے اسلام کی آڑ لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ مولائی مؤرخ شہیر میاں محمد تقی سپہر استونی، 397ھ لکھتا ہے کہ

”عبداللہ بن سباء از اصحاب علی علیہ السلام است“

ترجمہ: ”عبداللہ بن سباء حضرت علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ہیں۔“

مولائی اسماء الرجال کا ماہر شیخ عبداللہ مامکانی المتوفی 1351ھ اپنی مایہ ناز کتاب ”تاریخ القتال فی علم“ جلد نمبر 3 صفحہ 184 پر رقم طراز ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ فِي بَابِ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنِ سَبَا الَّذِي رَجَعَ إِلَى الْكُفْرِ أَظْهَرَ الْغُلُوَّ

ترجمہ: شیخ طوسی نے باب اصحاب امیرالمومنین میں کہا ہے کہ عبد اللہ
بن سبا (وہ ہے) جو کفر میں لوٹ گیا اور غلو ظاہر کیا۔

یاد رکھو، اے اہل سنت والجماعت کہ مولائی فرقے کی بنیاد رکھنے والا دنیا
میں پہلا شخص عبد اللہ بن سبا یسودی تھا۔ اسی شخص نے تیزہ اور تولہ کی بنیاد
رکھی۔ یعنی صحابہ کرام پر لعن و طعن کو واجب کیا۔ اسی لئے ہر مولائی فرد پر
واجب ہے کہ جب تک وہ صحابہ کرام پر تیزہ نہ کرے وہ مولائی نہیں۔ خاص کر
حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت
امیر معاویہ پر۔ مولائی مولوی لکھتے ہیں جب تک چھ صحابہ کرام پر لعنت نہ کی
جائے کسی بھی مولائی کی عبادت قبول نہیں۔ عبد اللہ بن سبا وہ شخص ہے جس
نے عقیدہ امامت گمراہ اور عقیدہ امامت کی بنیاد رکھی۔ قارئین کرام میں بنیادی
طور پر مولائی فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور مولائی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا اور اس
بات کی کھوج میں رہتا تھا کہ کیا واقعی مولائی مذہب کی بنیاد یسودیت پر ہے۔

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ سَبَا كَانَ يَهُودِيًّا فَاسْلَمَ وَ إِلَى عَلِيًّا وَ
كَانَ يَقُولُ وَ هُوَ عَلَى يَهُودِيَّةٍ فِي يَوْشَعَ بْنِ نُؤَيْنٍ وَ
صِيِّ مُؤَسَى بِالْغُلُوِّ وَ كَانَ فِي إِسْلَامِهِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَلِيٍّ مِثْلَ ذَالِكَ وَ كَانَ

أَوَّلَ مَنْ شَهَرَ بِالْقَوْلِ بَغَرَضِ إِمَامَةِ عَلِيٍّ وَ أَظْهَرَ
الْبِرَاءَةَ مِنْ أَعْدَائِهِ وَ كَاشَفَ مُخَالَفِيهِ وَ أَكْفَرَهُمْ
فَمِنْ هُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشَّيْعَةَ أَصْلُ الشَّيْعِ
وَ الرَّفِضِ مَا خُوذَ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ

تحقیق عبد اللہ بن سبا یسودی تھا پھر وہ اسلام لایا علی کی محبت کا اظہار
کرنے لگا۔ جب وہ یسودی تھا اس وقت بھی موسیٰ کے وصی یوشع
بن نون کے بارے میں ایسی ہی باتیں کرتا تھا جو اس نے نبی اکرم
کے بعد حضرت علیؑ کے بارے میں کہنا شروع کیں۔ یہ پہلا شخص
ہے جس نے حضرت علیؑ کی امامت و خلافت کو فرض کرنا اور اس کا
اعلان کیا۔ ان کے دشمنوں پر تمہہ کیا اور ان کو کافر کہا اور ان کے
مخالفین کو ظاہر کیا۔ یہی سبب ہے کہ جس کی وجہ سے مولائیوں کے
مخالفین کہتے ہیں کہ شیعت اور رافضیوں کی بنیاد یسودیت سے ماخوذ ہے۔

بلکہ اس کا بانی یہی یسودی ابن سبا ہے جس کا ثبوت کتب مولائی میں اوپر
درج ہے۔ (1) رجال کشی صفحہ 108 ذکر عبد اللہ بن سبا مطبوعہ نجف۔ (2) فرق
المولائی صفحہ 22 ذکر عبد اللہ بن سبا مطبوعہ نجف۔ (3) رجال طوسی حاشیہ صفحہ 51
ذکر اصحاب علی۔ (4) تنقیح المقال فی علم الرجال جلد 2 صفحہ 184 باب عبد اللہ۔
(5) الانوار العثمانیہ جلد 2 صفحہ 234 نورنی بیان و ادیاننا طبع ایران۔

مولائیوں کے علامہ حسن بن موسیٰ ابو محمد النوبختی اپنی کتاب فرق المولائی

صفحہ 22 عبد اللہ بن سبا

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَبَا وَ كَانَ مِمَّنْ أَظْهَرَ أَظْهَرَ عَلِيَّ ابْنِ
بَكْرٍ وَعَمْرَوُ عَثْمَانَ وَأَصْحَابِهِ وَ تَبَرَّأَ مِنْهُمْ وَ قَالَ
إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمْرُهُ بِذَلِكَ فَآخِذُهُ عَلِيٌّ
فَسَأَلَهُ عَنْ قَوْلِهِ هَذَا فَأَقْرَبَهُ فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ

عبد اللہ بن سبا وہ شخص ہے جس نے ابو بکر اور عمر عثمان اور دیگر صحابہ
پر لعنت بازی کی اور کہا کہ حضرت علی نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے
حضرت علی نے اس کو گرفتار کر کے دریافت کیا تو اس نے اعتراف کیا
کہ واقعی میں نے یہ بات کہی ہے حضرت علی نے اس کو قتل کرنے کا
حکم دیا۔

عبد اللہ بن سبا یہودی اور اس کے پیروکاروں نے حضرت علی اور دوسرے
اماموں کے نام جھوٹی باتیں منسوب کر کے مشہور کی ہیں ایسے جھوٹوں پر اللہ کی
لعنت ہے اور اس لعنت کے بارے میں حضرت زین العابدین نے فرمایا۔

وَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ كَذَبَ عَلَيْنَا إِنِّي
رُكِرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ سَبَا فِقَامَتْ كُلُّ شَعْرَةٍ فِي
جَسَدِي وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ يَكْذِبُ عَلَيْنَا وَ يَسْقُطُ
حِدْقُنَا بِكَذِبِهِ عَلَيْنَا عِنْدَ النَّاسِ

حضرت زین العابدین نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو

ہمارے اوپر جھوٹ باندھے راوی کہتا ہے میں نے عبد اللہ بن سبا کی
بات کی تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور حضرت جعفر صادق نے
فرمایا عبد اللہ بن سبا ہمارے نام سے جھوٹ بنا کر مشہور کرتا ہے اور
ہم پر جھوٹ بنا کر ہماری صداقت کو لوگوں کے نزدیک ختم کرتا ہے۔
(رجال کشی صفحہ 108)

ترجمہ: عبد اللہ بن سبا ایک یہودی آدمی تھا۔ عمد عثمانی میں اسلام لایا اور
کتب سابقہ و مصاحف گذشتہ سے خوب واقف تھا۔ جب مسلمان ہوا تو عثمان کی
خلافت اس کو اچھی نہ لگی۔ چنانچہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ محافل میں بیٹھتا اور
عثمان کے متعلق جتنا کچھ قبیح افعال کا ذکر کر سکتا کرتا رہتا تھا۔ عثمان کو یہ خبر ملی تو
کہا اٹھی یہ یہودی کون ہے؟ چنانچہ حکم دیا کہ اسے مدینہ شریف سے نکال دیا
جائے۔ عبد اللہ بن سبا مصر آ پہنچا چونکہ عالم و دانا آدمی تھا اس لئے لوگ اس کے
گرد جمع ہونے شروع ہوئے اور اس کی باتیں قبول کرنے لگے۔ تب اس نے
کہا۔ اے لوگو، تم نے سنا نہیں کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے عیسیٰ علیہ السلام دنیا
میں واپس آئیں گے اور ہماری شریعت کے مطابق بھی یہ بات درست ہے۔ اگر
عیسیٰ علیہ السلام واپس آسکتے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ان سے افضل ہیں
کیوں واپس نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ترجمہ: جس
خدا نے تجھے قرآن دیا وہ تجھے لوٹنے کے وقت پر لوٹائے گا۔

جب یہ بات لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو گئی ”رجعت کا عقیدہ“ پختہ ہو گیا

تو اب ابن سبائے نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس زمین پر بھیجے اور ہر پیغمبر کا ایک وزیر اور خلیفہ ہوا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک پیغمبر دنیا سے جائے جب کہ وہ صاحب شریعت نبی ہو مگر اپنا خلیفہ و نائب لوگوں میں نہ چھوڑ جائے۔ اپنی امت کا معاملہ ”مسئلہ خلافت“ مہمل چھوڑ جائے۔ لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علی علیہ السلام وصی بن اور خلیفہ ہیں۔ جیسا کہ آپ نے علی کو خود فرمایا تو میرے لئے یوں ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام۔ اسی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ علی علیہ السلام ہی محمد کے خلیفہ ہیں اور عثمان نے یہ منصب اور ”خلافت“ غصب کر کے اپنے اوپر چسپاں کر رکھی ہے۔

عمر نے بھی کسی بھی حق کے بغیر یہ شوریٰ پر ڈال دیا اور عبدالرحمن بن عوف نے نفسیاتی ہوس سے عثمان کی بیعت کر لی اور علی کا ہاتھ بھی اس نے پکڑ رکھا تھا۔ جب علی نے بیعت کر لی تو اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اب جو ہم شریعت محمدی میں ہیں، ہم پر واجب آتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی نہ کریں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ ترجمہ: کنتم خیراً امةً اخرجت للناس تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے لائی گئی تاکہ انہیں نیکی کا حکم کرے، برائی سے روکے۔

پھر ابن سبائے لوگوں سے کہا ابھی ہم میں یہ طاقت نہیں کہ عثمان کو خلافت سے اتار سکیں البتہ یہ ہم پر ضروری ہے کہ جتنا ہو سکے عثمان کے عمل ”گورنروں“ کو جو ظلم و ستم روا رکھے ہیں کمزور کر ڈالیں ان کے قبیح اعمال اہل

دنیا پر واضح کریں اور لوگوں کے دل عثمان اور اس کے اعمال سے متنفر کر ڈالیں چنانچہ انہوں نے کئی خطوط لکھے اور والی اللہ سعد کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے ہمان میں ہر طرف ارسال کر دیئے۔ اس طرح انہوں نے لوگوں کو اس بات پر یکدل بتایا کہ وہ مدینہ میں جمع ہو کر عثمان کو امر بالمعروف کریں اور اسے خلافت سے اتار دیں۔ عثمان یہ معاملہ سمجھتے تھے اور مروان بن حکم نے ہر شہر میں جاسوس بھیجے چنانچہ وہ یہ خبر لے کر واپس آئے کہ ہر شہر کے بڑے لوگ عثمان کو اتار دینے میں یک زبان ہیں۔ ناچار حضرت عثمان کمزور ہو گئے اور اپنے معاملہ میں عاجز آ گئے (قتل ہو گئے) (تاریخ التواریخ تاریخ خلفاء جلد سوم صفحہ 237، طبع 238، جدید مطبوعہ تہران دوران خلافت عثمان بن عفان مصنف مرزا محمد تقی)

معتبر مولائی مؤرخ مرزا تقی کی مذکورہ عبارت سے یہ امور ثابت ہو گئے:

(1) عبد اللہ بن سبا جو عمد عثمانی میں اسلام لایا۔ مگر درپردہ یہودی ہی رہا جیسا کہ فرق مولائی کی عبارت نے اس پر نص کر دی ہے۔ ساتھ یہ بھی واضح ہوا کہ وہ ایک فاضل، دانائے کتب سابقہ شخص تھا۔

(2) اس نے مولائی مسلک کی بنیاد یوں ڈالی کہ سب سے اول مسئلہ رجعت پیدا کیا اور لوگوں کو ذہن نشین کرایا جو کہ رافضی عقائد کی جڑ ہے۔

(3) مولائی رجعت بے ایجاد کے بعد لوگوں کو یہ ذہن نشین کرایا کہ علی ہی نبی علیہ السلام کا صحیح خلیفہ اور وصی ہے اور خلفائے ثلاثہ نے یہ حق ان سے غصب کیا۔

(4) یہ دو عقیدے ایجاد کرنے کے بعد اس نے چاہا کہ انہیں لوگوں میں عام ترویج دی جائے۔ چنانچہ اس نے مختلف ممالک میں ہر طرف خطوط روانہ کئے اور عثمان غنی کو خلافت سے اتارنے کے لئے سازش کا وسیع جال پھیلا دیا جس میں وہ کامیاب ہوا اور نتیجتاً عثمان غنی شہید ہو گئے اور مسلک مولائی کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مسلک تشیع کی بنیاد رکھنے والا ایک بہت بڑا عالم تھا جو بظاہر اسلام لانے کے باوجود درپردہ یہودی ہی رہا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا اور فرق مولائی جیسی معتبر مولائی کتب سے اس کی نہایت وضاحت ہو چکی ہے۔ اس یہودی عالم نے اسلام کے متعلق اپنی قلبی شقاوت و عداوت کو تسکین دینے کے لئے مولائی مذہب کی بنیاد رکھی اور اسلام کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب ہوا اور قتل عثمان غنی میں کامیاب ہو کر فساد کا وہ دروازہ کھولا جو آج تک بند نہ ہو سکا۔

ترجمہ: عبداللہ بن سبآن نے حضرت علی کے بارے میں ”الذ“ ہونے کا عقیدہ ایجاد کیا۔ اس پر حضرت علی نے اسے جلاوطن کر دیا اور کہا گیا ہے کہ یہ اصل میں یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ یہودیت کے دوران حضرت یوشع بن نون اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے بارے میں اسی قسم کی باتیں کیا کرتا تھا۔ جیسے حضرت علی کے متعلق کہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”دوب امامت“ کا عقیدہ اسی کی اختراع و ایجاد ہے۔ (انوار التعماریہ نعمت اللہ جزائی صفحہ 191 طبع قدیم مطبوعہ ایران مطبوعہ جدید جلد 2 صفحہ 234 فرقہ سبائیہ)

قارئین کرام، غور کریں کہ حضرت زین العابدین نے عبداللہ بن سبا کا ہانڈا پھوڑ دیا۔ مولائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی ہمارا رب مشکل کشا خالق اور رازق ہے حضرت علی نے اس کو ساتھیوں سمیت بلوا کر اس کفریہ عقیدہ سے منع فرمایا اور توبہ تائب ہونے کی تلقین کی اور فرمایا۔

حضرت علی نے

[إِنَّمَا أَنَا مَخْلُوقٌ مِّثْلَكُمْ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ مَخْلُوقٌ]

میں تمہاری طرح پیدا شدہ ہوں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور مخلوق ہوں۔

یعنی میں بھی تمہاری طرح محتاج و عاجز بندہ ہوں۔ میرے اندر خدائی صفات نہیں ہیں مگر یہ لوگ بازنہ آئے اور اس عقیدہ کو نہیں چھوڑا تو حضرت علی نے ان کو زندہ آگ میں جلوا دیا۔

رجال کشی ص 72، ص 109، ص 308 طبع نجف

اب بھی مولائی کہتے ہیں کہ حضرت علی مشکل کشا حاجت روا اور کارساز ہیں۔ ہم علی کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے خزانے سے بہت کچھ دیں گے وغیرہ۔

عبداللہ بن سبا وہ پہلا بد بخت انسان ہے جس نے حضرت محمد کے بعد حضرت علی کے بارے میں فرضیت امامت و خلافت بلا فصل کا اعلان کیا۔ یہی یہودی حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان کا سخت مخالف

اور دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی گمراہی اور کفر سے پناہ میں رکھے۔

میرے محترم قارئین! آپ نے غور فرمایا کہ علمائے مولائی نے اپنی کتابوں میں ثابت کیا ہے کہ مولائی مذہب کی بنیاد عبداللہ بن سبآن نے رکھی تھی اور امام زین العابدین اور امام جعفر صادق نے اس کو بھونٹا کما ہے۔ جب صورت حال یہ ہے تو کسی سنی عالم کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ مولائی فرقہ کے مخلص افراد کو تحقیق کی طرف مائل کیا جائے اور باطل عقائد سے تائب ہونے کا مشورہ دیا جائے۔ کیا یہ اپنی ذات کے ساتھ انصاف ہے کہ آئمہ طاہرین کو فرمائیں کہ عبداللہ بن سبآن ہمارے متعلق جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں میں مشہور کرتا ہے اور آپ اس فتنہ ساز کی باتوں کو عقیدہ بنالیں۔ پھر تو وہی امام ٹھہرا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

عقیدہ امامت

مولائی فرقہ کے اصول دین پانچ ہیں اور فروغ دین دس ہیں۔ پہلا توحید اور سرا عدل، تیسرا نبوت، چوتھا امامت اور پانچواں قیامت اور فروغ دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، تولد، تہنہ، ہنہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، بظاہر تو مولائی فرقہ ان اصول اور فروغ پر مکمل عقیدہ رکھتا ہے اور لوگوں میں اسی اصول اور فروغ کی تبلیغ کرتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارا مذہب آل محمدؐ کا مذہب ہے۔ مگر عمل پیرا صرف امامت پر ہے۔ یعنی مولائی کے دین کا دار و مدار عقیدہ امامت پر ہے۔ جیسا کہ آپ نے مقولہ سنا ہے کہ ”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور“ مولائی فرقہ کا دعویٰ ہے کہ امامت کا مسئلہ قرآن پاک میں عہدہ نص کے ساتھ ثابت ہے اور ہم اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ امامت کا لفظ قرآن پاک میں عام ہے جو تمام کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ہمارا اہل سنت کا دعویٰ ہے کہ نبی اور رسول خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کے استعمال کلام میں ہیں قرآن پاک میں کسی جگہ بھی غیر کی طرف نبی اور رسول کو اطلاق نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۱۱ فَقَاتِلُوا أَلَمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَكُمْ

کافروں کے اماموں کو قتل کرو۔

ایسے بھی امام ہیں جو جہنم کی طرف بلا تے ہیں اور امام اللہ تعالیٰ نے راستے کو بھی کہا ہے۔ جیسے ”لَبَّ اِمَامِ اَهْبِیْنِ“ اور علمائے مولائی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حضرت علیؑ کی امامت منصوص من اللہ بلا اسم ہے۔ یہ دعویٰ بغیر ثبوت کے پروان چڑھ رہا ہے کیونکہ مامور من اللہ بلا اسم حضرت علیؑ کی امامت کے ثبوت میں قرآن میں ایک آیت بھی نہیں ہے اور کوئی اسے قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ اب مندرجہ ذیل عقائد پر غور فرمائیں:

امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بلند ہے

1- مولائی کا دعویٰ ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد آنحضرت کے بارہ خلیفے تھے۔ وہ حضرت علیؑ سے لے کر امام صدی تک بارہ امام برحق مانتے ہیں جس طرح نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے رسول مقرر کیا ہے اسی طرح اماموں کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ بارہ امام نبی کریمؐ کی طرح ہر گنہ سے پاک ہوتے ہیں۔ امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے بالا ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ کمالات و شرائط اور صفات میں پیغمبر اور امام کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ہمارے مذہب کی ضروریات یعنی بنیادی عقائد میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ مقام ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے

تمام انسانوں کے لئے قیامت تک تعلیمات امامت کو نافذ کرنا اور ان کی اتباع کرنا تمام انسانوں پر واجب ہے۔ جن کتابوں سے حوالہ لیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

اصول کافی صفحہ 170، ایرانی انقلاب صفحہ 161، حیات القلوب صفحہ 3 جلد 3 از علامہ باقر مجلسی۔ جلد سوم صفحہ 201 طبع ایران، حکومت اسلامیہ از خمینی طبع ایران صفحہ 32، حکومت اسلامیہ از خمینی صفحہ 113، بحوالہ ایرانی انقلاب صفحہ 38۔

2- نبیؐ کے بعد امیرالمومنین پہلے امام تھے۔ انکے بعد حسن امام تھے ان کے بعد حسین امام تھے۔ پھر جو اس کا انکار کرے وہ ایسا ہے کہ جیسے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی معرفت کا انکار کیا۔ (اصول کافی صفحہ 106، بحوالہ ایضاً صفحہ 121)

3- علیؑ کی ولایت کا مسئلہ انبیاء کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے اور اللہ نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جو محمدؐ کے نبی ہونے پر اور علیؑ کے وصی ہونے پر ایمان لانے کا حکم نہ لایا ہو اور اس نے اسکی تبلیغ نہ کی ہو۔ (اصول کافی صفحہ 276 بحوالہ ایضاً صفحہ 122)

4- حضرت علیؑ کو فضیلت کا وہی درجہ اور مقام حاصل ہے جو محمدؐ کو حاصل تھا۔ (اصول کافی بحوالہ بنیات صفحہ 109) اللہ نے بندوں پر علیؑ کی اطاعت اس طرح فرض کی تھی جس طرح محمدؐ کی اطاعت فرض کی تھی۔ (دیکھیں

رجال کشی صفحہ 265 بحوالہ ایضاً) حضرت علیؑ کی افضلیت بعد النبی کا منکر کافر ہے (تحفہ حنفیہ از غلام حسین مجبی صفحہ 17)

جس چیز کو چاہتے ہیں حلال اور حرام کرتے ہیں

5- جب قائم آل محمد امام ممدی ظاہر ہوں گے سب سے پہلے ان سے بیعت کرنے والے محمدؑ ہوں گے اور پھر علیؑ ہوں گے (حق الیقین از باقر مجلسی مطبوعہ ایران صفحہ 139، بحوالہ ایرانی انقلاب صفحہ 179)

6- جب ہمارے قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور اس پر حد جاری کریں گے۔ (ایضاً) (نعوذ باللہ)

7- اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدانیت کے ساتھ منفرد رہا ہے پھر اس نے محمدؑ، علیؑ اور فاطمہؑ کو پیدا کیا پھر یہ لوگ صدیوں ٹھہرے رہے اس کے بعد اللہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر ان مخلوقات کی تخلیق پر ان کو گواہ بنایا اور ان کی اطاعت، فرمانبرداری ان تمام مخلوقات پر فرض کی اور ان مخلوقات کے معاملات ان کے سپرد کر دیئے۔ بس یہ حضرات جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں۔

یہاں محمدؑ، علیؑ اور فاطمہؑ سے مراد یہ تینوں حضرات اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام آئمہ ہیں۔ (اصول کافی صفحہ 278، بحوالہ ایضاً

صفحہ 125، الصافی شرع اصول کافی جز سوم حصہ دوم صفحہ 149 بحوالہ ایضاً صفحہ 126)

10- امام معصوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اللہ اسے سیدھا رکھتا ہے۔ وہ غلطی بھول چوک اور لغزش سے محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اس کو مخصوص رکھنا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق پر شاہد ہو۔ (اصول کافی صفحہ 121، بحوالہ ایضاً)

11- امام کی دس نشانیاں ہیں، وہ بالکل پاک و صاف پیدا ہوتا ہے۔ ختم شدہ پیدا ہوتا ہے۔ پیدا ہو کر زمین پر آتا ہے۔ اس طرح کہ دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے ہوتا ہے اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتا ہے۔ اس کو کبھی جنابت نہیں ہوتی اور نہ ہی غسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ سونے کی حالت میں صرف اس کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ اس کو کبھی جمنائی نہیں آتی نہ وہ کبھی انگڑائی لیتا ہے وہ جس طرح آگے دیکھتا ہے اسی طرح پیچھے دیکھتا ہے۔ اس کے پاخانے سے منک کی سی خوشبو آتی ہے اور زمین کو خدا کا علم ہے کہ وہ اس کو چھپالے اور نگل لے اور جب وہ رسول اللہؐ کی زرہ پہنتا ہے تو اسے بالکل فٹ آتی ہے اور جب کوئی دوسرا اسے پہنتا چاہے تو وہ لہا ہو یا ٹھکنا اسے ایک باشت بڑی رہتی ہے۔ (اصول کافی صفحہ 246، بحوالہ ایضاً صفحہ 128)

12- علیؑ کی افضلیت محمدؑ کی افضلیت جیسی ہے اور محمدؑ کو اللہ کی تمام مخلوق پر افضلیت حاصل ہے اور علیؑ کے کسی حکم پر اعتراض کرنے والا ایسا ہے جیسا

نبی اور اللہ کے حکم پر اعتراض کرنے والا۔ کسی بڑی یا چھوٹی بات پر ان کا انکار کرنے والا اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے درجے پر ہے۔ امیرالمومنین اللہ کا وہ دروازہ ہے۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ تک کسی اور دروازے سے نہیں پہنچا جاسکتا۔ وہ ایسا راستہ ہے کہ جو کوئی اس کے سوا کسی اور راستے پر چلا وہ ہلاک ہو جائے گا اور اسی طرح تمام آئمہ ہدیٰ کے لئے ہے۔ بعد دیگرے فضیلت جاری ہے۔ (اصول کافی کتاب الحج صفحہ 133)

مولانا علی کا ہر فعل عین اسلام اور عین قرآن ہے۔ آن جناب کے مخالفین خواہ عائشہ ہو یا معاویہ، مالک بن انس ہو یا ابن تیمیہ، یہ نواصب ہیں۔ (تحفہ حنفیہ از غلام حسین نجفی صفحہ نمبر 70)

آل رسول کی روایات میں ٹاٹھی یعنی سنی کو کتے اور خنزیر سے زیادہ نجس کہا گیا ہے۔ (ایضاً صفحہ نمبر 195)

تمام انسان ماں کی کوکھ سے پیدا ہوتے ہیں مگر امام کی پیدائش ماں کی ماں سے ہوتی ہے۔ (جلال الاعیون باقر مجلسی، اردو ترجمہ کوثر بھیروی صفحہ 474)

جائزہ

اب ہم ان عقائد کا ایک ایک کر کے جائزہ لیں گے کہ کیا یہ عقائد قرآن و حدیث کے مطابق ہیں یا کسی ایسے شخص نے گھڑ لئے ہیں جس کو ایسا کرنے اور کہنے کی اجازت ہی نہیں تھی۔

1- جس طرح نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے رسول مقرر کیا ہے اسی طرح اماموں کو

اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔

حضرت محمدؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول منتخب کیا ہے۔ قرآن میں متعدد آیتوں پر آپ کو رسول کہا گیا ہے۔ فرمایا ہے۔ محمد رسول اللہ..... یعنی محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور وَ هَآءِ حَمْدُ الرَّسُولِ نَبِيٍّ مِّمَّنْ مَّرَّكَهُ اللّٰهُ كَارِهُنَّ۔ یعنی محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ (ترمذی، صحیح ترمذی میں سے کسی کا باپ نہیں البتہ وہ اللہ کا رسول ہے۔)

اسی طرح مولائی کے بارہ اماموں کا تقرر بالاسم یا بلا اسم قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا۔ تو اگر مولائی علماء نے کیسے کہہ دیا کہ اماموں کو بھی خدا نے مقرر کیا ہے اور بغیر اس صریح کے کوئی کیسے مان لے؟

انہوں اور رسولوں کے مقام و مرتبہ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے: **اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَّ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ** یعنی ہم نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین میں منتخب کیا۔

ان پاک میں رسولوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر اماموں کی اطاعت کا حکم نہیں ہے۔ جیسے فرمایا ہے **اَطِيعُوا اللّٰهَ وَّ اَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَّ اُولٰٓئِ الْاٰمِرِمْ مِّنْكُمْ** یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم سے حکم دے گا اس کی اطاعت کرو۔

اسی لئے امام کی تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اوپر ہم نے

ذکر کیا ہے کہ امام کا استعمال عمومی ہے مگر نبی اور رسول کا لفظ اپنے محدود اور مخصوص معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ عمومی استعمال کے لحاظ سے نبی اور رسول کو امام بھی کہا گیا ہے۔ مگر یہ کوئی الگ عمدہ نہیں ہے جسے نبی اور رسول کے برابر کہا جائے یا اس سے بلند تر مانا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے امام کہا اور ان کی اولاد سے بھی امام بنائے۔ یعنی بہت سے نبی اور رسول منتخب کئے۔ قرآن پاک میں ہے **وَإِذْ بَتَلَىٰ اِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۗ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۗ قَالَ وَمَنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنْبَأُكَ وَعَهْدِي لِلظَّالِمِينَ** (سورہ بقرہ آیت 124) ترجمہ: جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں پھر ابراہیم نے وہ پوری کیں۔ اللہ نے کہا تجھ کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ ابراہیم نے کہا کیا میری اولاد میں سے بھی تو اللہ نے کہا میرا عمدہ ظالموں کے لئے نہیں ہوگا۔

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی اولاد سے جو امام بنائے وہ سب نبی تھے۔ فرمایا **وَ هَبْنَاهُ إِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ نَافِلَةً ۗ وَ كَلَّأَ جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۗ وَ جَعَلْنَاهُمْ آئِمَّةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا.....** (سورہ الانبیاء آیت نمبر 72، 73) ترجمہ: اور ہم نے اس کو (ابراہیم کو) اخلاق اور یعقوب دیتے انعام کے طور پر اور وہ سب صالحین میں سے تھے اور ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے۔ (یہ سب نبی اور رسول تھے)

اگر مولائی حضرات اپنے بارہ اماموں کو نبی اور رسول ہی مانتے ہیں تو ان پر

امام کے لفظ کا اطلاق بھی درست ہوتا۔ مگر میرے علم کے مطابق وہ اماموں کو نبی اور رسول نہیں مانتے لہذا وہ ان معنوں میں امام بھی نہیں ہیں۔ پھر نبی اور رسول کے مرتبہ کو کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ نبی اور رسول کے مرتبہ سے بڑھ جائیں۔

عام مولائی تو یہ جانتے بھی نہیں ہیں کہ ان کے علما کا اماموں کے مقام کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ اگر عام مولائی آدمی سے پوچھا کہ کیا آپ امام حسن، امام حسین یا دیگر آئمہ کو حضرت محمد، حضرت اسطیل یا حضرت ابراہیم سے بلند مرتبہ مانتے ہیں تو وہ نفی میں جواب دیتے ہیں۔

قیامت سے پہلے کوئی مردہ زندہ نہیں ہوگا

اگر اماموں کی اتباع کرنا اور ان کی تعلیم کو نافذ کرنا تمام انسانوں پر واجب ہے تو پھر قرآن و حدیث میں اس کا حکم کیوں نہیں آیا اور ایمان کی شرائط میں ان پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں ہے۔ صرف اللہ، فرشتوں، رسولوں، کتابوں اور قیامت پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ مگر بقول مولائی علماء جن کا مرتبہ و مقام انبیاء و رسل و مقرب فرشتوں سے بڑھ کر ہے ان پر ایمان لانے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔

2- عقیدہ نمبر 2 کا جواب بھی اوپر کی سطور میں آ گیا ہے۔

3- حضرت محمدؐ کی رسالت کا ذکر تو سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ جس پر کوئی اختلاف نہیں ہے لہذا حوالے طوالت کا باعث ہوں گے۔ مگر علی کی

امامت کا ذکر کس کتاب میں ہے اور کون کون سے انبیاء و رسل ان کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ مولائی علماء نے ان کا حوالہ دینا کیوں گوارا نہیں کیا۔

4- عقیدہ اطاعت علی پر قرآن و حدیث کے ناقابل اختلاف حوالوں کی ضرورت ہے۔ یعنی والد محکم آیات پر مبنی ہونہ کہ قشابہ آیات پر۔

5- قائم آل محمد امام مہدی کو کہا جاتا ہے جن کی آمد کی پیش گوئیاں کتب حدیث میں موجود ہیں۔ مولائیوں کے اماموں کے اقوال کو بھی علماء نے جمع کر رکھا

ہے انہیں بھی مولائی حضرات حدیث ہی کہتے ہیں۔ ان میں بھی قائم آل محمد کے بارے میں پیش گوئیاں موجود ہیں۔ مولائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ

امام مہدی یعنی بارہویں امام حضرت امام حسن عسکری کے ہاں پیدا ہوئے اور پیدائش کے ساتھ ہی غائب ہو گئے جبکہ سنیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ

پیدا ہوں گے اور 25 سال کی عمر میں اپنے مہدی ہونے کا اعلان کریں گے۔

البتہ مولائی عقیدے کے مطابق جب وہ ظاہر ہوں گے تو سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ ان کی بیعت کریں گے اور پھر حضرت علی ان کی بیعت کریں گے۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت علی بھی زندہ ہو جائیں گے۔

علماء نے امام مہدی کی غیبت کے عقیدے پر اور ان کی آمد کے متعلقات پر مستقل باب مخصوص کئے ہیں البتہ ہم ان سطور میں صرف اتنا ہی عرض کریں گے

کہ قیامت سے پہلے کوئی مردہ زندہ نہیں ہو گا۔ یہ کسی اور قوم کا یا کسی مسلمان

فرقے کا عقیدہ بھی نہیں ہے نہ یہ بات عقل سلیم تسلیم کرتی ہے نہ ہی علوم دین اس کی تائید کرتے ہیں۔ میں نے اس موضوع پر ایک مدلل کتاب پڑھی ہے۔

قائم آل محمد کی پیدائش ہی ثابت نہیں ہو سکی۔ ایک روایت ہے کہ امام حسن عسکری کی پھوپھی نے آپ کی بیوی کے پیٹ کا معائنہ کیا اور کہا کہ حمل کے آثار

ہی موجود نہیں ہیں جبکہ بقول امام اسی رات بچے کی پیدائش متوقع تھی۔

8- عقیدہ نمبر 6 میں پھر زندہ کرنے کی بات ہے۔ جواب اوپر کی سطور میں آچکا ہے۔ اب صرف اس بات پر افسوس کرتا ہوں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ کو مولائی ابھی تک مجرم سمجھتے ہیں جبکہ قرآن نے ان کی برہت کا

اعلان کیا تھا۔ جہاں تک حد جاری کرنے کا سوال ہے تو عرض ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ کی موجودگی کا ہے۔ اگر بفرض محال حضرت عائشہ مجرم

ہوتیں تو آپ خود حد جاری فرماتے۔ امام مہدی پر موقوف کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ واضح رہے کہ مولائیوں کے نزدیک حضرت عائشہ پر

حد جاری کرنا کسی ایک جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ جرائم کی فہرست طویل ہے ملاحظہ فرمائیے۔ علامہ باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب جلد دوم صفحہ

901 کا حوالہ۔ ”ابن بابویہ اور برقی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو

زندہ کریں گے اور ان پر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہ کا انتقام لیں گے راوی نے پوچھا آپ پر فدا ہوں۔ ان پر کس سبب سے حد جاری کریں

گے راوی نے پوچھا آپ پر فدا ہوں۔ ان پر کس سبب سے حد جاری کریں

گے۔ امام نے فرمایا کہ ماوراء النہد پر جو افترا کی تھی۔ راوی نے پوچھا کہ خود آنحضرتؐ نے ان پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور قائم آل محمد تک ملتوی کیا۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم مختار کو انتقام لینے کے لئے بھیجے گا۔

قارئین محترم! غور فرمایا آپ نے کہ اکابرین فرقہ مولائی اپنے اماموں پر کیسے کیسے جہل کا الزام لگاتے ہیں۔ اس سے دو نتیجے ضرور نکلتے ہیں اول یہ کہ یہ منافقین کا ٹولہ تھا جو باب شر علم اور ان کی پاکیزہ اور ہر دعویٰ اولاد کو بدنام کرنا چاہتا تھا۔ دوم یہ کہ وہ خود اتنے بے وقوف تھے کہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میری رائے میں پہلا نتیجہ ہی زیادہ درست ہے۔

حضرت امام باقر کے مہینہ جو اب کے باوجود سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ سب لوگوں پر رحمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی مجرم سزا سے نہ بچ سکے۔ معلوم یہی ہے ایک مجرم کے بچ جانے سے کتنے دوسرے لوگ جرم کرنے کے لئے شیر ہو جاتے ہیں۔ پھر کون سی معقول دلیل سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے آنے کا مقصد کچھ مجرموں کو زندہ کر کے انتقام لینا ہے۔

7- اللہ تعالیٰ نے کیا کیا پیدا کیا اور کب پیدا کیا اس کے بارے میں دینی علوم رکھنے والے جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ خدا اپنی مخلوق کو پیدا کرنے اور اپنی کائنات کا انتظام چلانے کے لئے کسی کا محتاج نہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے۔ یہ تو دینی علوم میں مانا جاتا ہے کہ خدا

انسانوں کی راہنمائی کے لئے نبی بھیجتا ہے جن پر بذریعہ وحی کتب نازل کرتا ہے جس پر عمل کر کے انسانی معاشرہ انسانیت کی حدود میں رہتا ہے اور انسان باہمی تعلقات کو سمجھ لیتے ہیں۔ مگر یہ تو کسی قاعدے سے ثابت نہیں کہ کوئی فانی انسان اس کی ابدی سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹانے پر مامور ہو۔

جہاں تک حلال و حرام کا مسئلہ ہے خدا اور صرف خدا ہی اپنے رسولوں کے ذریعے چیزوں کو حلال یا حرام کا حکم دیتا ہے۔ پیغمبر بھی اپنے ہوائے نفس سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتا۔ اس لئے پیغمبر کا کیا ہوا اللہ کا کیا ہوا ہے۔ پیغمبر کے سوا کوئی شخص احکام شریعت میں سر مو تبدیلی نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ جو لکھا ہے کہ محمدؐ، علیؑ اور فاطمہؑ جس چیز کی چاہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں، غلط ہے۔

عقیدہ مذکورہ عصمت کے بارہ میں ہے۔ خدا پاک ہے اس تعریف سے جو انسان اس کی کرتے ہیں۔ عصمت کا مقام تو پیغمبر کے لئے ہے کیونکہ وہ انسانوں میں سے منتخب ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ بے شک اللہ نے جن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران کے گھر کو تمام جہانوں سے۔ اور دوسرے انسانوں کو عصمت اور پاکیزگی سکھاتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمَمِيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ تَرْجَمَهُ: وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھ کر سنا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی۔ لہذا ثابت ہوا کہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے۔ دوسروں کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ جتنا زیادہ تقویٰ اختیار کریں گے اتنا ہی عصمت کے درجہ پر ہوں گے۔ یعنی باقی انسانوں کی عصمت درجہ بدرجہ ہے حتیٰ کہ معصومیت کی بجائے معصیت کا مقام آجاتا ہے۔ عصمت کبریٰ فقط پیغمبروں کے لئے ہے۔ ہم آل رسول کو عصمت کے بلند درجہ پر مانتے ہیں مگر مولائی عقیدہ کی طرح نبیوں اور رسولوں سے مقابلہ نہیں کرتے۔

9- اماموں کی نشانیاں جو اس عقیدہ میں بیان ہوئی ہیں۔ یہ صفات تو پیغمبروں میں بھی نہیں ہوتیں۔ پیغمبروں کی صفات قرآن میں لکھی ہیں۔ پیغمبر کی ذات عوام الناس کے سامنے ہوتی ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول بھی ہم جیسے انسانوں میں سے منتخب ہوتا ہے اور وہ خود بھی کتا ہے انصافاً بشر مشلکم کہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ قارئین کرام باقی باتوں پر آپ خود ہی غور فرمائیں۔ یہ مشاہدے کی بات ہے الہامی کتابوں اور حدیثوں کو ان باتوں کا علم دینے کی ضرورت ہی نہیں۔

ابنہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ایک بار نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو غسل جنابت یاد آیا آپ لوگوں کو چھوڑ کر غسل کے لئے چلے گئے۔ غسل کر کے واپس آئے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اگر پیغمبر کو غسل جنابت کی ضرورت ہے تو امام کو کیوں نہیں؟
قارئین! لفظ امام ہم استعمال کرتے رہیں گے۔ آپ یاد رکھئے گا کہ ہم اس کو راہنما کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں یا اس لئے کہ آپ کو سمجھ آجائے کہ ہم آل رسول کے ان پاکیزہ نفوس کا ذکر کر رہے ہیں جن کو مولائیوں نے انسانوں میں نہیں رہنے دیا۔

10- شرک صرف اللہ کا شریک ٹھہرانے کو کہتے ہیں۔ صحابہ یا ولی کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے سے آدمی گناہگار نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسانوں کی صفات ایک دوسرے جیسی ہو سکتی ہیں۔ خدا کی صفات جیسی صفات کسی دوسرے میں ماننا ضرور شرک ہے۔ اس لئے مولائی کو میرا مشورہ ہے کہ حضرت علی یا کسی دوسرے بزرگ میں ایسی صفات کا عقیدہ نہ رکھیں بلکہ توبہ کر لیں۔

اماموں کے ماں کی دان سے پیدا ہونے کی بھی ایک ہی کہی۔ اصل میں روایات من گھڑت ہیں ورنہ اماموں کی تعلیم ایسی نہیں ہوتی بخار انوار کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب امام مہدی کی پیدائش کا وقت آیا تو امام حسن عسکری کی پھوپھی نے پوچھا بیٹا آج کس بیوی سے بچہ پیدا ہو گا تو امام نے جواب دیا زرجس خاتون سے۔ پھوپھی صاحبہ نے زرجس خاتون کا پیٹ چیک کیا اور پھوپھی نے آکر کہا کہ میں زرجس میں حمل کے آثار نہیں دیکھتی۔ امام نے فرمایا کہ پھوپھی جان ہم اولیاء و اصفیاء کے حمل پیٹ میں نہیں بلکہ پسیلوں میں ہوتے

ہیں اور پیدائش عام رستے سے نہیں بلکہ ران سے ہوتی ہے۔ (یہ روایت جلاء
ایموان کے صفحہ نمبر 474 پر ملاحظہ فرمائیں، اردو ترجمہ کوثر بھیروی)

نظر: عقبات قارئین کرام! ہے نا عجیب بات۔ وہ پھوپھی جس نے تین اماموں کا زمانہ
دیکھا ہو اور خود بھی عورت ہو اسے اس بات کا علم نہیں وہ پھر بھی یہی سمجھتی ہے
کہ اولیاء و اصفیاء کا حمل بھی پیٹ میں ہی ہوتا ہے۔

میں اپنے سنی قارئین سے عرض کرتا ہوں کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ اصل
میں جو کچھ مولائی کتب میں اماموں سے منسوب کیا گیا ہے وہ اقوال آئمہ میں ہی
نہیں ہم جانتے اور مانتے ہیں کہ وہ گیارہ نفوس علم کی صاف ستھری مسند پر
متمکن تھے۔ وہ قرآن، حدیث اور فطرت کے عالم تھے۔ علم و عقل اور قرآن و
حدیث کے معیار سے گری ہوئی باتیں ان کی نہیں بلکہ لوگوں نے مطلب برآری
کے لیے ان سے منسوب کی ہیں۔ جو ان پاک نفوس کے ساتھ زیادتی ہے اور
اپنے آپ کے ساتھ ظلم ہے۔

میرا نظریہ ہے کہ اگر ان ہستیوں کے بارے میں ایسی باتیں نہ پھیلائی جاتیں
تو ان سے استفادہ کے لئے بھی پہنچتے۔

مندرجہ ذیل حوالوں سے ان کا اور راویوں کا موازنہ کیجئے۔

ہم جھوٹ بھولنے والوں سے کبھی خالی نہیں رہتے

آئمہ طاہرین کو بھی ان کی کارستانیوں کا علم تھا۔ اس لئے مخلص نام لیاؤں
کو ان لوگوں کی سیاہ کاریوں و کارگزاریوں سے آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ امام جعفر

صادق فرماتے ہیں: إِنَّ أَهْلَ النَّبِيَّةِ صَدِيقُونَ لَا نَخْلُوا مِنْ كَذِبِ
يَكْذِبِ عَلَيْنَا يَسْقُطُ صِدْقُنَا بِكَذِبِ عِنْدَ النَّاسِ۔ ترجمہ: ہم سچا
خانوادہ ہیں لیکن ہم جھوٹ بولنے والوں سے کبھی خالی نہیں رہتے جو اپنے جھوٹ
سے ہمارے سچ کو بھی لوگوں کو نظروں سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (رجل
کشی صفحہ نمبر 170/197 اسی کتاب کے صفحہ نمبر 195 پر جناب امام رضا علیہ السلام
سے ان کذابوں میں سے بعض کا تفصیلاً تذکرہ بھی موجود ہے کہ بنان امام زین
العابدین پر جھوٹ بولتا تھا اور ابو الخطاب امام جعفر صادق پر محمد بن بشیر امام موسیٰ
کاظم پر اور محمد بن فرات مجھ پر افترا پر دازی کرتا ہے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں
طہا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے جو میرے والد پر جھوٹ بولتا تھا۔

جو حدیثیں ہماری طرف منسوب ہوں ان میں سے صرف ان کو قبول کرو جو
قرآن و سنت کے موافق ہوں یا جن کی تائید میں ہماری سابقہ حدیثوں میں سے
کوئی شاہد پاؤں کیونکہ مغیرہ بن سعید خدا اس پر لعنت کرے میرے والد امام محمد باقر
لے اصحاب کی کتب حدیث میں کئی جعلی حدیثیں داخل کر دی ہیں جو کبھی میرے
والد نے بیان نہیں فرمائی تھیں۔ خدا سے ڈرو ہمارے متعلق کوئی ایسی بات قبول
نہ کرو جو قول خدا اور سنت پیغمبر کے خلاف ہو کیونکہ جب ہم کچھ بیان کرتے ہیں
تو یہ کہتے ہیں کہ خدا اور رسول نے یوں فرمایا ہے۔ یعنی اپنی رائے اور قیاس سے
کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی غیر معصوم کا قول نقل کرتے ہیں۔ ان حقائق کی
موجودگی میں ہر وہ روایت جو ان ذات مقدسہ کی طرف منسوب ہو کیونکہ آنکہ

بذکر کے قبول کیا جاسکتا ہے۔ (رجال کشی بحوالہ اصول شریعت فی عقائد المولائی
اشیخ محمد حسین مجتہد العصر)

ان حوالوں کی رو سے ہمارا قائم کیا ہوا نظریہ درست نکلا۔ مگر ڈرتا ہوں کہ
وام الناس کی نظر میں تمام اقوال آئمہ مشکوک ہو گئے ہوں گے۔ انہیں کیسے پتہ
پلے گا کہ کون سی روایت درست ہے اور کون سی غلط۔ اس لئے میں بھی ایسے
بہنوؤں پر لعنت کرنے پر مجبور ہوں۔

ایک اور شاہکار روایت دیکھئے، افترا پردازوں نے کیا گل کھلائے ہیں۔
نصرت علی کی امامت منوانے کے لئے قرآن کا سارا نہیں لیا بلکہ روایت گھڑی
ہے جو حضرت رسول کریم کی طرف منسوب ہے۔

مولائی کی ایک مشہور کتاب آثار حیدری کے صفحہ نمبر 556 درج ہے۔ کیا
تم کو غدیر خم کا واقعہ کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علی کو اپنا جانشین کیا۔ تم نے
دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور فرشتہ ان میں سے سر نکال کر
جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے کہ یہ ولی خدا ہے اس کی متابعت کرو
ورنہ تم پر عذاب خدا نازل ہو گا۔ اس سے ڈرو۔ کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ
تم نے دیکھا کہ علی چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے ہٹ جاتے تھے تاکہ موڑ کھانے کی
صورت نہ پڑے۔ جب وہ گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آ گئے۔ بعد ازاں علی نے
دعا کی اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی نشانیاں دکھا کہ یہ امر تمہارے نزدیک سہل ہے
تاکہ تیری حجت ان پر زیادہ تاکید کر دے۔ الغرض جب وہ لوگ اپنے گھروں کی

طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا۔ زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے اور ان کو
اندر جانے سے روک دیا اور آواز دی ہمارے اندر قدم نہ رکھنا۔ تم پر حرام ہے
جب تک ولایت علی ابن ابی طالب پر ایمان نہ لاؤ تب انہوں نے کہا ہم ایمان
لائے۔ یہ کہہ کر گھروں میں داخل ہوئے۔ پھر اندر جا کر دوسرے کپڑے بدلنے
کے لئے اپنے لباس اتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری ہو گئے اور وہ ان
کو نہ اتار سکے اور کپڑوں نے انکو آواز دی کہ تم پر ہمارا اتارنا آسان نہ ہو گا جب
تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب کا اقرار نہ کر لو۔ تب انہوں نے اس کی ولایت
کا اقرار کیا اور کپڑوں کو اتار دیا۔ پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہو
گئے اور ان کو آواز دی تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جب تک ولایت ابن ابی طالب کا
اتزار نہ کر لو۔ اس وقت انہوں نے اقرار کر لیا۔ پھر کھانا کھانے لگے تو لقمہ ان
کے لئے بھاری ہو گیا اور جو لقمے بھاری نہ ہوئے تھے وہ ان کے منہ میں جا کر پتھر
ہو گئے اور ان کو آواز دی تم پر ہمارا کھانا حرام ہے جب تک ولایت ابن ابی طالب
کا اقرار نہ کر لو۔ تب انہوں نے ولایت ابن ابی طالب کا اقرار کیا۔ بعد ازاں وہ
پیشاب و پانخانے کی ضروریات کو رفع کرنے گئے۔ تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے
اور ان کا دفعہ ان کو معتذر ہوا اور ان کے بیٹھوں اور آلات تناسل نے آواز دی
ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے جب تک کہ ولایت علی ابن ابی طالب
کا اقرار نہ کر لو۔ اس وقت انہوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا۔

اے گروہ علمائے مولائی! کیا آپ نے کبھی اس روایت پر غور کیا ہے؟ اگر

نہیں کیا تو کیوں؟ کیا رسولوں کی رسالت، نبیوں کی نبوت اور ولیوں کی ولایت خدا لوگوں سے اس طرح منواتا ہے مذکورہ بھاری چیزوں میں سے جب پہلی ہی بھاری چیز کی وجہ سے لوگوں نے حضرت علی کی ولایت کا اقرار کر لیا تھا تو دوسری بھاری چیزیں لوگوں پر ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اللہ نے عورتوں اور مردوں کے آلات تقاسل سے بھی حضرت علی کی ولایت کا اقرار کر دیا۔ ”شرم تم کو مگر نہیں آتی“

ایک اور روایت پر غور فرمائیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں:

میں تمہاری پیدائش کے وقت سے تم پر حجت خدا ہوں، میں جزا کے روز کا گواہ ہوں، میں وہ ہوں جو علم منیا، بلایا، قضایا، فصل الخطاب اور انصاف کا عالم ہوں۔ میں نے انبیاء کی آیات کو یاد کیا ہوا ہے۔ میں عاصم کا مالک ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے بادل، رعد، بجلی، تاریکی اور روشنی، ہوائیں، پہاڑ، سمندر، ستارے، سورج اور چاند تابع کر دیئے گئے ہیں۔ میں وہ ہوں جس نے عابد و شہود، اصحاب ارس اور بہت ساری قوموں کو ہلاک کیا ہے۔ میں وہ ہوں جس نے بڑے بڑے جاہلوں کو ذلیل کیا ہے۔ میں صاحب مدین ہوں۔ میں فہم و فہم امت ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن لیا ہے۔ اللہ کے اس علم کے ساتھ جو مجھے ودیعت کیا گیا ہے اور اس راز کے ذریعے جس سے اللہ نے محمد کو آگاہ اس راز سے نبی نے مجھ کو آگاہ کیا۔ میں وہ ہوں جسے میرے رب نے اپنا نام حکم، علم اور

فہم عطا کیا۔ اے لوگو! جو کچھ چاہو میرے مرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو۔ اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور میں ان پر تری مدد چاہتا ہوں۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ۔ (بصائر الدرجت از محمد شریف رسولوی صفحہ نمبر 23)

از باقر علیہ السلام روایت نمود کہ آنحضرت فرمود چون قائم ماہلیت ظہور می کند این آید را تلاوت فی فرمائید۔ در وقتی کہ از شما فرار نمودم پس پروردگار من نبوت و پیغمبری عطا فرمود۔ پس از ہلاکت نفس خود ترسیدم فرار کردم و وقتی کہ خدا تعالیٰ من اذن داد و کار مرا اصلاح نمود۔ ظہور کرد و نزد شما آدم۔ ترجمہ: امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب ہمارا قائم اہل بیت ظہور کرے گا تو یہ آیت تلاوت کرے گا کہ جب میں تم لگوں سے فرار ہوا تو میرے پروردگار نے مجھے نبوت اور پیغمبری عطا فرمائی۔ میں اپنے نفس کی ہلاکت سے ڈرا اور بھاگ گیا۔ اس وقت کہ جب خدا تعالیٰ نے مجھے اجازت دی اور میرے کام کو سنوارا۔ میں نے ظہور کیا اور آپ کے پاس آیا۔

(بحار انوار جلد نمبر 13 قادی طبع ایران صفحہ نمبر 644)

طائفہ سیم عربیہ گویند و ایشاں گویند خدا جبرئیل را بعلی فرستاد او بخلط محمد رفت از آن کہ محمد بعلی عزاب کہ بغراب ماند۔ چہ مرد را

شرفیہ ایشاں گویند خدا در نبی و علی و فاطمہ و حسن و حسین فرود آمد و
علی است۔

(تذکرۃ الآئمہ بالمعصومین علیہ السلام از محمد باقر مجلسی صفحہ نمبر 43)

روایت نمبر 1 کے مطالعہ سے میں تو کچھ نتیجہ نہیں نکال سکا۔ شروع میں
خدا کی دعویٰ ہے اور آخر میں حضرت علیؑ اپنے بندہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔
اپنے پیغمبروں کو تعلیم خدا دیتا ہے ان کی آزمائش بھی وہی کرتا ہے اور منکرین
سے نجات بھی وہی دیتا ہے۔ نافرمان قوموں کو ہلاک بھی کرتا ہے۔ پھر علی کیوں
دعویٰ کریں گے کہ یہ سب کچھ میں نے کیا۔

لہذا ثابت ہوا کہ روایت جعلی ہے۔ اگر مولائیوں کا اصرار ہے کہ یہ روایت
صحیح ہے تو پھر اس کی معقول سی تفہیم کر کے ہمیں بھی بتائیں اور ان پر اپنا ٹھوس
عقیدہ بتائیں یعنی حضرت علی کیا ہیں، امام یا خدا؟

روایت نمبر 2 میں امام مہدی کو نبوت اور پیغمبری عطا کئے جانے کی بشارت
ہے۔ پھر ختم نبوت کا عقیدہ کیا ہوا۔ حضرت آپ کے قول و فعل میں تضاد پایا جاتا
ہے۔ اپنے ایمان کی خبر لیجئے۔

زبان سے تو آپ عقیدہ ختم نبوت کے قائل معلوم ہوتے ہیں اور دل میں
آئندہ نبیوں کے آنے کی خبریں بھی درج کرتے ہیں۔ نیز قائم منظر کے منظر بھی
ہیں۔ جسے آپ نبی اور پیغمبر سمجھتے ہیں۔

امت کو تو ہم کسی طرح سے مان بھی جاتے مگر آپ کو اماموں کو خدا، نبی اور

رسول مانتے ہیں۔ غور کرو اسے آنکھ والو!

روایت نمبر 3 میں کیا حضرت محمدؐ کی رسالت کا سیدھا سیدھا انکار نہیں تو کیا
اصل میں تو آپ یہی کہنا چاہتے ہیں کہ ہم علی کو ہی رسول مانتے ہیں کیونکہ
جبریلؑ کے پاس تو غلطی ہے چلا گیا تھا اور اگر جبریل غلطی کرتے تو کیا ہم بھی کر
لیں۔ مگر جناب قرآن میں تو لکھا ہے کہ فرشتے غلطی نہیں کرتے۔ مگر کیا کیا جائے
اس قرآن کا آپ کے نزدیک کیا اعتبار جو غلطی سے محمدؐ پر اتارا جاتا رہا۔ اب کیا
علوم جبریل کو کہا کہاں غلطی لگی ہو۔

اے گروہ علمائے مولائی! ہم اہل سنت والجماعت پر محمدؐ کو رسول اور علی کو
صحابی رسول مانتے ہیں اور مسلمانوں کے تمام مکاتیب فکر کا بھی یہی مفیدہ ہے
ہوئے مولائی حضرات کے۔ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ تمام مسلمانوں کے
پرکس عقائد رکھتے ہیں۔ اپنی عاقبت کی بھی فکر کیجئے اور اپنی جماعت کو بھی گمراہی
سے بچائیے ان کی بد عقیدگی کے ذمہ دار بھی آپ علمائے ہیں۔ آپ نے کتابوں
میں جو کچھ لکھا ہے عوام سمجھتے ہیں کہ آپ نے پوری دیانتداری سے لکھا ہے۔
میرا خیال ہے آپ میری بات سمجھ رہے ہوں گے۔ پھر بھی صاف لکھے دیتا ہوں
کہ آپ حضرت علی کو جو اپنے بندہ ہونے کے اقرار ہی ہیں، لوگوں سے انہیں
معبود منوار ہے ہیں۔

مضمون کے آخر میں علمائے مولائی سے التجا کرتا ہوں کہ آئمہ حضرات کو
لوگوں کی نظروں میں رسوا نہ کریں۔ جو کچھ آپ ان کے متعلق مشہور کر رہے

ہیں وہ ہرگز ایسے نہ تھے۔ ہماری نظر میں وہ تمام نیک اور شریف النفس مسلمانوں اور اپنے معبود کے مخلص بندے تھے۔ انہوں نے یقیناً خدا اور رسول سے بغاوت نہیں کی اور عوام الناس کو قرآن و حدیث کے خلاف تعلیم نہ دی ہوگی۔ اگر آپ مولائی حضرات واقعی ان کو اپنا امام مانتے ہیں تو انہیں قرآن و حدیث کا حامل کر ان کے پیچھے پیچھے ہو لیں جو کچھ قرآن کہتا ہے وہ ان کا اور اپنا عقیدہ مانیں۔ آمین ثم آمین!

موجودہ قرآن اور مولائی علماء کا عقیدہ

والی ماہب میں مجھے جو سب سے زیادہ تکلیف دہ عقیدہ نظر آیا وہ تحریف قرآن کا عقیدہ ہے۔ یعنی اس گروہ میں یہ عقیدہ بڑے شد و مد سے پایا جاتا ہے کہ موجودہ قرآن اپنی اصلی حالت میں نہیں بلکہ اس میں رد و بدل ہو چکا ہے۔ اہل میں موجود چار الہامی کتابیں ہیں ان کے نام تورات، انجیل، زبور اور قرآن ہیں۔ زبور کے سوا باقی تین کتابوں کے ماننے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ تورات کے ماننے والوں کو یہودی یا بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ انجیل کے ماننے والے مسیحی کہلاتے ہیں اور قرآن کے ماننے والے مسلمان ہیں۔

قرآن نے اپنے نزول کے زمانے میں تورات اور انجیل کی تصدیق فرمائی۔ ان اس وقت تک وہ کتابیں بھی غیر محرف تھیں۔ قرآن فرماتا ہے۔

لَقَدْ عَلَّمْتِكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
الزُّرَّانِ الشُّرَاهُ وَالْإِنْجِيلَ ۚ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ
الزُّرَّانِ الْمُرْقَانِ ط

ترجمہ: تم پر کتاب ہماری سچی جو ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو ان

لوگوں کے پاس موجود ہیں اور اتاری گئی اس سے پہلے تورات اور انجیل جو لوگوں کے لئے ہدایت تھیں اور فرقانِ امارہ۔

اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ مسیحی تورات کو محرف نہیں کہتے۔ یہودی بھی اپنی کتاب تورات کو محرف نہیں کہتے اور نہ کسی کو کہنے دیتے ہیں۔ مسیحی انجیل کو محرف نہیں مانتے اور نہ کسی دوسرے کو یہ کہنے کی اجازت دیتے ہیں۔ بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا موقف یہ ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت تورات اور انجیل از روئے قرآن غیر محرف تھیں۔ کیونکہ قرآن نے ان کی تصدیق کی تھی۔ نزولِ قرآن کے بعد جب کانڈ سازی کی حالت بہتر ہوتی گئی اور ریکارڈ رکھنے کا نظام اچھا ہو گیا نیز تورات و انجیل پوری دنیا میں پھیل چکی تھیں تو تحریف کیسے ممکن ہو گئی۔ کتابیں کسی ایک دو جگہوں پر تو نہیں تھیں کہ اکٹھی کر کے جلا دی جاتیں اور رد و بدل والی کتاب سامنے آ جاتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر کتاب کا مومن اپنی کتاب پر جان دینے کے لئے تیار رہتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ وہ خود اس کی آیات کو تبدیل کرتا پھرے یا دانستہ کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دے۔

البتہ مسلمان قوم موجودہ تورات و انجیل کو محرف مانتی ہے مگر قرآن کے متعلق یہی عقیدہ رکھتی ہے کہ اس میں رد و بدل یا تحریف ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔ فرماتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لِحَافِظُونَ

ترجمہ: یعنی ہم نے اس ذکر کو (قرآن کو) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

دنیا میں مولائی واحد گروہ ہے جو اپنی ہی کتاب کو محرف سمجھتا ہے۔ اور اگر یہ بات کہتا ہے کہ قرآن محرف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولائی علماء اس قرآن کو وہ قرآن سرے سے مانتے ہی نہیں جو محمد رسول اللہ پر نازل ہوا تھا۔ صرف کہتا تو پھر معمولی بات ہے۔ مختلف پیرائے میں جو کچھ زہر افشانی کرتے رہتے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

1- موجودہ قرآن میں سے بے شمار آیات اور سورتیں نکال دی گئی ہیں۔

2- الفاظ اور حروف بدل دیئے گئے ہیں۔

3- قابلِ نفرت اور خلافِ فصاحت و بلاغت عبارتیں داخل کر دی گئی ہیں اور

اس کی ترتیب خطا، بے ربط بنا دی گئی ہے اور یہ قرآن بجائے دین کے بے دینی کی تعلیم دیتا ہے۔

4- اس میں کفر کے ستون قائم کر دیئے گئے ہیں۔

5- اس میں رسول اللہ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ لہذا یہ قرآن قابلِ اعتبار نہیں۔

6- مولائی کتب میں قرآن کی تحریف کے سلسلے میں جو روایات بیان کی گئی ہیں

ان کے متعلق اکابرِ علمائے مولائی کا اقرار ہے کہ یہ روایات تحریفِ قرآن

مذہب مولائی میں موجود ہیں۔ جن پر مذہب مولائی کا دارومدار ہے۔ یہ

روایات کثیر التعداد ہیں۔ دو ہزار سے زائد ہیں اور تعداد میں امامت سے متعلقہ روایات سے کم نہیں۔ یہ روایات تحریف قرآن پر ایسی صاف اور صریح دلالت کرتی ہیں کہ اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔

قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا نے نہیں کہیں

7- یہ روایات صحیح، مستفیض اور متواتر ہیں۔ ان روایات تحریف کے مطابق مولائی عقیدہ بھی یہی ہے کہ قرآن محرف ہے۔

8- تحریف قرآن کا عقیدہ ضروریات مذہب سے ہے اور ضروریات دین کا انکار بھی کفر ہے۔

9- مولائی حضرات کا یہ اقرار بھی ہے کہ تحریف قرآن کا عقیدہ جس طرح مطابق نقل ہے اسی طرح مطابق عقل بھی ہے۔

10- تحریف اور تغیر و تبدل واقع ہونے میں قرآن تورات و انجیل ہی کی طرح ہے۔

11- منافقین امت پر مسلط ہو کر حاکم بن گئے وہ قرآن میں تحریف کرنے کے بارے میں اسی طریقے پر چلے جو طریقہ بنی اسرائیل نے اختیار کیا۔

12- وہ قرآن جو جبرائیل علیہ السلام محمدؐ پر لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

13- اصل قرآن میں بہت سا حصہ ساقط کر دیا گیا ہے۔

14- ان روایات صاف طور پر بتاتی ہیں کہ قرآن میں عبارت، الفاظ اور اعراب کے لحاظ سے تحریف ہوئی ہے۔

15- ان روایات کے صحیح ہونے اور ان کی تصدیق کرنے پر ہمارے متقدمین علماء کا اتفاق ہے۔

16- یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جو قرآن ہمارے پاس ہے وہ پورے

کا پورا اس طرح نہیں ہے جس طرح محمدؐ پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ اس میں کچھ حصہ ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے قرآن کے خلاف ہے اور کچھ

حصے میں تغیر و تحریف واقع ہوئی ہے اور اس میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئی ہیں۔

17- قرآن میں سے جو کچھ نکالا گیا ہے یا اس میں تحریف اور رد و بدل کیا گیا ہے اگر میں ان سب کو بیان کروں تو بات بہت لمبی ہو جائے اور وہ چیز ظاہر ہو

جائے جس کے اظہار کی تفسیر اجازت نہیں دیتا۔ لَا دِينَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ یعنی جو شخص جھوٹ نہ بولے وہ مذہب مولائی سے خارج ہے۔

18- قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا نے نہیں کہیں۔

19- موجودہ قرآن میں خلاف فصاحت اور قابل نفرت الفاظ موجود ہیں۔

20- موجودہ قرآن کو اولیاء دین کے دشمنوں نے جمع کیا۔

21- موجودہ قرآن کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

22- حضرت علیؑ کا نام کئی مقامات سے نکال دیا گیا ہے۔ (بلکہ یوں کہنا چاہئے

تھا کہ سب مقامات سے نکال دیا گیا ہے کیونکہ حضرت علی کا نام اب قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے)

اب ان کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیے جن میں سے یہ حوالے یا اقتباس لئے گئے ہیں۔ تلخیص متفقہ فتویٰ تاریخی فیصلہ صفحہ 38:

1- فصل الخطاب صفحہ نمبر 70 بحوالہ بیانات صفحہ نمبر 62

2- اصول کافی صفحہ نمبر 671 بحوالہ بیانات صفحہ نمبر 56

3- صافی شرح اصول کافی جز ششم صفحہ نمبر 75 بحوالہ بیانات صفحہ نمبر 56، 65

1- دیباچہ تفسیر مانی بحوالہ حسن التذوی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 75

2- احتجاج طبری مطبوعہ ایران صفحہ نمبر 128 بحوالہ ایضاً صفحہ نمبر 75

6- احتجاج طبری صفحہ نمبر 25 بحوالہ ایضاً صفحہ نمبر 81

7- احتجاج طبری صفحہ نمبر 30 بحوالہ ایضاً

8- فصل الخطاب صفحہ نمبر 30 بحوالہ ایضاً

9- دیباچہ تفسیر صافی بحوالہ ایضاً صفحہ نمبر 75

اب نمونے کے طور پر چند روایتیں نقل کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مولائی عقیدے پر ابہام باقی نہ رہے۔

تفسیر مرآة الانوار صفحہ نمبر 19 پر درج ہے:

واعلم ان الحدیث بغير المحصورة تدل علی هذا

الامور المذكورة بل اكثرها مما هو مجمع عليه

عند علمائنا الامامين و قد نص علی حقیقتها بل کون جملها من ضروریات هذا المذهب۔

ترجمہ: خوب جان لو کہ لا تعداد حدیثیں امور مذکور پر دلالت کرتی ہیں۔ بلکہ اکثر ان میں وہ ہیں جن پر مولائی امامیہ کا اجماع ہے اور ان کے حق ہونے نص کی گئی ہے بلکہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ

تحریف قرآن کا نظریہ ضروریات دین سے ہے۔ انوار نعمانیہ صفحہ 484 پر لکھا ہے:

2- انوار نعمانیہ صفحہ نمبر 484 پر لکھا ہے:

الوارد فی هذا الکتاب والسنة المتواترة بحیث صادر من الضروریات الدینیة یکفر منکرها اجماعاً وفاقاً۔

ترجمہ: اس کتاب یعنی انوار نعمانیہ میں اور سنت متواترہ میں ان روایات کا وارد ہونا اس حیثیت سے ہے کہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے جس کا منکر کافر ہے اور اجماعی اتفاق ہے۔

3- فصل الخطاب صفحہ نمبر 339 کی یہ روایت ملاحظہ ہو:

لا یخفی ان هذا الخبر و کثیرا من الاخبار الصحیحة فی نقص القرآن و تغیرہ و عندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی و طرح

جميعها يوجب رفع الاعتماد عن الاخبار واسابل
بظني ان الاخبار في هذا الباب لا تقصر عن الاخبار
الامامة فكيف يشبونها بالخبر

ترجمہ: یہ امر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حدیث اور کثیر تعداد میں مولائی
احادیث جو صحیح ہیں اور تحریف قرآن پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ
قرآن میں کمی ہوئی اس میں تغیر و تبدل ہوا اور میرے نزدیک تحریف
قرآن کے بارے میں روایات متواترہ ہیں ان سب کو رد کر دینا
واہب کرتا ہے کہ مولائی روایات سے اعتماد اٹھ جائے اور فرین
حدیث بے معنی ہو جائے بلکہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ تحریف قرآن
کی روایات امامت کی روایات سے کم نہیں۔

4- فصل الخطاب کے صفحہ نمبر 73 پر یہ روایت درج ہے۔ ملاحظہ ہو:
ان کیفیت جمع القرآن و تالیفہ مستلزمة عادة
لوقوع التغير والتحريف فيه و قد اشار الى ذلك
العلامة المجلسي في مرآة العقول حيث قال
والعقل يحكم بانه اذا كان القرآن متفرقا منتشرًا
عند الناس و تصدى غير المعصوم لجمعه يمتنع
عادة ان يكون كاملاً موافقاً للمواقع۔

ترجمہ: قرآن کی تالیف اور جمع کرنے کی کیفیت سے عادتاً یہ لازم آتا

ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل واقع ہو۔ علامہ مجلسی نے اپنی کتاب
مرآة العقول میں اس تحریف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں
نے لکھا ہے کہ عقل کا فیصلہ یہ ہے جب قرآن کریم لوگوں کے پاس
متفرق اور بکھرا ہوا تھا اور غیر معصوم اس کے جمع کرنے کے درپے
ہوئے تو یہ امر عادتاً محال ہے کہ قرآن کلاماً واقع کے مطابق جمع ہوا
ہو۔

کتاب فصل الخطاب صفحہ نمبر 146 کا ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو: (امراة
العقول صفحہ 171)

قد عرفت مشروما ان النقصان انما تطرق على
القرآن بسبب خلافة اهل الجور والعدوان و
بلوغ ما ذكرناه و نقلناه من اول المقدمات الى
ههنا ازيد من حد تواتر كما لا يخفى على منصف
مع عدم معرفته عنوانا على كثير من كتب الاخبار
و قد ادعى تواترها جماعة منهم المولوى محمد
صالح فى شرح الكافى حيث قال فى شرح
ماوردان القران الذى جاء به جبريل على النبى
صلى الله عليه وآله وسلم سبعة عشرة الف آية و
فى رواية سليم ثمانية عشرة آية و اسقاط بعض

القرآن و تحریفہ ثبت من طرفنا بالتواتر معنوی
 کما یتظہر لمن تامل فی کتاب الحدیث من اولہا
 الی اخرها و منهم الفاضل قاضی القضاة علی بن
 عبدالعالی ما لفظہ ان ایراد اکابر اصحابنا الاخبار
 فی کتبہم المعتبرة التي ضمنوا صحة ما فیہا
 قاضی بصحتها فان لهم طرقا فی تصحیحہا غیر
 جهة الرواة کالاجماع علی مضمون المتن و لیس
 عندی تنصیص ہولاء الفحول بصحته المتن
 بادون من توثیق الرواة۔ و منهم الشیخ المحدث
 الجلیل الشیخ ابوالحسن الشریف فی مقدمات
 تفسیرہ۔ و منهم العلامة المجلسی قال فی مرآة
 العقول فی باب انه لم یجمع القرآن کله الا الائمة و
 منهم السید المحدث الجزائری فی منبع الحیوة و
 منهم المولوی محمد تقی المجلسی و منهم
 الفاضل المیرزا علاو الدین کلستانی شارح النهج
 و قال الفاضل المتبع المولوی الحاج محمد
 الارذبیلی تلمیذ العلامة المجلسی فی اول کتاب
 جامع الرواة و بالجملہ ببرکة نسختی ہذہ یمکن

ان یصیر قریبا من اثنا عشر الف حدیثہ او اکثر من
 الاخبار التي كانت بحسب المشہور بین العلماء
 ترجمہ: آپ تفصیل سے معلوم کر چکے ہیں کہ اہل ظلم و جور کی
 خلافت کی وجہ سے قرآن میں نقصان اور تحریف نے راہ پائی جیسا کہ
 میں نے نقل کیا ہے۔ تحریف قرآن کی روایات حد تواتر سے زائد
 ہیں ایک منصف مزاج آدمی پر خواہ وہ حدیث کی بہت سی کتابوں سے
 واقف نہ ہو یہ امر پوشیدہ نہیں اور تحریف قرآن کے راویوں کا متواتر
 ہونے کا مولائی محدثین کی ایک جماعت نے دعویٰ کیا ہے۔ ان میں
 مولوی محمد صالح جس نے شرح کافی میں بیان کیا ہے کہ جو قرآن
 جبرئیل امین محمد مصطفیٰ پر لے کر آیا تھا وہ سترہ ہزار آیات کا تھا اور
 سلیم روایت میں ہے کہ 18 ہزار آیات کا ہے۔ قرآن کے بعض
 حصوں کا ساقط ہونا اور اس میں تحریف ہونا مولائی مذہب میں تواتر
 سے ثابت ہے۔ یہ حقیقت ہر اس شخص پر واضح ہوگی جو حدیث کی
 کتابوں کو اول سے آخر تک دیکھے۔ ان میں سے ایک فاضل قاضی
 القضاة علی بن عبدالعالی ہے۔ اس نے کہا ہے ہمارے اکابرین محدثین
 نے ان احادیث کو اپنی معتبر کتب میں درج ہے۔ جو کچھ ان کتابوں
 میں لکھا ہے اس کی صحت پر وہ محدثین ضامن ہوئے ہی۔ روایت پر
 جرح کرنے کے علاوہ بھی ان کے صحیح ہونے کے کئی طریقے ہیں

جیسا کہ اس مضمون کی تین کتب پر اجماع ہونا میرے نزدیک ان بڑے بڑے فضلاء و مولائی کارویات کی صحت کی نص کر دینا روایوں کی توثیق کرنے سے کم نہیں۔ پھر ان میں علامہ باقر مجلسی بھی ہے اس نے مرآة العقول شرح اصول میں ایک باب باندھا ہے کہ پورا قرآن صرف آئمہ نے جمع کیا ہے۔ سید محدث الجزازی بھی ہے اس نے منبع حیات میں بیان کیا پھر ان میں محمد تقی مجلسی بھی ہے۔ پھر ان میں فاضل میرزا علاؤ الدین بھی ہے۔ شارح النج ہے اور حاجی محمد اردبیلی جو علامہ مجلسی کا شاگرد ہے اس نے کتاب جامع الرواۃ کی ابتدا میں لکھا کہ حاصل کام یہ ہے کہ میری کتاب اس نسخے کی برکت سے ممکن ہے۔ تحریف قرآن کی روایات 12 ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہوں۔ بمقابلہ ان روایات کے جو ہمارے علما کے نزدیک مشہور ہیں۔

(فصل الخطاب صفحہ نمبر 238)

قارئین کرام! تحریف کا تسلیم کرنا ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جس کے آگے دلائل کی تلواریں بلکہ ایٹم بم بھی ٹکا رہے ہو جاتے ہیں اور اگر جھوٹ بولنے کا اجازت نامہ یعنی تقیہ بھی پاس ہو تو پھر راہ راست پر آنے کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ یہاں یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ جن غلط عقائد کا ذکر ہم کر چکے ہیں یا آئندہ طور میں کریں گے۔ ان کو مولائی علماء اپنی کتابوں میں تو تحریر کرتے ہیں مگر کسی جگہ زبان اقرار کرنا پڑے تو تقیہ کر لیتے ہیں یعنی سچ کو چھپاتے

ان اور جھوٹ کو بے شرمی اور ذہن نشینی سے بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے کثیر احوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ مولائی قرآن مجید کو محرف مانتے ہیں۔ جب احوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ مولائی قرآن مجید کو محرف مانتے ہیں۔ جب لوگ ہماری یہ کتاب پڑھیں گے تو مولائی دوستوں سے پوچھیں گے تو وہ صاف صاف انکار کر دیں گے کیونکہ تقیہ ان کے ایمان کا حصہ ہے۔

تحریف قرآن کا واضح ثبوت

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عام مولائی آدمی کا اس میں قصور نہیں بلکہ اکابرین نے سفلی جذبات مثلاً انا لہرت تعصب، لالچ، حسد اور ضد وغیرہ سے مغلوب ہو کر لوگوں میں کچھ عقائد مشہور کئے جب لوگوں نے نص پوچھی تو لاجواب ہو گئے۔ اس ضرورت کے تحت انہوں نے ”تحریف قرآن“ اور ”اصلی قرآن حضرت علی کے پاس“ ہونے کا عقیدہ گھڑا۔

ہمارا مقصد عوام الناس کو ان کی غلطی سے آگاہ کرنا اور تحقیق کر کے قبلہ درست کروانا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مریض شفا پائے اور صحت یاب ہو۔ اگر کوئی مریض اپنی مرض پر پردہ ڈالے اور ڈاکٹر کے پاس بھی نہ جائے تو کیا وہ صحت یاب ہو پائے گا۔ اگر وہ مر گیا تو کیا یہ خودکشی کے مترادف نہ ہو گا؟

اب لامحالہ پہلے یہ بات طے کرنا پڑے گی کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے یا نہیں۔ گذشتہ صفحات میں ہم یہ تو ثابت کر چکے ہیں کہ مولائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں

کہ قرآن میں تحریف ہو چکی ہے۔ کسی اور بحث میں پڑنے سے پہلے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مولائیوں نے تحریف ثابت کرنے کے لئے کن کن مقامات کی نشاندہی کی ہے۔

تحریف قرآن کا مدلل ثبوت

1- آیت وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (پارہ نمبر 22 سورة الاحاب آیت نمبر 70) اس طرح نازل ہوئی تھی۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فِي وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَالْاِنْمَةِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا یعنی جس نے حضرت علی اور ان کے بعد کے اماموں کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس اس نے بہت بڑی کامیابی پائی۔ (اصول کافی صفحہ 262)

2- آیت قَبِلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قَبِلَ لَهُمْ فَانزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (پارہ نمبر 1 سورة بقرہ آیت نمبر 51) اس طرح نازل ہوئی تھی۔ قَبِلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اِلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قَبِلَ لَهُمْ فَانزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اِلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی ظالموں کے کہنے کے باوجود آل محمد کے حق کو بدل دیا اور آل محمد کے حق میں ظلم کرنے کی وجہ سے منافقانوں پر ہم نے آسمانی عذاب نازل کیا۔ (اصول کافی صفحہ نمبر 267)

شیخ طوسی نے مجلس میں بزرگ معتبر ابراہیم بن عبدالصمد سے روایت کی ہے حضرت صادق سے اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ لیکن آل محمد کو قرآن سے نکال دیا۔

کلمینی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ آیت اس طرح نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ یعنی جن لوگوں نے آل محمد پر ظلم کیا اور ان کا حق غصب کیا ہے اور دوسری آیت اس طرح ہے يَاٰ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاٰمَنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بُوْلَايَةِ عَلِيٍّ يَعْنِي تَهْمٰزِيْ طَرَفِ تَهْمٰرِے پُرُوْرٍ وَاٰلِ كُرْبِے طَرَفِ سِے رَسُوْلِ حَقِّ وِرَاسَتِ كِے سَاتِهٖ وِلَايَتِ عَلِيٍّ كِے بَارِے مِےنْ اِيَا هِے لٰذٰ وِلَايَتِ عَلِيٍّ پَر اِيْمَانِ لَآؤْ تُو تَهْمَارِے وَاَسَلِے بَسْتَرِ هِے اُوْر اَكْر وِلَايَتِ عَلِيٍّ سِے كُفْرِ اِخْتِيَارِ كَرُوْگِے تُو خُذَا بِے نِيَازِ هِے۔ (حیات القلوب جلد سوم صفحہ 38)

ابن بابیار نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ قُلْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ اِنَّا اَعْتَدْنَا بِظَالِمِيْنَ اِلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ نَارًا يَعْنِي هَمَّ نِے اِنْ ظَلَمَ كَرْنِے اَوَّلُوں كِے لِيے جَنَنُوں نِے اِلَ مُحَمَّدِ كَا حَقِّ غَضَبِ كِيَا هِے بَهْنَمِ كِي اَكِّ تِيَارِ كَرِ رُكْحِي هِے۔

6- عبد اللہ بن سنان امام جعفر صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ آیت یوں نازل ہوئی وَ لَقَدْ عٰهَدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ كَلِمٰتٍ فِى مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ وَّ فَاطِمَةَ وَّ الْحَسَنَ وَّ الْحُسَيْنَ وَّ الْاٰئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَهِنْسَى۔

7- امام جعفر صادق سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جناب جبرائیل پیغمبر اسلام پر یہ آیت یوں لیکر نازل ہوئے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَوْ تَوَالِكِتَابَ اٰمَنُو اِنَّمَا نَزَّلْنَا فِي عَلِيٍّ نُورًا مُّبِينًا

8- علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حضرت صادق اس سورہ کو اس طرح پڑھتے تھے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اِنَّهٗ مِنْ الدَّهْرِ الْاَلَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَالْمُرُوْا بِالتَّقْوٰى وَاْتَمُرُوْا بِالصَّبْرِ یعنی قسم عصر کی آدمی بیشک گھانے میں ہے اور یقیناً وہ آخری عمر تک نقصان میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور پرہیزگاری اختیار کی اور صبر و شکیبائی اختیار کی۔ (ترجمہ حیات القلوب جلد سوم صفحہ 378)

تحریف کے قائلین مولائی مفسرین اور قرآنی غلط تاویل کرنے والے نام نہاد مفسروں نے قرآن مجید کے ترجمہ کو اپنے ذہنوں کے مطابق ڈھال کر اسلام کے نام پر دھوکہ دیا ہے۔ قرآن جیسی سچی کتاب کو جھوٹ اور جعل فریب کی بیخیت چڑھانے کی پوری کوشش کی گئی۔ ترجمہ بدلا معانی آیات کو تاج

منسوخ کے جھیلے میں ڈال دیا سورتوں کے نزول میں اختلاف کیا حروف کو بدل دیا مسلمانوں کو پریشان کیا۔ قرآنی آیات میں شکوک پیدا کئے گئے وغیرہ۔ تحریف قرآن کے جرم میں جو علماء مولائی ملوث ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

تحریف قرآن کے قائلین

1- شہم شمار 60 ہجری میں بقول مولائی ابن زیاد کے کہنے پر قتل ہوا جنم

کہا۔

2- سعید حیرا بن ہشام یہ حجاج کے حکم پر قتل ہوا جہنم گیا۔

3- ابو صالح میزان البصری کتاب المولائی و فنون دوسری صدی میں جنم

اصل ہوا۔

4- جابر بن برید جعفی 128 جنم واصل ہوا۔

5- عطیہ کوفی نے پانچ جلدوں میں تفسیر لکھی بڑا تہرائی قرآن مجید کا منکر

کہا۔

6- رواسی محمد حسن ابن ابی سادہ اس نے تفسیر معانی القرآن لکھی بڑا

سبائی تہرائی تھا۔

7- ایان ابن حلب تفسیر لکھی غریب القرآن بڑا تہرائی سبائی مولائی تھا۔

8- ابو سعد یحییٰ بن قاسم اسدی اس کی کتاب علم تفسیر مشہور ہوئی۔ وقار

بہر 1500 بڑا تہرائی مولائی قرآن مجید بڑا دشمن تھا۔

- 9- ابن جمیل اسدی کوئی تفسیر قرآن لکھی یہ قرآن مجید کا بڑا منکر تھا۔
- 10- معلیٰ بن محمد بصری اس نے کتاب الایمان، کتاب الدلائل، کتاب الکفر، سیرۃ کتاب القائم لکھی۔
- 11- ہشام بن سالم کوئی اس نے قرآن مجید کی غلط تاویلات کہیں بڑا ظالم تھا۔
- 12- حمزہ بن حبیب زیارت کوئی قرأت کی کتاب اور تشابہ القرآن لکھی۔
- 13- یونس بن عبدالرحمن اس نے مولائی فرقہ پر بے شمار کتابیں لکھیں۔
- 14- ابو عبداللہ محمد بن عمرو اقدی اس نے منتخب التواریخ لکھی۔
- 15- صاحب کلبی نے تفسیر القرآن لکھی۔ یہ بڑا تہرائی مولائی تھا۔
- 16- حسن بن سعد حماد کوئی۔ کتاب تفسیر لکھی۔
- 17- حسین بن سعید بن حماد۔ کتاب تفسیر قرآن۔
- 18- علی بن اسباط کوئی۔ کتاب تفسیر قرآن۔
- 19- علی بن فریار الاحوزی۔ کتاب تفسیر قرآن چالیس کتابیں لکھی ہیں۔ حرف القرآن۔
- 20- عبداللہ ابن صلت ابو طالب قمی۔ تفسیر القرآن۔
- 21- ابو العباس مبرو محمد بن یزید ازری۔ کتاب اعراب القرآن، الحروف فی معانی القرآن والوقوف معانی۔
- 22- احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری متسی۔ کتاب النسخ والمنسوخ۔

23- محمد بن اورسہ ابو جعفر قمی، کتاب کا نام نہیں ہے۔

24- علی بن حسن بن علی بن فضل، یہ تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ

مئیس جھوٹا، کذاب، دجال ہے منکر قرآن ہے۔

25- حسن بن خالد بقی، حسن عسکری کے افادات لکھے۔ اماموں پر جھوٹی

روایات منسوب کرتا تھا۔

26- محمد بن ابی القاسم ابن عبداللہ ابن عمران، کتاب تفسیر۔

27- سعد ابن عبداللہ ابن ابی خلف اشعری قمی، ناخ القرآن و منسوخ و

مکذوب و تشابہ تحریر کی ہیں۔ کذابوں کا باپ تھا۔

28- احمد بن صلیح ابو عبداللہ اسدی کوئی، اس نے نجاشی اور مجوسی کی

کھریوں کے مطابق نوادر تصنیف کی۔

29- عیاشی محمد بن مسعود بن محمد بن عیاش، سلمی سمرقندی۔ اس کی

تفسیر عیاشی مشہور ہے۔ نام کی طرح یہ عادت کا بھی عیاش تھا۔

30- علی بن ابراہیم قمی، کتاب ناخ المنسوخ متسی الأعمال کلینی ابن بابویہ

اس کے شاگرد تھے۔ یہ جھوٹا اور کذاب تھا۔ منکر قرآن تھا۔

31- فرات بن ابراہیم قمی، تفسیر قرآن۔

32- محمد بن علی شافعی، کتاب نعم القرآن۔

33- ابن حجاج محمد بن عباس بن علی ابن مردان، ابی ماہیار ابو عبداللہ بزاز۔

کتابیں تاویل فی النما تاویل ما نزل فی شععیہم تفسیر کبیر۔

34- علی ابن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی، شیخ صدوق محمد بن بابویہ کے والد، کتاب تفسیر۔

35- ابو بکر صولی محمد بن یحییٰ، کتاب لثامل فی علم القرآن۔

36- نعمانی محمد بن ابراہیم بن جعفر، کتاب غیبت تفسیر نعمانی۔

37- حسن بن وحی نوختی، قشابہ القرآن۔

38- حمید محمد بن محمد نعمان بغدادی، کتاب البیان فی تالیف القرآن۔ قاسلو

اہل ذکر، دلائل القرآن کتاب البیان عن غلط۔

39- سید رتی محمد بن نظین موسوی، شیخ البلاغہ کی تالیف کی حقائق تنزل

مجازات القرآن۔

40- سید ضیاء الدین ابو رضا فصل اللہ، ابن علی حسنی راوندی، علم تفسیر

میں ایک کتاب الکافی۔

41- شیخ جمال الدین ابو تفتوح رازی، ان کی تفسیر روض الجنان روح

الجنان۔

42- ابو علی فضل ابن حسین بن فضل الجری، تفسیر مجمع البیان جو اجمع

الجامع الکاف من من تفسیر الکشاف۔

43- شیخ رشید الدین محمد بن علی ابن شروی، کتاب المناقب، کتاب

الاتساب و الزول علی مذہب آل رسول کتاب قشابہ القرآن، یہ جھوٹا اور دجال

تھا۔

44- علامہ حسن بن یوسف ابن مغیر علی، شیخ الایمان فی تفسیر القرآن،

کتاب التجرید۔

45- قطب الدین محمد بن رازی، تفسیر کشاف پر حاشیہ لکھا ہے۔

46- مقداد بن عبد اللہ سموری صلی اسدی، کنز الفرقان فی فقہ القرآن۔

27- سب الدین علی ابن غیاث الدین بن عبد الکریم بن عبد الحمید حسینی،

اس نے تفسیر کشاف پر آٹھ سو اعتراض کئے، تیسرا اعتراض صاحب کشاف

لکھی، یہ شخص جھوٹا، کذاب، دجال، سبائی تہرائی مولائی مولائی تھا۔

48- شاہ رکن طاہر شاہ، حیدر آباد میں مولائی کو مضبوط کیا۔ بیضاوی

شریف پر حاشیہ لکھا۔

49- ابو السمام عبد الرزاق کاشانی، کتاب التاویلان لکھی۔

50- ملا ظلیل قرذینی، اصول کافی فقہ کی مشہور کتاب۔

51- ملاح اللہ کاشانی، تفسیری شیخ الصادقین اور خلاصۃ السنیج۔

52- قاضی نور اللہ شوستر، احقاق الحق و مجالس المؤمنین وغیرہ۔

53- مرزا محمد استرآبادی۔ مصنف رجال کبیر

54- محمد بن زین العابدین حسین استرآبادی، ترجمت الخواص۔

55- احمد بن زین الدین علوی، لطائف نبوی۔

56- معز الدین اور ستانی ابن ظمیر الدین۔

57- میر میراں حسینی، سورۃ حل اتی کی تفسیر کی۔

58- شیخ بہاؤ الدین عالمی، عروۃ الوثقی، عین الیومۃ تفسیر بیضاوی پر حاشیہ

لکھا۔

59- تاج الدین حسن بن محمد اصفہانی، مجرمورج۔

60- صدر الدین شیرازی، اصول کافی کی شرح لکھی۔

61- ملاں محسن کاشانی، تفسیر صافی تفسیر امتی تویر المذہب۔

62- فخر الدین طریخی، غواض القرآن، نزہۃ المناظر و سرور۔

63- حسین ابن شہاب الدین قائد۔

64- ابن حسین عالمی کرکی، تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا۔

65- شرف الدین علی حسین استرآبادی، تاویل الایات لکھی۔

66- سید ہاشم بحرئی، مدینہ المعار لکھی۔

67- شیخ جوار بغدادی بن سعد اللہ، مالک الاقمام لکھی۔

68- شیخ عبد علی بن حمد عردوسی، نور التقلین چار جلدوں میں ہے۔

69- شیخ عبد علی ابن رحمہ جوہری، تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا۔

70- شیخ عبدالناصر بن عبد بن رجب، ساکب الحرام فی مسلک مسالک

الافہام منتخب التفسیر بھی لکھی۔

71- فرح اللہ بن محمد بن درویش بن محمد بن حسین بن حماد ابن اکبر

جویری، تذکرہ الیوان، یہ شخص بڑا جھوٹا اور دجال تھا۔

72- محمد حسین بن محمد قلی، اعیان مولائی۔

73- شیخ علی ابن شیخ حسین کریمائی، انوار العداویہ۔

74- نعمت اللہ الجزازی، انوار نعمانیہ قرآن کے متعلق العقور والمرجان۔

75- امیر ابراہیم بن معصوم قدوسی، تحصیل الاطمینان فی شرح زیدۃ

الہیان۔

76- شیخ سلیمان ابن عبداللہ ماٹوری بحرئی، تفسیر البرہان پانچ جلدوں میں

لکھی۔

77- بہاء الدین محمد بن محمد باقر حسین مختاری ٹابینائی، بسیدۃ تفسیر لکھی۔

78- محمد حیدر موسوی عالمی، تفسیر آیات الاحکام۔

79- ملاں ابوالحسن شریف قنوی عالمی، مواء الانوار اور کثیر التوائد۔

80- ملاں محمد اسماعیل قانوئی، زیدۃ الہیان۔

81- شیخ محمد رضا ابن محمد امین ہمدانی، کتاب اعیان مولائی الانظم فی تفسیر

قرآن۔

82- دلدار علی، لکھنؤ میں پہلا جمعہ اسی نے پڑھایا اور قرآن پاک کا ترجمہ

دو جلدوں میں شائع کیا۔

83- دلدار علی نصیر آبادی، توضیح مجید۔

84- مفتی محمد قلی نیشاپوری کشوری، تقریب الاحکام۔

85- عبداللہ شیر کاشمی، جوہر ثمین فی تفسیر القرآن العبین۔

86- محمد تقی ابن العلماء، پانچ الانوار تین جلد۔

87- محمد بن سلیمان نیکابنی۔ قصص العلماء۔

88- ملا محمد تقی ہاڑی، مشکلات قرآن۔

89- سید ممدی، آیات الاصول۔

90- علی محمد، احسن القصص انوار الانظار۔

91- عمار علی، عمدۃ الایمان۔

92- محمد حسین اصفہانی نجفی، معدۃ المسترشدین۔

93- ابو القاسم قتی لاہوری۔ لوايح التزئمل۔

94- علی مازنی، لوايح التزئمل 27 جلدوں میں۔

95- احمد حسین امروہی، زق منشور

96- محمد علی قائم الدین انبیا التزئمل۔

97- سید محمد ہارون زنگی پوری، توحید القرآن امامت القرآن علوم القرآن

لکھیں۔

98- محمد حسین بن محمد خلیل شیرازی، تفسیر بیضاوی و کشف پر حاشیہ

لکھا۔

99- شیخ اصغر علی، البرہان کی طرح تفسیر پلماثور لکھی۔

100- مرزا ابراہیم ابن ملا شیرازی، شرح لمحہ اور تفسیر عروۃ لوثقی۔

101- ابراہیم بن محمد بن سعید تفتی، یہ خطرناک مولائی ہے۔ اس نے

کتاب الغارات، کتاب المغازی، کتاب السیف مقل عثمان، کتاب شوری، کتاب

الحمل کتاب صفین، کتاب الامامت، التاریخ جامعہ کبیر فقہ اصفہان میں واصل جنم
101- 1083 اس شخص نے خلفاء راشدین کے خلاف نفرت کا بیج بویا۔

102- ابو الحسن علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاووس حسنی ملی۔ کتاب اقبال

لہوف شرح نوح البلاغہ نوح الدعوات، صباح الزائر زینح مولائی طوائف، امان
الانظار لکھیں۔

103- ابو خلیفہ مغربی لقمان بن عبداللہ بن محمد بن منصور مالکی امالی دعاء

اسلام۔ اختلاف اصول المذہب کتاب اخبار ردالمالہ اربع، اساس التویل۔

104- ابو عبداللہ احمد بن محمد بن عبید اللہ ابن حسین جوہری بغدادی الاشغال

میں معرفت الرجال اخبار جابر جعفری۔

105- ناصر الحق ابو محمد حسن بن علی، کتاب الامامت، کتاب القرآن کتاب

الایدلائمہ کتاب تفسیر کبیر۔

106- جلال الدین بن طریحی، شرح نوید صدیہ، شرح فخریہ، شرح صباء

الاصول۔

107- زیرک حسین ابن مومن حسین الروہی، فطرتامہ، رضیہ رقیہ،

معین القراء ذخیرۃ الخلدین۔

108- علی بن خلف بن مطلب بن حیدر، نور البین دیوان اشعار ذخیرۃ

القتال، تفسیر القرآن۔

109- ملا جعفر استرآبادی طہرانی۔ انیس الترابین شفاء الصدور، شرح

زیارت عاشورہ مائت العلوم۔ صباح الہدیٰ، فلک الکشمون مشاكل القرآن 1263
میں جنم حاصل ہوا۔

110۔ اعداد حسین کاظمی، خستہ تفسیر بارائے تصنیف کی ہے۔

111۔ رضی رنگی پوری، تفسیر رضی۔

112۔ عبد الجیلد مارہروی

113۔ مقبول احمد دہلوی، ترجمہ مقبول ہے، اس نے تحریف قرآن میں

دھجیاں اڑادیں۔

114۔ باقر مجلسی، بحار الانوار، مرآة العقول، حیاة القلوب، حق الیقین، جلاء

یقون علیہ التفتین، زاد المعاد 111 میں حاصل جنم ہوا، رئیس الذاکرین تھا پانچ سو

کتابوں کا مصنف۔

115۔ یعقوب کلینی، کافی مولائی مشہور کتاب ہے۔

116۔ مفتی محمد عباس شوشتزی، تفسیر و اح القرآن۔ منابر الاسلام

الجالس۔

117۔ محسن بن حسین بن احمد نیشاپوری، اعجاز القرآن۔

118۔ ابو محمد علی بن محمد بن علی بن یونس عاصلی، نجد الفلاح، زیدۃ البیان

مجمع البیان۔

119۔ سید فرمان علی شاہ ترجمہ و تفسیر فرمان علی۔

جائزہ

یہ فہرست طویل ہے نمونے کے طور پر چند نام درج ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں
ان سے مولائی علماء و خواص بخوبی واقف ہیں۔ عام طور پر انہی کی تحریر پر مولائی
لہ آپ کے عقائد کی بنیاد ہے۔ جتنے بھی عقائد بد مولائیوں میں پائے جاتے ہیں
ان کا گناہ انہی کی گردن پر ہے۔ یہی عبد اللہ ابن سبا کے حقیقی پیروکار ہیں۔ تحریف
قرآن، عقیدہ امامت، تمہا، تولا، متعہ، تقیہ، رجعت جسمانی، بداء یعنی خدا کی
وعدہ ظانی یا بھول جانا اور عقیدہ امام غیب اور اسی قسم کی بہت سی کفریہ لغویات
انہی کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئے گا اس وقت
ادارہ موضوع تحریف قرآن ہے۔ تحریف قرآن کو ثابت کرنے کی فکر میں رہنے کا
ایسا جرم ہی ان کے منکرین قرآن ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ جب مسلمان
کھانے والے قرآن کا انکار کر دیں تو ان کا عقیدہ توحید و رسالت و قیامت وغیرہ
کس طرح ثابت ہو گا۔ ہم اہل سنت والجماعت کا یہ محکم عقیدہ ہے کہ قرآن
اول سے لے کر آخر تک غیر محرف ہے اور لسان مصطفیٰ سے لے کر اس ناچیز
قلام اہل سنت کی نگاہ تحقیق تک سونی صد درست اور حفاظت خداوندی میں
ہے۔

مولائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اصل قرآن حضرت علی کے پاس تھا اور چلتے
چلتے اب امام عتاب کے پاس ہے جو اپنے ظہور کے وقت راج کریں گے۔ اس
عقیدے سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام مسلمان بشمول فرقہ
مولائی شروع سے آج تک کس دین پر ہیں، کس شریعت پر عمل کرتے ہیں امام

مہدی کے ظہور اور اصل قرآن کے رواج سے پہلے تک کے مسلمانوں کا حساب کتاب روز محشر کس میزان اور کس قانون کے مطابق ہو گا؟ کیا اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ اپنی کتاب نازل تو کرے مگر اسے ماننے والوں کی دسترس سے دور لے جائے اور اس پر عمل نہ کرنے کے جرم میں سزا بھی دے؟

کیا یہ کسی امام کی شان کے لائق ہے کہ کتاب اللہ کو ایسا چھپا کر رکھے کہ لوگوں کو اس کی ہوا تک نہ لگنے دے حالانکہ اس کے فرائض منصبی کا تقاضا ہے کہ کتاب اللہ کے مطابق لوگوں کی راہنمائی کرے۔ عقائد پر نصوص سے لوگوں کو آگاہ رکھے۔

اگر کتاب کی نصوص سے لوگ واقف ہی نہ ہوں، کبھی تلاوت ہی نہ کی ہو تو کیا یقین آجائے گا کہ جو بندہ ہمیں اپنے پیچھے چلنے کو کہتا ہے حقیقتاً یہی ہمارا امام ہے؟

تمام الہامی کتابیں تو ہمیشہ لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ہیں، آخر قرآن میں دن ہی بات ہے کہ اسے لوگوں کے ہاتھوں میں نہ دیا جائے؟

قرآن کو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھ کر کیا فائدہ حاصل ہوا ہے؟ تمام امتیں لوگوں میں تبلیغ دین کرتی رہی ہیں اور لوگوں پر اپنی کتاب و شریعت پیش کرتی رہی ہیں۔ مسلمان اپنے دین کی تبلیغ کریں تو کیا پیش کریں؟ کیا یہی موجودہ قرآن جو جبرئیل کی غلطیوں اور اصحاب کی تحریف کی وجہ سے سراسر مشکوک ہو چکا ہے؟

اگر مبلغ قرآن کے متعلق لوگوں کو صاف صاف بتانا پھرے کہ اس میں تحریف ہوئی ہے تو پھر کیا کوئی بندہ خود مسلمان ہو جائے گا؟ ہاں البتہ تقیہ کا سہارا لے لے تو پھر

خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیا بات کھل جانے پر مسلمان واپس اپنے اپنے سابقہ دین پر نہیں چلے ہائیں گے؟

حضرت علی کا قرآن

تحریف قرآن کے عقیدہ پر مضبوطی سے قائم مولائی فرقہ کے علماء نے نجوم و اہانت (آئمہ اطہار) پر بہتان باندھتے ہوئے جعلی بیانات ان سے منسوب کئے ہیں ان سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حضرت علی نے بھی جمع و تدوین قرآن کا کام کیا تھا اور دوسرے اصحاب سے مختلف تھا۔ قرآن میں تحریف کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے یہ سب سے مضبوط دلیل پیش کی ہے۔

قارئین کرام! تحریف تو اس طرح بھی ثابت نہ ہو سکی البتہ اس روح یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ مولائی تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ آگے انہی کی کتابوں سے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن کی موجودگی میں مولائی علماء اپنے اس قبیح عقیدے کی تردید بھی نہ کر سکیں گے۔

موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا

جو دعویٰ کرے کہ اس نے پورا قرآن جس طرح کہ وہ نازل ہوا ہے جمع کر

لیا ہے وہ انتہائی درجے کا جھوٹا ہے۔ پورا قرآن تو صرف حضرت علی اور ان کے بعد اماموں نے جمع کیا۔ (صافی کتاب الحج بنیات صفحہ نمبر 102)

2- قرآن جس طرح نازل ہوا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق صرف امیرالمومنین نے آپ کی وفات کے بعد چھ مہینے مشغول رہ کر جمع کیا تھا۔ جمع کرنے کے بعد ان لوگوں کے پاس آئے جو رسول اللہ کے بعد خلیفہ بن گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی کتاب جس طرح نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ بس ان سے عمر بن خطاب نے کہا کہ ہم کو تمہاری اور تمہارے اس قرآن کی ضرورت نہیں تو امیرالمومنین نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد اس کو نہ تم دیکھ سکو گے اور نہ کوئی اور دیکھ سکے گا۔ جب تک میرے بیٹے مہدی کا ظہور نہ ہو گا۔ اس قرآن میں بہت سی نیادات ہیں اور یہ تحریف سے خالی ہے۔ جب مہدی ظاہر ہوں گے تو موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا اور وہ اس قرآن کو نکال کر پیش فرمائیں گے جس کو امیرالمومنین نے جمع فرمایا تھا۔ (انوار نعمانیہ جلد دوم طبع ایران صفحہ نمبر 357 تا 364)

3- اسناد خود جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے سوائے اوصیاء جناب رسول خدا کے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں سکا کہ تمام قرآن مجید اس کے پاس ہے۔ مفتاح القرآن المعروف بہ دیباچہ ترجمہ مقبول احمد دہلوی از مولوی کلب حسین لکھنوی طبع کرشن نگر لاہور۔

4- جناب امام رضا علیہ السلام نے مجھے ایک صحیفہ عنایت فرمایا اور یہ ارشاد کیا اس میں نظر نہ ڈالیو۔ مگر میں نے اس کو کھولا اور اس میں سورہ لم یکن الذین کفروا کو پڑھا تو اس میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام مع ان کے باپوں کے نام کے لکھے پائے۔ حضرت نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا کہ وہ صحفہ ہمارے پاس واپس بھیج دو۔ تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر کتاب خدا کے معانی و مطلب میں بڑھایا اور گھٹایا نہ گیا ہو تا تو ہمارا حق کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہ رہتا۔ جب ہمارا قائم ظاہر ہو کر گفتگو کرے گا تو قرآن مجید اسکی ہر بات کی تصدیق کرنے لگا۔ (بحوالہ ایضاً)

حضرت علی والا قرآن ستر ماتھ لمبا

1- علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں اسناد خود امام جعفر صادق سے روایت کی ہے وہ حضرت فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب نے جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ و سلام علیہ سے فرمایا تھا کہ یا علی قرآن مجید سب کا سب میرے بستر کے پیچھے صحیفوں میں تحریر اور کاغذات میں موجود ہے۔ تم ان سب کو لے کر جمع کر لینا اور اس کو اس طرح ضائع نہ ہونے دینا ہے۔ یہودیوں نے تورات کو ضائع کر دیا تھا۔ بس علی مرتضیٰ قمیل ارشاد پر کمر بستہ ہو گئے اور اس کو ایک زرد کپڑے میں جمع کر لیا اور پھر اس پر مہر لگا کر اپنے گھر لے گئے اور یہ اظہار کر دیا کہ جب

تک میں اس کو مطابق منشا خداوندی رسول جمع نہ کر لوں گا اس وقت تک
ردانہ اوڑھوں گا۔ (بخوالہ ایضاً)

مصحف فاطمہ

6- پس حضرت کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا اے ابو محمد ہمارے پاس جامعہ ہے لوگ کیا جانیں جامعہ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ حضور بتائیں جامعہ کیا ہے۔ فرمایا وہ ایک صحیفہ ہے۔ ستر ہاتھ لمبا۔ رسول اللہ کے ہاتھ سے، اور رسول اللہ نے اس کو اپنے دہن مبارک سے بیان فرمایا اور حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اس میں تمام حلال و حرام کا ذکر ہے اور ہر اس شے کا جس کی احتیاج لوگوں کو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بٹلے سے خراش کی دیت کا بھی ذکر ہے۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے اوپر رکھا اور فرمایا اے ابو محمد مجھے اجازت ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر خدا ہوں۔ میں آپ کا ہوں جو چاہے کہجئے۔ حضرت نے اپنی دونوں انگلیوں سے چنگلی لے کر فرمایا اس کی دیت کا بھی ذکر ہے۔ یہ آپ نے ذرا تہ لہجے میں کہا۔ میں نے کہا واللہ علم یہ ہے۔ حضرت نے فرمایا صرف اتنا ہی نہیں ہے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا۔ ہمارے پاس جعفر بھی ہے۔ لوگ کیا جانیں جعفر کیا ہے۔ میں نے پوچھا حضور جعفر کیا ہے فرمایا وہ ایک طرف ہے آدم کے وقت سے جس میں اوصیا اور انبیاء کے علم کا ذکر اور ان تمام علماء کے علم کا جو بنی اسرائیل میں ہو چکے ہیں۔ میں نے پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا۔

ہمارے پاس مصحف فاطمہ بھی ہے۔ لوگ کیا جانیں کہ وہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ فرمایا تمہارے اس قرآن سے (بلحاظ تفصیل و توضیح احکام) وہ مصحف تین گنا زیادہ ہے؟ تمہارے قرآن میں ایک حرف ہے یعنی اجمال ہے میں نے کہا واللہ اعلم یہ ہے۔ فرمایا صرف یہی نہیں، پھر خاموش رہ کر فرمایا، ہمارے پاس علم ماکان وما یكون ہے قیامت تک کے واقعات کا۔ میں نے کہا واللہ اس کو علم کتے ہیں۔ فرمایا ہاں اس کے علاوہ بھی ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ جو حادثے رات اور دن میں ہوتے ہیں اور جو ایک امر دوسرے کے بعد اور ایک شے دوسری شے کے بعد دنیا میں ہوتی ہے۔ اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔ ہمیں اس کا بھی علم ضروری ہے۔

سرخ صندوق ہے۔ سفید صندوق

7- شبی من الحلال والحرام و لکن فیہ علم ما یكون۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے کہ 128ھ میں فلاسفہ (راہبہ بنی عباس) ظاہر ہوں گے اور (جو منکر اسلام و توحید ہوں گے۔ یہ میں نے مصحف فاطمہ میں دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا مصحف فاطمہ کیا ہے۔ فرمایا جب رسول اللہ کا انتقال ہو گیا تو جناب فاطمہ پر ہجوم غم و اندوہ ہوا ایسا کہ جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ خدا نے ان کے پاس اس غم میں تسلی دینے کے لئے ایک فرشتہ بھیجا جس نے ان سے کلام کیا۔ حضرت فاطمہ نے یہ واقعہ امیرالمؤمنین علیہ السلام سے بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اب

جب یہ فرشتہ آئے اور تم اس کی آواز سنو تو مجھے بتانا چنانچہ جب پھر فرشتہ آیا تو حضرت فاطمہ نے آگاہ کیا امیرالمومنین علیہ السلام فرشتے کی تمام باتوں کو لکھتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ باتیں اس مصحف میں لکھی گئیں پھر فرمایا اس میں حلال روزی و حرام کا ذکر نہیں بلکہ آئندہ ہونے والے واقعات کا ذکر ہے۔

راوی کتا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس صندوق -غید ہے میں نے پوچھا اس میں کیا ہے فرمایا زبور داؤد، توریت موسیٰ، انجیل، نبی، صحف ابراہیم، حلال و حرام اور مصحف فاطمہ ہے نہیں گمان کرتا میں کہ اس میں قرآن ہے اس میں ہر وہ چیز ہے کہ جس سے لوگ ہماری طرف محتاج نہیں اس میں (سزا کے لئے) ایک کوڑے، نصف کوڑے اور ربع کوڑے تک کا ذکر ہے۔ اور خراش کی دیت کا بھی اور میرے پاس صندوق سرخ بھی ہے میں نے کہا وہ کیا شے ہے فرمایا اس میں ہتھیار ہیں وہ خونریزی کے لئے کھولا جائے گا اس کو صاحب ذوالفقار (مراد قائم آل محمد) عبد اللہ ابی یحییٰ نے کہا اللہ آپ کی نگرانی کرے اولاد امام حسن اس کو جانتی ہے فرمایا اسی طرح جیسے رات کو جانتے ہیں کہ وہ رات ہے اور دن کو جانتے ہیں کہ وہ دن ہے لیکن حسد ان پر سوار ہے اور مطلب دنیا نے ان کو انکار پر آمادہ کر دیا ہے اگر حق کو سچائی کے ساتھ طلب کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔ (الثانی ترجمہ اصول کافی جلد دوم خیم بک ڈپ، ناظم آباد نمبر 2 کراچی نمبر 18-123 کتاب الحجۃ، 124 کتاب الحجۃ)

اس انداز سے پڑھیں جیسی کہ ہم کو آپ حضرات سے ملی ہیں تو آیا ہم اس میں گنہگار ہوتے ہیں۔ فرمایا نہیں تم لوگ تو اسی طرح پڑھو جیسے تم کو تعلیم دی گئی ہے کیونکہ وہ آئندہ آئے گا۔ جو تم کو (صحیح) تعلیم دے گا۔ قول صاحب تفسیر ابی اس حدیث میں آئندہ آنے والے سے مراد جناب صاحب الامر علیہ السلام ہیں۔ صاحب کتاب کافی پانچواں خود سالم ابن سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میری موجودگی میں ایک شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں قرآن مجید کے کچھ الفاظ اس انداز سے پڑھے عام لوگ نہیں پڑھتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس قرأت سے باز رہ اور اسی قرأت سے پڑھ جس طرح کہ عام لوگ پڑھتے ہیں۔ جب تک کہ قائم آل محمد کا زمانہ نہ آجائے۔ اس لئے کہ جب ان حضرت کا زمانہ آجائے گا تو کتاب خدا اپنی حد پر یعنی جس شان سے نازل ہوئی تھی اسی طرح پڑھی جائے گی اور وہ اس صحف کو جاری فرمائیں گے جیسے خود جناب علی مرتضیٰ نے اپنے دست مبارک سے لکھا تھا۔ نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ جناب امیرالمومنین اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو اسے لوگوں کے سامنے لائے تھے اور ان سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ کتاب خدا اسی ترتیب کے مطابق ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ اور اپنے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی اور میں نے آنحضرت کے ارشاد کے موافق اس کو ان دونوں دنیاؤں کے مابین جمع کر دیا ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے پاس جو مصحف ہے اس میں بھی سارا قرآن موجود

ہے۔ ہمیں آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں حضرت نے فرمایا آگاہ رہو کہ آج کے بعد سے تم اس کو کبھی نہ دیکھو گے۔ میرے ذمہ اتنی ہی بات تھی کہ جب میں اس کو جمع کر چکوں تو تم کو اطلاع دے دوں تاکہ تمہارا جی چاہے تو اس کو پڑھ کر اس سے نفع حاصل کرو اور نہ جی چاہے تو نہ سہی۔

حوالہ جات پر غور

قارئین محترم! حوالہ جات پر غور کرنے کے لئے ہم صرف حوالہ کا نمبر دیں گے آپ حوالہ دوبارہ پڑھیں اور ہمارے ساتھ ساتھ آپ بھی غور فرماتے جائیں۔

1- یہ قرآن جو ہم اور آپ پڑھتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کردہ ہے۔ جو ایک مشاورتی کونسل کے ذریعے جمع ہوا تھا اور حضرت علیؑ کے مشورہ سے ہی مکمل ہوا تھا۔ اس قرآن کو حضرت علیؑ بھی مکمل مانتے ہیں اور حضرات مولائی بھی زبانی طور پر اپنی ریڈیو اور ٹی وی سے نشر ہونے والی تقریروں میں اسی کو مکمل کہتے ہیں اور لوگوں کے خیال کو ان الفاظ میں رد کرتے ہیں کہ قرآن چھپا ہوا ہے چھپا ہوا نہیں ہے۔ باقی تمام فرتے تو اسے مکمل مانتے ہیں۔ جن بزرگ ہستیوں سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے وہ بھی 260 سال تک اسی قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ اب بتائیں کہ اس حوالہ کی رو سے مسلمان قوم کا کون سا فرد جھوٹا نہیں ٹھہرتا۔ اب مولائی علماء فرمائیں کہ حضرت علیؑ اور بعد کے امام اپنے جمع کردہ قرآن کو منظر عام

پر لانے سے کیوں گریز کرتے رہے؟ اگر یہ جان کے ڈر سے تھا تو شہید تو سب کر دیئے گئے اور اگر تفرقہ بازی کے خوف سے ایسا نہ کیا تو یہ بات ان کے فرض منصبی کے خلاف تھی اصل قرآن پر ہی تو سب کو جمع کرنا چاہئے تھا۔ پھر ایسا کیوں نہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ حضرت علیؑ کی خلافت بھی آئی اور گزر گئی۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نسل رسولؐ کے تمام افراد یعنی گیارہ امام دین کی خاطر شہید ہوئے تھے۔ اس وقت دین وہی منظر عام پر تھا جو اس قرآن میں موجود تھا جس کو حضرت علیؑ کے مشورے سے حضرت عثمان غنیؓ نے جمع کیا تھا نہ کہ اس قرآن والا دین جو حضرت علیؑ نے جمع کر کے چھپا رکھا تھا۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ آئمہ طاہرین دین حقہ کی خاطر شہید نہیں ہوئے تھے۔ پھر ان مقدس ہستیوں کو ہم تو شہید کے درجہ پر مانیں تو ہم حق بجانب ہیں۔ مگر مولائی ان کو اس عالی درجہ پر کیسے مانتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک اماموں نے حق کو چھپایا اور ایک محرف دین اور محرف کتاب کی ترویج جیسے جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ العیاذ باللہ۔

2- قول نمبر 2 میں بھی یہی کچھ بیان ہوا ہے البتہ ایک بات کا اضافہ ہے کہ یہ قرآن امام مہدی کے ظہور کے وقت آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا اور حضرت علیؑ کا جمع کردہ قرآن راجح کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی کتاب جو کہ لوگوں پر خدا کی رحمت ہوا کرتی ہے اور لوگوں کا یہ عذر ختم ہو جاتا ہے کہ ہم شریعت الہی سے بے خبر تھے اس لئے مشیت الرحمن کے

مطابق عمل نہ کر سکے۔ وہ لوگوں میں نہ رہی اور زمین خدا کی حجت سے آ
ظہور ممدی خالی رہے گی۔ یہ مولائیوں کے اپنے مسلمہ عقیدہ کے بھی
خلاف ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ مولائی کتاب کو بلکہ امام غیب کو حجت مانتے
ہیں لیکن ان کے لئے یہ بھی ایک مشکل ہے کہ امام بھی تو لوگوں میں
موجود نہیں جو شریعت الہی کے مطابق ہماری اور آپ کی راہنمائی کرے۔

3- حوالہ مذکورہ کا جواب اوپر آچکا ہے۔

4- جناب امام رضانے جو صحیفہ اپنے معتقد اور معتمد کو دیا تھا اور اسے نہ پڑھنے
کا حکم دیا تھا وہ قرآن ہی تھا جو حضرت علی نے جمع کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ گروہ شروع سے ہی اپنے اماموں کی حکم عدول کرتا چلا آ رہا ہے۔ ان
کی نظر میں اماموں کی کوئی وقعت نہیں اسی لئے تو ان کی طرف غلط بیانات
منسوب کرتے رہے ہیں۔ پیچھے ہم کسی جگہ ذکر بھی کر آئے ہیں کہ اماموں
نے بعض راویوں کے متعلق کہا ہے کہ وہ ہم سے غلط روایات منسوب
کرتے ہیں۔ حوالہ میں امام باقر علیہ السلام سے یہ بات منسوب کی گئی ہے
کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن کے معانی و مطالب میں بہت کچھ بڑھایا اور
گھٹایا گیا ہے۔ پھر اے گروہ علمائے مولائی! موجودہ قرآن پر کیوں عمل کرتے
اور کرواتے ہو جس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں کہ کون سی چیز بڑھادی گئی
ہے اور کون سی گھٹادی گئی ہے۔ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ سورۃ

بینہ کی اس آیت کے بعد قریش کے ستر آدمیوں کے نام بمعہ ولدیت لکھنے
کے بعد کیا لکھا ہے اس قرآن میں نہیں معلوم ان کا ذکر خیر کیا گیا ہے یا ذکر
بد ہے وہ منکرین میں سے ہیں یا شیعوں میں سے ہیں۔ اہل بیت کا حق
پہچاننے والے ہیں یا حق دہانے والے۔

5- اس حدیث کی رو سے جناب رسالت مآب نے حضرت علی کو قرآن جمع
کرنے کی ہدایت تو فرمائی تھی مگر ظہور ممدی علیہ السلام تک کسی پر ظاہر نہ
کرنے کی ہدایت نہیں فرمائی تھی۔ قرآن کے جمع کرنے کا مطلب صرف
اتنا تھا کہ قرآن ابھی کتابی شکل میں نہیں تھا مختلف لوگوں کے پاس بقول
موجود تھیں وہ بھی سارے قرآن کی نہیں بلکہ کچھ حصوں کی تھیں۔ قوم
کے لئے جمع کر کے پیش کرنا ضروری تھا۔ جب حضور نے جمع کرنے کا حکم
دے دیا تو حضرت علی کا فرض بنتا تھا کہ جمع کرنے کے بعد قوم کے سامنے
بھی لاتے۔ چونکہ حضرت علی رسالت مآب کی حکم عدول نہیں کر سکتے تھے
اس لئے یہ روایت درست نہیں ہے۔ اس روایت کے درست نہ ہونے کا
ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اس میں یہودیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے
اپنی کتاب ضائع کر دی تھی حالانکہ نزول قرآن کے وقت یہودیوں کے پاس
توریت موجود تھی اور قرآن نے تصدیق کی تھی کہ یہودیوں کے ہاتھ میں
جو تورات ہے وہ صد فی صد درست ہے۔ لہذا پیغمبر اسلام یہ نہیں کہہ سکتے
تھے کہ یہودیوں نے اپنی کتاب ضائع کر دی تھی۔ البتہ مولائیوں کے

مطابق حضرت علی نے حضور کے کہنے کے باوجود اصل قرآن کو ضائع کر دیا اگر ضائع نہ ہو چکا ہوتا تو آج تو ہمارے مطالبے پر پیش کر دیا جاتا۔

6- روایت میں امام علیہ السلام نے ستر ہاتھ لے جاملے کی بابت بتایا ہے جس میں جو کچھ تحریر ہے وہ دین رسول اللہ سے نکلا اور حضرت علی نے تحریر کیا۔ گمان غالب یہ ہے کہ حضرت کے جمع کردہ قرآن کی بات ہوگی۔ مگر وہ تو حضرت علی نے تحریر نہیں کیا تھا۔ مگر حیرت ہے کہ آئمہ طاہرین نے ہر اچھی تحریر کو لوگوں سے اس طرح چھپایا کہ ہوا تک نہ لگنے دی۔ پھر بتانے کا کیا فائدہ جب دکھایا نہ گیا۔ گویا دعویٰ بغیر ثبوت کے رہ گیا۔ نہ ستر ہاتھ لے لبا جامد دکھایا نہ جعفر دکھایا۔ نہ مصحف فاطمہ ظاہر کیا نہ علم ماکان وما یكون کا اظہار کیا۔ قارئین کرام! آپ جانتے ہیں ناکہ دعویٰ بلا ثبوت جھوٹ ہوتا ہے۔ جو ان پاک ہستیوں سے بعید ہے۔ لہذا روایات من گھڑت ہیں۔

7- اس روایت میں صحیفہ فاطمیہ کا ذکر آیا ہے اور کچھ تفصیل بھی کہ فرشتے نے حضرت فاطمہ کو باپ کے غم میں تسلی و تشفی دی۔ بلکہ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ آیا اور حضرت علی نے وہ باتیں جو فرشتہ کہتا تھا لکھ لیں۔ چلو مان لیتے ہیں مگر دکھاؤ تو ذرا۔ سابقہ انبیاء پر نازل ہونے والی کتابیں اماموں کے پاس تھیں۔ وہ بھی انہوں نے کسی کو نہیں دکھائیں۔ آج جب ہم توریت و زبور اور انجیل کے اصلی حالت میں نہ ہونے کا رونا روتے ہیں اور ان اہل

کتاب کو محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اور وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں محمد رسول اللہ کا کوئی ذکر نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ تم نے اپنی کتابوں کو بدل ڈالا ہے اور وہ کہتے ہیں اگر آپ کا دعویٰ درست ہے تو اصل کتاب تو آپ کے پاس ہوگی پیش کرو اور موازنہ کرو ہم ایمان لے آئیں گے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ امام وہ کتابیں مسلمانوں کے حوالے کر جاتے ہم کھٹاک سے دارالآثار سے نکالتے اور اہل کتاب کو ایمان پر فائز کرتے اور پھر بھی ایمان نہ لانے والوں کا منہ تو بند کر دیتے۔

8- اس روایت میں ایک نئی بات یہ ہے کہ حضرت علی نے قرآن جمع کرنے کے بعد لوگوں کو دکھایا۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کے اس قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ کون لوگ تھے۔ یہ ذکر نہیں کیا گیا۔ اگر وہ لوگ عام لوگ تھے تو ان کے ایسے قول کی حضرت علی جیسے باب شہ علم دین و دنیا کے نزدیک کیا حیثیت تھی اور اگر وہ ارباب بست و کشاد میں سے تھے تو وہ حضرت علی کے مشوروں کو اولیت دیتے تھے اور ان کی ہر بات پر کان دھرتے تھے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ خدا اپنے نور کو مکمل کر کے رہتا ہے چاہے برا مانیں کافر۔ کیا قرآن کا نازل کرنا اور دنیا میں نافذ کرنا ہی تکمیل نور الٰہی نہیں ہے۔ اگر یہ کام حضرت علی کے دست مبارک سے خدا کروا رہا تھا تو ادھر وادھر کیوں رہ گیا۔ قرآن کا ارشاد ہے وَلِكُلِّ آجَلٍ كِتَابٌ یعنی ہر مقررہ وقت کے لئے کتاب ہوتی ہے۔ قرآن جس مقررہ مدت کے لئے

تقیہ جزو ایمان ہے

تقیہ جزو ایمان اور ضروریات دین میں سے ہے۔ یہ مولائیوں کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی وضاحت ضروری ہے تاکہ قارئین تقیہ کے مطلب سے آگاہ ہوں۔ تقیہ سے مراد یہ ہے کہ جب ضرورت پڑے اپنا عقیدہ چھپا لیا جائے جو کسی کا اصل عقیدہ ہو اسے ظاہر نہ کرے اور جو آس پاس موجود لوگوں کا عقیدہ ہو وہی اپنا عقیدہ بتائے۔

لیکن اہل سنت والجماعت اس عمل کو درست نہیں سمجھتے بلکہ خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ اسلام میں تو اس حرکت کو منافقت کہتے ہیں۔ منافق جب مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے لوگوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ان سے مذاق کرتے ہیں۔

یہ یقین کرنے کے لئے کہ واقعی مولائی فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے انکی کتابوں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ التَّقِيَةُ مِنْ دِينِي وَ دِينِ آبَائِي وَ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَةَ لَهُ۔ ترجمہ: کہا امام جعفر صادقؑ نے کہ تقیہ میرا

نازل کیا گیا تھا اس وقت تک کیوں موجود نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ روایات جعلی اور کم علمی پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے وسوسوں سے نجات دے۔ (آمین ثم آمین)

دین ہے اور میرے آبا و اجداد کا دین ہے جس کا تقیہ نہیں اس کا ایمان نہیں۔ (اصول کافی جلد دوم کتاب الایمان والکفر صفحہ 219)

2- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاولئك يوتون اجرهم مَرَّتَيْنِ بما صَبَحَهُ. وَاقَالَ بِمَا صَبَرُوا عَلَى التَّقِيَّةِ وَيَذُرُونَ بِالْحَسَنَةِ السِّيَةِ قَالَ السَّحْنَةُ التَّقِيَّةُ وَالسِّيَةُ الْاِذَاعَةُ ترجمہ: آیا ان لوگوں کو دہرا ثواب دیا جائے گا۔ صبر کرنے کی بنا پر۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا صبر سے مراد ہے تقیہ پر صبر اور ایک آیت کی وضاحت کرتے ہیں۔ برائی کو نیکی سے فرمایا حسنة (نیکی) سے مراد ہے تقیہ اور سيئة (بدی) سے مراد ہے افشاء راز کرنا۔

3- قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَبَا عَمْرٍ إِنَّ تَسْنَةَ إِعْشَارِ الدِّينِ فِي التَّقِيَّةِ وَلَا دِينَ لَهُ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ وَالتَّقِيَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي نَبِيذٍ وَالْمَسْحُ عَلَى الْخَفْتَيْنِ ترجمہ: فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے تقیہ میں نوے حصے دین ہے جو وقت ضرورت تقیہ نہ کرے اس کا دین نہیں اور تقیہ ہر شے میں ہے سوائے نبیذ (جو کی شراب) اور موزوں پر مسح کے۔ (الثانی جلد نمبر 4 صفحہ 140 کتاب الایمان والکفر)

قارئین کرام! آپ ہم سب مل کر غور کریں کہ کیا اسلام میں تقیہ کا کوئی

ہوا ہے یا نہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت نمبر 42 میں ارشاد ہے وَلَا لِّلشُّوْكَ الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُو الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ترجمہ: اور نہ باوجود حق میں جھوٹ کو اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

سورۃ بقرہ ہی کی آیت 76 تا 78 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اور جب مسلمانوں سے (منافقین) ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیوں مسلمانوں کو ایسی باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں۔“

اب ان حوالوں پر علیحدہ علیحدہ غور کرتے ہیں: جب امام جعفر صادق علیہ السلام تقیہ کو اپنا دین سمجھتے تھے تو ظاہر ہے کہ باقی امام بھی ایسا ہی عقیدہ رکھتے تھے بلکہ ان کے آباء و اجداد بھی بوقت ضرورت تقیہ کرتے تھے۔ انسان کی سب سے بڑی ضرورت تو جان کی حفاظت ہوئی لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ان پاک نفوس نے کسی موقع پر بھی جان کی پرواہ نہیں کی اور جابر حاکموں کے سامنے کلمہ حق کہا یہی پیغمبر اسلام کی تعلیم تھی۔ بالآخر تمام آئمہ طاہرین شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ مگر تقیہ کا سارا لیتے ہوئے جان بچانے کی کوشش نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بیان غلط طور پر امام جعفر سے منسوب کیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ہمارے اکابرین تقیہ پر مدار کرتے تو اسلام اور مسلمانان عالم قلیل عرصہ میں گوشہ گمنامی میں جا چکا ہوتا۔ یعنی اگر وہ یہودیوں میں جا کر خود کو یہودی ظاہر

کرتے، عیسائیوں میں اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرتے تو وہ لوگ مسلمانوں کے کردار سے کیا تاثر لیتے، کے مسلمان سمجھتے اور کسے راہنما کرتے۔

2- اس بیان میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے قرآن کی ایک آیت میں استعمال ہونے والے لفظ صبر سے مراد تقیہ پر صبر مراد لیا ہے یعنی جب آپ نے کسی شے میں تقیہ اختیار کر لیا تو پھر اسی پر ثابت قدم رہو۔ دوسری آیت میں آنے والے لفظ حسنة (نیکی) اسے مراد تقیہ اور سنیہ (بدی) سے مراد افشائے راز تقیہ لیا ہے۔ یعنی اگر کسی نے ضرورت کے وقت اپنے آپ کو آتش پرست ظاہر کر لیا ہے تو پھر کبھی بھی وہاں اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر افشائے راز نہ کرے۔ ورنہ اس کا دین نہ رہا وہ بے دین ہو گیا۔

محترم علمائے مولائی بات سوچنے کی ہے کہ وہ تقیہ نہ کرنے سے آتش پرست نہیں ہوا بلکہ تقیہ کرنے کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے آتش پرست بن گیا کیونکہ اب وہ افشائے راز بھی نہیں کر سکتا۔

3- تقیہ میں نوے فی صد دین ہے۔ تقیہ ہر شے میں کرنا جائز ہے یعنی جب چاہو اور جو چاہو اصل عقیدہ چھپالو اور کوئی دوسرا اس کی جگہ ظاہر کرو۔

بات دراصل یہ ہے کہ مولائیوں نے بے شمار غلط اور قطعاً غیر اسلامی عقیدے بنا رکھے ہیں جو عام لوگوں پر تو کیا اپنی اولاد کو بھی وہ خود نہیں بتا سکتے ان کے متعلمین وغیرہ ہی بتاتے ہیں اگر کسی کی بے حکمتی سے کوئی اصل عقیدہ ظاہر ہو

ہائے تو لوگ برہم ہو جاتے ہیں اور پوچھنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ آپ ایسا عقیدہ رکھ کر اسلام کو کیوں بدنام کرتے ہیں تو فوراً تقیہ کا سہارا لیتے ہیں کہ نہیں ہم تو ایسا عقیدہ ہرگز نہیں رکھتے اگر کہا جائے کہ آپ کی معتبر کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے تو کتاب اور صاحب کتاب ہی کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اصل میں یہ تقیہ لبر 2 ہوتا ہے۔

ایسے عقائد میں سے ایک متعہ ہے جس کا ذکر آئندہ سطور میں تفصیلاً آئے گا اور تھوک سے استنجا کرنا ہے۔ (1) نکاح میں گواہوں کی ضرورت نہیں (2) اور عورت کی دبر میں جماع کرنے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ غسل واجب ہوتا ہے (3) وغیرہ وغیرہ۔

(1) من لا یحضرہ الفقیہ جلد نمبر 11 صفحہ 41

(2) من لا یحضرہ الفقیہ جلد نمبر 3 صفحہ 251

(3) تہذیب الاحکام جلد 7 صفحہ 60-4

مولائی اور متعہ

مولائیوں کی اصطلاح میں مختصر مدت کے لئے مرد کے عورت کے ساتھ مہر مین کر کے نکاح سے ہٹ کر مخصوص صیغے پڑھ کر شادی کرنے کا نام متعہ ہے۔ یہ مدت کم از کم ایک گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ چار مہینے ہوتی ہے۔ اس مدت کو بڑھا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مہر کی مقدار عورت کی رضامندی پر ہے۔ یہ منہی بھر جو بھی ہو سکتے ہیں اور ہزاروں روپے بھی ہو سکتے ہیں۔

اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ قرآن میں تو لکھا ہے کہ عورتوں کو ہمیشہ کے لئے قید میں لانے کے لئے نکاح میں لاؤ نہ کہ مستی نکالنے کے لئے۔ (سورہ نساء آیت 23) نکاح اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ کچھ عرصے کے بعد اس عورت کو چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ نیت تو یہی ہوتی ہے کہ مرد اور عورت زندگی بھر کے لئے ایک دوسرے کے ساتھی ہوں گے۔

اس عقیدے کا مولائی حضرات انکار تو نہیں کرتے بلکہ سنی علماء نے تقریری اور تحریری مناظرے بھی ہوتے رہے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شخص مولائی تفسیر کے تحت اس عقیدے کا انکار کرنا چاہے تو بے سود ہو گا کیونکہ یہ بندہ ناچیز

نود ستائیس سال تک مولائی عقیدہ رکھتا تھا۔ اس لئے متعہ کا نہ صرف قائل رہا بلکہ چار مرتبہ ثواب عظیم سمجھ کر متعہ پر عمل بھی کیا۔ کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ من تمتع مرة درجته کد درجته الحسین و من تمتع مرتین درجته کد درجته حسن و من تمتع ثلاث مراة درجته کد درجته علی و من تمتع اربعه مراة درجته کد درجته ترجمہ: جو شخص ایک مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ حسین کے برابر ہے اور جو دو مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ حسن کے برابر اور جو تین بار متعہ کرے اس کا درجہ حضرت علی کے برابر ہے اور جو چار مرتبہ متعہ کرے اس کا درجہ میرے برابر ہے۔ (برہان المتعہ صفحہ 52 از مولانا الحاج ابوالقاسم طبع لاہور)

اب ہم اس ضمن میں مولائیوں کی معتبر کتب سے چند حوالے درج کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام کو اس شفیع عقیدے کے بارے میں معلومات حاصل ہوں اور شبہ نہ رہے کہ خاکسار نے اسے بیا ن کرنے میں کوئی کمی بیشی کی ہے اور مخالفت میں حد سے بڑھ گیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی مقداد ابن اسود اور عمار بن یاسر سے صحیح حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت سے ہے وہ مرد جس نے متعہ کا ارادہ کیا اور وہ عورت اور متعہ کے لئے آمادہ ہوئی جب یہ دونوں باہم بیٹھتے ہیں تو ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور جب تک دونوں اپنی خلوت گاہ سے نکلنے نہیں وہ ان کی حفاظت کرتا رہتا

ہے۔ دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے۔ جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپکتے ہیں۔ دونوں جب آپس میں بوسہ لیتے ہیں تو حق تعالیٰ دونوں کو ہر بوسے کے ساتھ حج کا عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ وہ دونوں عیش و مباشرت میں جب تک مصروف رہتے ہیں پروردگار عالم ہر لذت و شہوت کے ساتھ ان کے نامہ عمل میں پہاڑوں کے برابر ثواب تحریر کرتا ہے۔ جب دونوں فارغ ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں درحالیکہ وہ جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ ہمارا خدا ہے اور متعہ کرنا سنت رسول مقبول ہے تو خدا تعالیٰ فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ میرے ان دونوں بندوں کو دیکھو جو اٹھے ہیں اور اس علم و یقین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں کہ میں ان کا پروردگار ہوں تم گواہ رہو کہ میں نے ان کے گناہ بخش دیئے۔ ان کے جسم کے کسی بال سے پانی گرنے بھی نہیں پاتا کہ دونوں کے لئے ایک ایک بال کے عوض دس دس ثواب لکھ دیئے جاتے ہیں اور دس دس گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ راویان حدیث جناب سلمان وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین علی اٹھے اور عرض کیا یا حضرت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں یہ ارشاد ہو کہ جو شخص اس کا رخ میں سعی کرے اس کے لئے کیا ثواب ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ان کا ثواب بھی متعہ کرنے والوں کے ثواب کے مانند ہے۔ پر جناب امیر نے عرض کیا کہ متعہ کرنے والوں کا کیا ثواب ہے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ لوگ فارغ ہو کر جب غسل کرتے ہیں تو جتنے قطرے ان کے بدن سے گرتے ہیں ان

خدا تعالیٰ ایسے فرشتے خلق فرماتا ہے جو تسبیح و تقدیس ایزیدی بجالاتے ہیں اور اس کا ثواب تاقیامت دونوں کو پہنچتا ہے۔ یہ سن کر جناب امیر نے فرمایا جو شخص اس سنت کو دشوار سمجھے اور اسی پر عمل نہ کرے وہ میرے مولائیوں سے نہیں اور میں انہیں سے بیزار ہوں۔ (عجالبہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ مولف محمد باقر کھلی مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ نمبر 15)

شیخ علی بن عبدالعالی در رسالہ متعہ باسناد خود روایت کرتے ہیں من تمتع مرة واحده عتق ثلثین من النار و من تمتع مرتین عتق ثلثین من النار و من تمتع ثلاث مرات عتق کلہ من النار ترجمہ: حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ جو شخص عمر میں ایک مرتبہ متعہ کرے اس کے بدن کا تیسرا حصہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔ جو دو مرتبہ متعہ کرے اس کے بدن کا 2 تہائی حصہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا اور جو تین بار متعہ کرے اس کا سارا بدن جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔ (برہان متعہ صفحہ نمبر 51)

حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا کہ کوئی متعہ کرنے والا نہیں مگر جب وہ غسل نہا کر رہتا ہے تو ہر قطرے سے ستر فرشتے ایسے پیدا ہوتے ہیں جو ان دونوں کے لئے قیامت تک استغفار کرتے ہیں اور جو متعہ سے اجتناب کرتا ہے اور اس سنت کو ترک کرتا ہے اس پر قیامت تک لعنت کرتے ہیں حتیٰ کہ قیامت کی گڑھی آجائے گی۔ (برہان متعہ صفحہ نمبر 51)

اس کے علاوہ مولائی کتب میں بے شمار حوالے ہیں مگر طوالت سے بچنے کے

لئے ہم محولہ بالا اقتباسات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اگرچہ ان حوالوں کی تشریح کی تو ضرورت نہیں کیوں عام فہم ہیں پھر بھی آئیے تھوڑا سا افسوس تو کریں کہ کس طرح اعمال اسلام کے ثواب پر ایسے عمل کے ثواب کو بڑھا دیا ہے جو زنا سے کسی طرح کم نہیں۔

اب آئیے میرے ساتھ ساتھ حوالوں پر ترتیب کے ساتھ غور فرمائیں۔

1- اسلام میں بلا اختلاف حضرت محمد رسول اللہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین برگزیدہ ترین ہستیاں ہیں ان کے مرتبہ کو کوئی امتی نہیں پہنچ سکتا۔ ان کے فضائل مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ دین اسلام پر عمل کا نمونہ ہی یہ ہستیاں ہیں۔ ہم اپنے مسائل میں اولاً انہی کی اتباع کو مقدم سمجھتے ہیں۔ باقی قیسیوں کا درجہ بعد میں آتا ہے۔

دنیا کے کسی شخص کا مرتبہ کسی بھی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا چاہے وہ کتنے ہی اعمال حسنہ بجالائے۔ حضرت محمد تو خیر البشر کے علاوہ خیر الرسل بھی ہیں۔ افسوس ہے کہ مولائیوں کی جعلی روایات نے ایک عادی زانی کا مرتبہ محمد رسول اللہ سے بڑھا دیا ہے۔ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ اگر کوئی شخص یہ فعل کرتا چلا جائے تو خدا کو بھی پیچھے چھوڑ جائے گا۔ **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ**

معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی من گھڑت اور خطرے سے خالی نہیں۔ یعنی مولائیوں کا گروہ اہل اسلام کو جنسی بے راہ روی کی طرف لے جا رہا ہے کیونکہ

ان کے بانیوں کو معلوم تھا اور تجربہ تھا کہ جو قوم جنسی بے راہ روی کا شکار ہو جائے وہ دین کے باقی ارکان کی بھی پرواہ نہیں کرتی کیونکہ یہی سب سے قبیح فعل ہے۔ برائیاں باہم منسلک ہوتی ہیں۔

کسی آدمی نے اپنی بیٹی کے لئے آنے والے رشتے کی تحقیق کرنا چاہی۔ وہ لڑکے کے ایک ہمسائے کے پاس گیا اور پوچھا کہ فلاں لڑکا کیسا ہے۔ اس نے کہا۔ لڑکا ٹھیک ہے البتہ پیاز کھاتا ہے۔ اس نے حیرانی کا اظہار کیا کہ یہ تو بڑی بات نہیں ہے اس نے کیوں ذکر کیا۔ اس کی حیرانی دیکھ کر ہمسائے نے کہا وہ پیاز اتنا زیادہ بھی نہیں کھاتا صرف اس وقت کھاتا ہے جب کباب کھاتا ہے۔ وہ مسکرا دیا۔ مگر ہمسائے نے بات جاری رکھی اور کہا کہ کباب بھی کوئی زیادہ نہیں کھاتا اسی وقت کھاتا ہے جب ساتھ شراب بھی ہو۔ پھر وہ شخص ذرا پریشان ہوا تو ہمسائے نے کہا آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ شراب بھی اس وقت پیتا ہے جب اس نے بازار حسن کا چکر لگانا ہو۔ کیا لڑکا زنا بھی کرتا ہے۔ نہیں دوست وہ اتنا زیادہ بھی عادی نہیں ہے۔ یہ کام تو وہ اس وقت کرتا ہے جب چوری ڈاکے کا مال غنیمت اس کے پاس ہو۔ وہ شخص سر پیٹ کر اٹھا اور واپس چلا گیا۔

مولائی کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب آل محمد کا مذہب ہے تو کیا یہ آل محمد کا مذہب ایسا ہو سکتا ہے۔

2- حوالہ دوبارہ پڑھیں ہمارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے دیکھا کہ متعہ کے کیا فضائل بیان ہو رہے ہیں۔ حالانکہ متعہ مولائیوں کے ان

مسائل میں سے ہے جن کو وہ اپنے بچوں کے سامنے بیان نہیں کرتے اور اگر ان سے آپ تذکرہ کریں گے تو ایسے کام سے اکثر مولائی حضرات انکار کریں گے کیونکہ متعہ کی قباحت کو وہ جانتے ہیں۔

میرے ایک دوست نے ایک مولائی سے سوال کیا جو متعہ کے فضائل اور اس کی حلت بیان کر رہا تھا کہ زیدی صاحب اگر کوئی آپ کی لڑکی سے متعہ کرنا چاہے تو کیا آپ اجازت دے دیں گے کہنے لگے میرے سر کما کرتے ہیں کہ اسلام کے بعض احکام کو ماننے کو جی نہیں چاہتا۔

حج کے بارے حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص حج کرتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہو۔

آپ نے دیکھا کہ متعہ کا ثواب حج اور عمرے سے بھی بڑھ گیا۔

راہ خدا میں اپنی قیمتی اور پیاری اور دوسرے بے شمار انسانوں کے لئے مفید جان کو قربان کرنے والے کے لئے ثواب کے ضمن میں حدیث پاک ہے کہ اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ فضیلت تو سمجھ میں آتی ہے کہ دین کے لئے اس نے کیا عظیم عمل کیا ہے۔ مگر شہوت رانی کون سا عمدہ عمل ہے جس کا اجر اتنا عظیم ہو۔

شادی جو کہ سب انسانوں کی ضرورت اور تمام انبیاء کی سنت رہی ہے کیا متعہ جو کہ خود مولائیوں کے نزدیک ایک عارضی نکاح ہے، شادی کے برابر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر بھی شادی کے لئے ایسے فضائل بیان نہیں ہوئے۔

تیسری روایت پر گہری نظر سے غور کرنا ہو گا۔ کیا یہ سازش نہیں کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اعمال حسنہ کی نسبت متعہ یعنی اعلانیہ زنا کا ثواب کہیں زیادہ بتایا جائے۔ اس کے پیچھے جو مقصد کار فرما ہے وہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمان اعمال صالحہ کو ترک کریں اور شہوت رانی میں غوطہ زن رہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو کیا دوسری قوموں یعنی یہود و نصاریٰ کے لئے ہم تر نوالہ نہ بن جائیں گے۔ خاص کر یہودی کو اس سے فائدہ ہو گا جن کی یہ سازش معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ مولائی فرقے کا بانی عبداللہ بن سبا تھا جو یہودیوں میں سے مسلمان ہوا تھا اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا۔ جیسا کہ وہ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کو دل سے نہیں مانتا تھا اور لوگوں کو کتا پھرتا تھا کہ خلافت حضرت علی کا حق تھا وغیرہ وغیرہ۔

بات متعہ اور اعمال و ارکان اسلام کی ہو رہی ہے جس کے ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس آیت شریفہ سے مولائی حضرات متعہ کی حالت ثابت کرتے ہیں سنی علماء اسی سے اسکی نفی کرتے ہیں۔ مناسب ہو گا کہ وہ آیت بمعہ ترجمہ یہاں درج کر دی جائے۔ یہ سورۃ نساء کی 23 ویں آیت اور پانچویں پارے کی شروع کی آیت ہے۔

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
كُتِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَأُجَلَ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ

تَبَتَّغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُصَافِحِينَ فَمَا
 اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ط وَلَا
 جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا تَرَضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ
 ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ ترجمہ: اور نکاح بندھی
 عورتیں (حلال نہیں) مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ (یعنی
 لونڈیاں) حکم ہو اللہ کا تم پر اور حلال ہوئیں تم کو جو ان کے سوا ہیں۔
 یوں کہ طلب کرو اپنے مالک کے بدلے قید میں لانے کو نہ کر مستی
 نکالنے کو۔ پھر جو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے ان کو دو ان
 کے حق جو مقرر ہوئے (یعنی حق مہر) اور گناہ نہیں تم کو اس میں جو
 ٹھہرا لو دونوں کی رضامندی سے مقرر کئے پیچھے۔ اللہ ہے خبردار
 حکمت والا۔

اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان عورتوں کو ذکر کیا ہے
 جن سے نکاح جائز نہیں اور اس آیت میں ان کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح
 جائز قرار دیا ہے اور میاں بیوی کی رضامندی سے مقرر کئے گئے حق مہر کی ادائیگی
 کا حکم دیا ہے۔ اس میں مختصر و معین وقت کے نکاح کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر مدت
 معین کرنے کا ذکر ہوتا تو حق مہر کو بھی وہ رقم قرار دیا جاسکتا تھا جو عورت سے
 فائدہ اٹھانے کے لئے دی جاتی۔

اگر متعہ کا حکم ہوتا بھی تو:

(الف) یہ ایک جائز فعل ہوتا لہذا قرآن میں اس کی تفصیل بیان کی گئی
 آتی۔

(ب) یہ ایک فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ہوتا نہ کہ اس کا ثواب
 دوسرے اعمال حسنہ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سچ بولنا، مسایوں کے حقوق کا خیال
 رکھنا، معاملات میں دیانتداری، ایثار وغیرہ کے ثواب سے بڑھ جاتا۔ چہ جائیکہ کہ
 پیغمبر اسلام سے متعہ کرنے والے کا مرتبہ زیادہ ہو جاتا۔

(ج) جائز عمل کے تمام مسلمان قائل ہوتے بکہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ
 لیتے۔

(د) اس کو چھاننے اور اس سے شرمانے کی کیا ضرورت تھی۔

(ر) مولائی کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں یہ فعل
 اوتا تھا حضرت عمرؓ نے اس کو بند کر دیا تھا۔ کیا حضرت عمرؓ کو اس کے ثواب کا علم
 نہیں تھا۔ انہوں نے نماز روزہ وغیرہ کو بند کیوں نہ کیا جس میں مشقت بھی زیادہ
 تھی۔ حضرت عمرؓ کو اس کے بند کرنے سے ذاتی فائدہ کیا ہوا اور قوم کو کیا فائدہ
 پہنچا۔ اگر متعہ جائز ہوتا تو حضرت عمر خود بھی اس سے فائدہ اٹھاتے۔ بند نہ
 کرتے۔

۱۔ قرآن میں لکھا ہے کہ ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے یعنی مؤنث و مذکر جس
 سے ان کی نسلوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کم و بیش تمام جانداروں کی
 پیدائش کا قانون یہی ہے کہ نر و مادہ کے ملاپ سے افزائش نسل ہوتی

ہے۔ فرشتوں کی پیدائش کا الگ کوئی قانون بیان نہیں ہوا۔ اس روایت میں فرشتوں کی پیدائش کا انوکھا قانون بیان ہوا ہے۔ آج تک تو علم میں یہ بات آئی ہے کہ فرشتے نوری مخلوق ہیں پھر ہمارے لئے کیا یہ عجیب بات نہیں کہ غسل جنابت کے پانی کے قطروں سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتوں کی یہ تذلیل تو ہے ہی کیا یہ خدائی قانون پیدائش کے بھی خلاف نہیں ہے۔

لہذا روایت من گھڑت ہے۔

متعہ کرنے والا تو محمد رسول اللہ سے بڑھ کر مرتبہ رکھتا ہے اس کے لئے فرشتوں کی دعاؤں کی کیا ضرورت ہے۔

متعہ فرض عین تو نہیں مانا جاتا پھر ترک کرنے والے پر قیامت تک لعنت کا کیا جواز ہے۔

اے گروہ مولائی! خدا را آل محمد کو بخش دو۔ ایسی روایات کے ماننے سے انکار کر دو اور جن پر درود بھیجتے ہو ان پر بہتان باندھنے والوں پر لعنت بھیجو۔

کوئی حرج نہیں وہ جھوٹے ہیں اور خدا نے جھوٹوں پر لعنت بھیجی ہے۔

کیا متعہ کے زنا ہونے کے بارے میں کوئی شبہ باقی رہ گیا ہے؟

اب چند سطور میں ہم زنا اور متعہ کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

1- زنا کے لئے گواہ نہیں رکھے جاتے۔ متعہ کے لئے بھی گواہوں کی ضرورت نہیں۔

2- زنا چھپ کر کیا جاتا ہے۔ متعہ بھی چھپ کر کیا جاتا ہے۔ کسی پر ظاہر کرنا مناسب خیال نہیں کیا جاتا۔

3- زنا میں والدین اور دوسرے لوگوں کی رضامندی شامل نہیں ہوتی۔ متعہ میں بھی صرف مرد اور عورت اپنی رضامندی سے سب کام کرتے ہیں۔

4- زنا میں نکاح کے کسی قسم کے الفاظ نہیں پڑھے جاتے مگر متعہ میں کچھ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ البتہ متعہ کے صیغے مرد اور عورت خود ہی پڑھ لیتے ہیں۔ کسی نکاح خواں کی ضرورت نہیں۔

5- زنا کرنے سے اگر کسی کے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ مرد کی جائداد کا وارث نہیں ہوتا۔ متعہ سے بھی اگر بچہ پیدا ہو جائے تو وہ باپ کی جائداد کا وارث نہیں ہوتا۔

6- زنا کرنے والا کوشش کرتا ہے کہ عورت کو بچہ پیدا نہ ہو متعہ کرنے والوں کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ ایسے طریقے سیکھیں جن سے بچہ پیدا نہ ہو سکے۔

7- زنا کاروں کے پاس پکڑے جانے کی صورت میں میاں بیوی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا اگرچہ وہ پولیس کو پہلا بیان یہی دیتے ہیں کہ ہم میاں بیوی ہیں۔ متعہ کاروں کے پاس بھی پولیس سے بچنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہوتا کہ انہوں نے متعہ کیا ہوا ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ زنا کو کوئی جائز قرار نہیں دیتا البتہ متعہ کو دنیا کی واحد

قوم مولائی جائز قرار دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو کافروں کے فتنوں اور سازشوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین!

مولائی اور صحابہ کرام

انبیاء علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر زیادہ خوش نصیب اور عزت والی اہمات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جماعت ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اور ان کی صحبت میں رہے اور ان کی صحبت کی وجہ سے صحابہ کرام کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہیں می سے آل محمد اور اہل بیت قرار پائے۔ صحابہ اور اہل بیت میں کسی عداوت یا دشمنی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر تھا کہ صد سالہ دشمنیاں اور رقابتیں یکسر ختم ہو گئیں۔ قرآن مجید نے ان کے درمیان محبت، الفت، اخوت، رفاقت کا سرٹیکٹ دیا ہے۔ اس کے بعد کسی اور سند کی ضرورت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِبَصَرِهِ وَ بِأَلْمُؤْمِنِينَ وَ أَلْفَ بَيْنٍ
 قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلْفَتَ بَيْنَ
 قُلُوبِهِمْ وَ لَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

ترجمہ: اے نبی! اس اللہ نے تجھے قوت اور طاقت دی۔ اپنی مدد اور مومنین کے ذریعے اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سب نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

(سورۃ انفال آیت نمبر 63-62)

اس کے علاوہ قرآن مبین نے ان حضرات کے اس باہمی اتفاق و اتحاد کو ایک نعمت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران آیت نمبر

103)

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور پھوٹ مت ڈالو اور اپنے آپ پر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جبکہ تھے تم آپس میں دشمن۔ پھر الفت دی تمہارے دلوں میں۔ اب ہو گئے تم اس کے فضل سے بھائی۔

قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام کافروں کے حق میں تو سخت تھے مگر آپس میں نرم دل، رحیم اور شفیق تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

(رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ (سورہ فتح)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار ہفت ہیں اور آپس میں نرم ہیں۔

مہاجرین و انصار کے لئے صریح نص کے ساتھ یہ آیت ربانی وارد ہوئی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْوَوْا وَ نَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی (مہاجرین اور انصار) وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

(سورۃ انفال آیت نمبر 72)

صحابہ کرام نے دشمنان اسلام کے مقابلے میں خود آنحضرت کی حیات مبارکہ میں پھر آپ کے بعد بھی شجاعت کے جوہر دکھائے اور دشمنان اسلام کو ہار پے ناقابل فراموش شکستیں دے کر اسلامی مملکت قائم کی۔ یہودیوں کے سر پرورد کو توڑا اور قیصر و کسریٰ کی مملکت کو مٹا کر سامراجیت کا خاتمہ کر دیا۔ اہل ہونئی اسلامی فتوحات کو دیکھ کر اسلام دشمن عناصر کو یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اسی لئے مسلمانوں کی خیر خواہی و امداد اور ہمدردی کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ انہیں

سازشی افراد میں عبداللہ ابن سبا یہودی کی شخصیت نمایاں ہے جس کا تفصیلی ذکر پہلے باب میں آچکا ہے۔

پس صحابہ کرام کا کردار قرآن سے ثابت ہے کہ بے داغ تھا نیز وہ تمام ایک دوسرے کے محب اور دوست اور احترام کرنے والے تھے اور کوئی ان میں سے ایسا نہ تھا جو ملعون و مطعون شمار کیا جائے جیسا کہ مولائی حضرات بعض کو اچھا اور بعض کو برا سمجھتے ہیں اور تبراً، تولہ کے قائل ہیں۔ چنانچہ ذیل میں ہم چند اصحاب رسول کا ذکر کرتے ہیں۔

ابو بکر صدیقؓ

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ

ترجمہ: جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ ہیں۔

لقب صدیق کا حقدار کون

ظاہر ہوتا ہے کہ اس ترتیب سے انبیاء کے بعد امت میں پہلا درجہ صدیقین کا ہے اور صدیقین میں اول نمبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق حضور کے ساتھ مصلاً، مند، سفرو حضرت اور غار و مزار مثالی شہین ہیں۔ یہ حقیقت ہے جس کا انکار کوئی با شعور انسان نہیں کر سکتا۔

مولائی اور سنی کی مستند کتابوں سے انظر من الشمس ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اللہ برحق ہیں۔ مولائی اور سنی کتابوں میں بے شمار حوالے موجود ہیں جس سے ان کی صداقت و عظمت ثابت ہے۔ مثلاً

۱۔ علی ابراہیم قمی المتوفی 307ھ اِذْهُمَّ فِي الْغَارِ كَے واقعہ میں حضرت امام جعفر کی روایت نقل کرتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا کہ آپ ”صدیق“ ہیں (تفسیر قمی صفحہ نمبر 266 طبع ایران)

۲۔ مولائیوں کے بزرگ سید نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب احقاق الحق کے صفحہ نمبر 29 پر لکھا ہے:

امام باقر سے کسی نے تلوار کے دستہ پر چاندی لگانے کے بازے میں سوال کیا تو جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق نے بھی اپنی تلوار کے دستہ پر چاندی لگائی تھی۔ راوی نے عرض کیا کہ حضرت آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں۔ آپ یہ سن کر اچھل کر کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور غصہ میں فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ پس جو شخص ابو بکر کو صدیق نہ کہے اس کی بات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔

امام جعفر صادق کے نانا کون ہیں

۱۔ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَبِي فَعَلَّ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ
الصِّدِّيقُ بَعْدَهُ

(الجعفریات مع قرب الاسناد صفحہ نمبر 45 طبع ایران)

ترجمہ: حضرت جعفر صادق نے فرمایا میرے والد محمد باقر نے فرمایا حضرت رسول اکرمؐ کے بعد ابو بکر صدیق نے بھی اسی طرح عمل کیا ہے۔

4- بی عبد اللہ بن جعفر قتی ایک مسئلے کی بابت حضرت جعفر صادق سے روایت کرتا ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَرْجَمَهُ: امام نے فرمایا اس مسئلے کے بارے میں میرے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے مجھے بتایا۔ (ایضاً صفحہ نمبر 24)

5- مولائیوں کا شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری المتوفی 1019ھ روایت کرتا ہے حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر بن الصِّدِّيقِ جَدِّي هَلْ يَسْبُ أَحَدُ آبَاءِ ه لَقَدْ مَنَى اللّٰهَ اِنْ لَّا اَقْدَمَهُ (اتفاق الحق جلد نمبر 1 صفحہ 30 مطبوعہ ایران) ترجمہ: ابو بکر صدیقؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی اپنے آبا و اجداد کو گالی دینا پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مرتبہ و عزت نہ بخشے اگر میں صدیق کو مقدم نہ سمجھوں۔

6- احمد بن علی بن ابی طالب طبری مولائی لکھتا ہے کہ حضرت محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

لَسْتُ بِمُنْكَرٍ فَضَّلَ أَبِي بَكْرٍ

ترجمہ: میں ابو بکر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ (احتجاج طبری جلد

نمبر 2 صفحہ نمبر 246 طبع نجف)

آئمہ ابو بکر صدیق کی نسل سے ہیں

7- احمد بن علی بن ابی طالب طبری اپنی مایہ ناز کتاب میں مزید لکھتے ہیں۔ امام

محمد باقر نے فرمایا

لَسْتُ بِمُنْكَرٍ فَضَّلَ عُمَرُو لَكِنَّ ابَا بَكْرٍ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرُو

ترجمہ: میں حضرت عمر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں لیکن یہ ضروری ہے کہ ابو بکر عمر سے افضل ہیں۔ (احتجاج طبری جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 247)

8- مولائیوں کا محدث سید نعمت اللہ الجزائری المتوفی 1112ھ لکھتا ہے:

اِنَّ الْاٰئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْ نَسْلِهِ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ اُمَّمَ فَرُوَّةَ هِيَ اُمَّ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

(انوار نعمانیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 60 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: بیشک آئمہ کرام حضرت ابو بکر صدیق کی نسل سے ہیں کیونکہ حضرت

صادق علیہ السلام کی والدہ ام فروہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی دختر ہیں۔

9- مولائیوں کا سکتہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی متوفی 328ھ اپنی مایہ ناز

کتاب اصول کافی جلد نمبر 1 کے صفحہ 472 کتاب الحجّت میں لکھتا ہے:

وَأُمُّهُ أُمُّ فَرُوهَ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَ
أُمَّهَا اسْمَاءُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

ترجمہ: حضرت جعفر صادق کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر ہیں۔

10- حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا:

وَالذَّنْبِيُّ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ: مجھے ابو بکر صدیق نے دو طرف سے جنا۔ یعنی ان کے پوتے اور پوتی کی اولاد ہوں۔

اب ہم چند حوالے اہل سنت والجماعت کی کتابوں سے حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت کے بارے میں درج کرتے ہیں:

11- خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر

و عمر اور میں شیر پہاڑ پر نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ پیغمبر

اسلام نے اپنا قدم مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا اُسْكُنْ نَبِيْرًا فَاِنَّمَا

عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صَدِيقٌ وَ شَهِيدَانِ ترجمہ: اے شیر ساکن ہو جا

کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (ترمذی، نسائی،

دارقطنی، بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب مناقب عثمان)

نبوت کا گواہ کون

12- حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ایک مرتبہ نبی اکرمؐ اور پہاڑ پر تھے

ان کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے۔ جبل احد حرکت کرنے لگا تو

حضورؐ نے اس کو فرمایا اُنْبِتْ اَحَدًا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صَدِيقٌ وَ

شَهِيدَانِ ترجمہ: اے احد ساکن ہو جا کیونکہ تیری پشت پر ایک نبی ایک

صدیق دو شہید ہیں۔ (بخاری باب فضائل ابی بکر)

11- حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت بی بی ام ہانی نے مجھے بتایا کہ مجھے

رسول اللہؐ نے فرمایا جب میں معراج پر گیا اور پھر میں نے ارادہ کیا کہ اس

واقعے کی اطلاع قریش کو دوں انہوں نے صاف انکار کر دیا وَ صَدَقَهُ

ابو بکر فَسَمِيَّ يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيقُ اور حضرت ابو بکر نے اس واقعہ

کی تصدیق کی پس اس دن سے ان کو صدیق کا نام دیا گیا۔ (طبرانی کبیر جلد

نمبر 1 حدیث 15 مطبوعہ بغداد)

کس کا نام آسمان سے اترتا

11- حضرت حکیم بن سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر فرما رہے تھے: اَنْزَلَ اسْمُ أَبِي بَكْرٍ

مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقُ ترجمہ: حضرت ابو بکر کا نام آسمان ہی سے صدیق

نازل ہوا۔ (طبرانی کبیر جلد نمبر 1 حدیث نمبر 14 مطبوعہ بغداد)

قارئین کرام! ہم نے چودہ حوالے مولائی اور سنی مستند کتب سے دیئے

ہیں۔ جن میں حضرت ابو بکر صدیق کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ جب آخر

طاہرین اور مولائیوں کے دوسرے بزرگ حضرت ابو بکر کی فضیلت اور صدیقیت

کے قائل ہیں اور اسی وجہ سے ان کا احترام بھی کرتے ہیں اور کبھی بھی ان کے بارے میں بریت تو درکنار بے احتیاطی سے بات بھی نہیں کی۔ حضرت علیؓ سے لے کر امام حسن عسکری تک کسی بھی بزرگ نے حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت کا انکار نہیں کیا۔ یہ سب حضرات اہل ایمان میں تھے۔ اہل ایمان صحابہ کی عظمت کا انکار کیونکر کر سکتے جبکہ قرآن میں ان کی آپس میں محبت، عظمت اور اتحاد و یگانگت کا تذکرہ واضح الفاظ میں ملتا ہے جیسا کہ آپ نے شروع کے حوالوں میں پڑھا ہے۔

پھر آج کل کی مولائی برادری کس کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کی شان میں گستاخیاں کرتی ہے، گالیاں دیتی ہے اور لعنت کرتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ خدا ان کی تعریف کرے، رسولؐ ان کی تعریف کرے مسند علم و دین پر جانشین رسولؐ ان کی عظمت و شرافت کے گیت گائیں مگر ان کے پیروکار اور مومنین کھلانے والے صحابہ کرام کو برا کہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں ہم اس کو گالی، لعنت یا تبرا کا نام دیتے ہیں مگر وہ جو کچھ کرتے ہیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے ”گالی“ اس کے لئے بہت ہلکا لفظ ہے۔ اس لئے ہمارا ان کو مشورہ ہے کہ اپنے سینے میں اپنے ایمان کو ٹٹولیں۔

بعض صحابہ کرام کے بارے میں مولائیوں کا رویہ بڑا متعصبانہ ہے۔ ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ تاریخ کسی معاملے میں خاموش ہو تو اپنے ناپسندیدہ شخص کے بارے میں تعصب کی بنا پر غلط باتیں مشہور کی جاسکتی ہیں۔ دوسری

صورت یہ ممکن ہے کہ مخالفوں کی کتابوں میں کسی کے فضائل بیان کئے گئے ہوں تو ضد اور ناپسندیدگی کی وجہ سے ان تحریروں کو اہمیت نہ دی جائے اور بندہ اہل موقف پر قائم رہے۔ مگر جب اپنی کتابوں میں بھی اسی شخصیت کے فضائل اہل ای معتبر اکابرین کی زبان سے درج موجود ہوں تو پھر صورت حال بہت نازک ہو جاتی ہے۔ بات نہ چاہتے ہوئے بھی مانی پڑ جاتی ہے۔ تحقیق کرنے سے من واضح ہو جاتا ہے۔ مبلغ کا کام یہی ہوتا ہے کہ محقق کو تحقیق میں مدد دے۔ ملال کا کام حق بات کی کھوج لگانا ہوتا ہے۔ اگر دلائل سے اور مستند اور معتبر ذرائع سے حق آشکار ہو جائے تو محقق کو اسے قبول کر لینا چاہئے۔

علمی دنیا میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے پہلے سے طے شدہ عقیدے کو درست ثابت کرنے کے لئے ہی تحقیق کرتے ہیں اور اگر اپنے موقف کے خلاف دلائل مل جائیں تو اسے یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ ہرگز درست نہیں ہے۔

جب دو فریقوں میں کسی مسئلے پر اختلاف ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں درست نہیں ان سے ایک ہی حق پر ہے۔ البتہ دونوں غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ یہ موقف رکھنے والا فریق درست ہے حق پر ہے۔ دو اور دو تین کہنے والا حق پر نہیں اور دو اور دو پانچ بتانے والا بھی حق پر نہیں۔

ختم نبوت کے بعد امام کون

تحقیق کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ حق بات کو معلوم کر کے مان لینا ہے۔ یہ

ذہن میں رکھنا چاہئے کہ مسئلے میں تضاد کی صورت میں اپنا موقف بھی غلط ہو سکتا ہے۔ تضاد اسی وقت پیدا ہوتا جب ایک فریق ضرور غلطی پر ہو۔ پس جب تحقیق کرنے لگیں تو ذہن کو پہلے معلوم و طے شدہ موقف سے خالی کر لیں اور پھر کتاب اللہ، احادیث نبوی اور اقوال بزرگان دین کی طرف رجوع کریں۔

آپ نے ہماری اصولی بات سمجھ لی ہوگی تو آئیے محولہ بالا اقتباسات کی روشنی میں طے کریں کہ صحابہ کرام خصوصاً ابو بکر صدیق کے بارے میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے۔

ہم تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کو صدیق کہا گیا اور مولائی سنی کتب میں سے حوالے بھی دیئے گئے ہیں جبکہ مولائی انہیں "صدیق" نہیں مانتے۔

اسی طرح مولائی انہیں حضور نبی اکرمؐ کے بعد ان کے صلے کا وارث بھی نہیں مانتے حالانکہ مولائیوں اور سنیوں کی معتبر کتب میں جو کچھ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے:

1- فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ تَرْجَمَهُ: پس اس شخص نے کہا کہ اے ابو بکر آپ کو رسول اللہؐ حکم فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ، بخاری شریف کتاب الاذان)

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ

بِلَالٌ يُؤَدِّبُهُ بِصَلَاةٍ فَقَالَ مُرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ تَرْجَمَهُ: اما المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے ایام مرض میں حضرت بلال نے حضور کو نماز پڑھانے کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ)

4- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوْفِيَ فِيهِ تَرْجَمَهُ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے دوران حضرت ابو بکر صدیق نماز پڑھاتے رہے۔

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا يَخْرُجُ إِلَيْنَا نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ تَرْجَمَهُ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام مرض میں تین دن تک نماز پڑھانے نہیں نکلے۔ اس دوران نماز کے لئے اقامت ہوتی تو ابو بکر آگے بڑھ کر نماز پڑھاتے تھے۔

(مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ)

4- يَا بِلَالُ إِذَا حَضَرَ الْعَصْرُ وَلَمْ آتِ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ وَلَمَّا أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَقَالَ أَبِي بَكْرٍ تَقَدَّمَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ تَرْجَمَهُ: اے بلال جب نماز عصر کا وقت

ہو جائے اور اس میں نہ ہوں تو ابو بکر کو کہنا کہ نماز پڑھائے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو بلال نے اذان دی پھر اقامت کی اور ابو بکر سے کہا کہ نماز پڑھائیں۔ پس حضرت ابو بکر نے نماز شروع کی۔

(نسائی باب اختلاف الانعام اذا غاب)

حضرت علیؑ نے ابو بکر صدیقؓ کے پیچھے نماز ادا کی

اب چند حوالے کتب مولائی سے درج کئے جاتے ہیں:

1- مولائیوں کے علامہ ابراہیم بن حسین الدبلی المتونی 1291ھ الدرۃ نجفیہ

شرح نوح البلاغ صفحہ نمبر 225 مطبوعہ نجف عراق اور ابن ابی الحدید شرح نوح

البلاغ جلد نمبر 1 صفحہ 184 مطبوعہ ایران میں لکھتے ہیں:

ثُمَّ اَسْتَدَّ بِهٖ الْمَرَضُ وَكَانَ عِنْدَ حِقَّةٍ مَّرَضِهِ يُصَلِّي
بِالنَّاسِ بِنَفْسِهِ وَقَدْ خْتَلَفَ فِي صَلَاتِهِ بِهِمْ اِلَّا صَلَاةَ
وَاحِدَةً وَهِيَ الصَّلَاةُ الَّتِي خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا يَتَهَادَى بَيْنَ عَلِيٍّ وَالفَضْلِ
فَقَامَ فِي الْمِحْرَابِ مَقَامَهُ وَتَاخَّرَ أَبُو بَكْرٍ
وَالصَّحِيحُ عِنْدِي وَهُوَ الْاَكْثَرُ اَلشَّهْدُ اَنَّهُ لَمْ تَكُنْ
اٰخِرَ الصَّلَاةِ فِي حَيَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالنَّاسِ جَمَاعَةً وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ
يَوْمَئِذٍ ثُمَّ مَاتَ

ترجمہ: پھر آپ کا مرض بڑھ گیا اور آپ اس وقت تک لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے جب تک بیماری میں تخفیف نہ رہی۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں مولائیوں کا اختلاف ہے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایک ہی نماز پڑھائی ہے۔ جس کے لئے آپ حضرت علی اور فضل بن عباس کے سہارے گھر سے مسجد تشریف لائے اور محراب میں اپنی جگہ پر آکر کھڑے ہو گئے اور صدیق اکبر پیچھے ہو گئے۔ میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی زندگی میں یہ آخری نماز نہ تھی بلکہ اس کے بعد بھی دو دن ابو بکر نماز پڑھاتے رہے پھر رسول اللہؐ کا وصال ہوا۔

2- مولائیوں کا محدث احمد بن علی بن ابی طالب طبری اور علی بن ابراہیم قتی المتونی 307ھ لکھتے ہیں:

ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّا لِلصَّلَاةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى
خَلْفَ اَبِي بَكْرٍ

ترجمہ: پھر حضرت علی اٹھے اور نماز کے لئے کھڑے تیار ہوئے اور مسجد میں جا کر ابو بکر کے پیچھے نماز ادا کی۔ (احتجاج طبری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 126 مطبوعہ نجف عراق)

حضرت علیؑ پانچوں وقت کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے
وَكَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ

الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمْرٌ
كَيْفَ بَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ پانچوں وقت کی نماز مسجد میں ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز سے فارغ ہوئے تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ کی صحت کیسی ہے۔ (کتب سلیم بن قیس ہلالی صفحہ 353 مطبوعہ قم ایران)

4- مولائیوں کا رئیس الحدیث عبد اللہ بن جعفر المیمری قتی المتوفی 292ھ جو حسن عسکری کا بلاواسطہ خاص شاگرد ہے، وہ روایت کرتا ہے:

عن علي ابن ابي طالب عليه السلام قَالَ لَمَّا
اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ صَعِدَ الْمَنِيرُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَدْ
تَهَيَّأَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ لِلْجُمُعَةِ

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ جب ابو بکر خلیفہ مقرر ہوئے تو بروز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت حسن و حسین نے نماز جمعہ پڑھنے کی تیاری کی۔ (البحر فیات مع قرب الاسناد صفحہ 212 مطبوعہ قم ایران)

قارئین کرام! ہم نے سٹیوں کی کتابوں سے پانچ اور مولائیوں کی کتابوں سے چار حوالے درج کئے ہیں۔ ان تمام حوالوں سے ایک ہی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی امامت کا واضح

مسموعا ہے۔ جسے تمام صحابہ بشمول حضرت علیؑ اور شہزادگان حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ نے قبول فرمایا اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہے کہ تمام صحابہ حضورؐ کی زندگی میں بھی اور آپؐ کے اہل کے بعد بھی حضرت ابو بکر صدیق کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔

کیا یہ ان پر اعتماد کی انتہا نہیں کہ اسلام کے اہم ترین رکن کی امامت ان کے سپرد کی گئی اور سب کی طرف سے قبول بھی کر لی گئی۔ حضورؐ کے اس عمل سے یہ بات ثابت و آشکار ہو جاتی ہے کہ حضورؐ کے بعد فوری طور پر قوم کو مسلمانوں کے لئے کافرینہ بھی انہی کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان کی عظمت و شرافت اور اہلیت اور اہلیت کے سامنے نمایاں کر دیا گیا تھا تاکہ بعد میں لوگوں کو یہ سمجھنے میں آسانی رہے کہ خلافت کا حقدار کون ہے۔ یہی وجہ تھی کہ کسی طرف سے انہیں امامت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اسے کہتے ہیں پیغمبر کی فراست، جو اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کوئی کام نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے اور وہی حکم دیتا ہے جو وحی اور فطرت الہی کے مطابق ہے۔ اب حکم الہی اور حکم رسول کو قبول کر لینے والوں اور انکار کرنے والوں کے ایمان کا موازنہ آپ خود کرتے رہیں۔ تاہم ہمارے اگلے نکتہ کا موازنہ فرمائیں۔

ہمیں یہ تسلیم ہے کہ حضور نبی کریمؐ نے اپنے بعد ایسی کوئی تحریر نہیں لکھی جس سے جانشینی کا فیصلہ بلا اختلاف ہو جاتا اسی لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کو بعض اصحاب نے تھوڑے سے تردد کے بعد قبول کیا۔ البتہ حضرت

ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کی شان میں حضور نے بہت کچھ فرمایا مگر حضرت ابو بکر کو اپنی زندگی میں اپنے صلے پر نماز کی امامت سہرو کر کے ان کی فضیلت و اہلیت باقی تمام پر نمایاں کر دی۔

مذکورہ بالا چاروں اصحاب کے فضائل حضور نے بیان کئے تھے اس لئے چاروں کو یکے بعد دیگرے خلافت بھی ملتی رہی۔ سب انہیں قبول بھی کرتے رہے پھر بعد والوں کی تکلیف ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ اپنے بزرگوں کی فضیلت بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور پیروی بھی نہیں کرتے۔ کیا ان پر بھی تو ہنوز شک و شبہ تو نہیں؟

خلفائے ثلاثہ کی بیعت کا مسئلہ

گذشتہ سطور میں ہم حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت اور نماز کے لئے ان کی امامت کو جائز ثابت کر چکے ہیں جبکہ حضرات مولائی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو باطل قرار دیتے ہیں اور وہ صرف حضرت علی کی خلافت کو درست مانتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علیؑ خلفائے ثلاثہ کو برحق مانتے ہیں اور یکے بعد دیگرے ان کی بیعت بھی کرتے رہے۔ خلافت کے ناجائز ہونے پر ہی مولائیوں نے استغناء نہیں کیا بلکہ ان کے مومن ہونے کے بھی منکر ہیں۔ اگر ہم بحوالہ بات نہیں کریں گے تو راقم اور قاری دونوں سے انصاف نہیں ہو گا اور مولائی عوام جن کو اپنی کتابوں تک رسائی نہیں اور وہ نہیں مانتے کہ ان کے علماء جو عقائد رکھتے ہیں اور مجالس میں ان کے لئے بیان کرتے ہیں، کن کتابوں میں لکھے ہیں، وہ شک و تذبذب میں رہیں گے اور ہماری

الاشک باتوں کی تحقیق سب کے لئے مشکل ہوگی۔ چنانچہ ہم چند حوالے درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جو ہمارے موضوع یعنی "مولائی اور صحابہ کرام" سے تعلق رکھتے ہیں:

تفسیر قمی میں ہے کہ فلق جنم کی ایک گہرائی ہے جس کی حرارت کی شدت سے اہل جنم بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں اس فلق نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے دم کشی کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت ملنے پر جب دم کھینچا تو تمام جنم بھڑک اٹھا اور اس گہران میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی حرارت سے اس گہران میں رہنے والے بھی پناہ مانگتے رہے ہیں۔ اس صندوق میں چھ آدمی پہلوں میں سے ہوں گے اور چھ پچھلیوں میں سے ہوں گے۔ اول کے چھ آدمی یہ ہیں۔ آدم کا بیٹا جس نے اپنے بھائی کو سب سے پہلے قتل کیا۔ نمرود جس نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ فرعون جس نے موسیٰ سے مقابلہ کیا تھا۔ سامری جس نے سب سے پہلے گاؤں سالہ پرستی سکھائی تھی۔ پانچواں وہ جس نے یہودیوں کو یہودی بنایا یعنی ان سے عزیز کو خدا کا بیٹا کہلوا دیا تھا۔ وہ شخص جس نے نصرانیوں کو نصرانی بنا دیا یعنی تثلیث کو ان کے عقیدے میں داخل کر دیا اور حضرت عیسیٰؑ کو ان سے خدا کا بیٹا کہلوا دیا۔ اور پچھلوں میں سے چھ یہ ہوں گے۔ حضرت اول ابو بکر، جناب ثانی حضرت عمر، مسٹر ثالث حضرت عثمان، چوتھا جس کو نواصب نے چہارم مانا وغیرہ۔ (ضمیمہ مقبول نوٹ نمبر 638)

تفسیر مقبول کا مصنف ایک حدیث کے حوالے سے لکھتا ہے۔ ان پانچ

جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس امت کے گوسالہ ابو بکر کا ہو گا۔ اس میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں ان سے سوال کروں گا تم نے میرے بعد ان دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ثقل اکبر یعنی کتاب خدا میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور رہا ثقل اصغر یعنی اہل بیت رسول ان سے ہم عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا۔ آنحضرت فرماتے ہیں ان سے کہوں گا تمہارے کالے منہ ہوں تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون عمر کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے سوال کروں گا تم نے میرے بعد ثقلین مجھے کیا سلوک کیا۔ وہ جواب دیں ثقل اکبری تو ہم نے تحریف کی اور اسے ہم نے پھاڑ ڈالا اور اس کی مخالفت کی اور رہا ثقل اصغر اس سے ہم نے دشمنی کی اور ان سے لڑے۔ تو میں ان سے کہوں گا تمہارا بھی کالا منہ ہو تم بھی جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امت کے سامری عثمان کا آئے گا۔ ان سے بھی میں یہی سوال کروں گا تم نے میرے بعد میرے متعلقین کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ وہ جواب دیں گے ثقل اکبر کی ہم نے نافرمانی کی اور اسے چھوڑ دیا اور ثقل اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور ان کو ضائع کر دیا۔ تو میں ان سے بھی کہوں گا تمہارا بھی منہ کالا ہو تم جہنم میں پیاسے چلے جاؤ۔ (ضمیمہ مقبول

نوٹ نمبر 7 متعلقہ صفحہ نمبر 99، صفحہ نمبر 58)

تحفۃ العوام میں ہے کہ دسویں محرم کو سو مرتبہ یہ دعا پڑھنی چاہئے ”اے اللہ لعنت کر پہلے ظالم (ابو بکر صدیق) پر جس نے محمد و آلہ محمد کا حق غصب کیا اور اس کے دوسرے پیرو کو جس نے اس کی پیروی کی۔ اے اللہ اس جماعت کو لعنت کر جس نے حسینؑ سے جنگ کی۔ (تحفۃ العوام صفحہ نمبر 328 بمطابق فتاویٰ فاضل عراق ناشر مولائی، جنرل بک ایجنسی ریلوے روڈ، لاہور)

سنی مناظر عباسی نے فوراً بحث کا ایک دروازہ کھولتے ہوئے کہا کہ مولائی لوگ خلفائے ثلاثہ کے ایمان کے منکر ہیں۔ حالانکہ وہ ایماندار نہ ہوتے تو رسول اللہ ان سے رشتہ نہ کرتے۔ مولائی مناظر علوی نے جواب دیا بیشک مولائیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ لوگ اصحابِ ثلاثہ دل و جان سے مومن نہیں تھے۔ البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ (مناظرہ مصر از علامہ حسین بخش جاڑا صفحہ نمبر 57)

غرض مدینہ میں پہنچے تو ابو بکر کے گھر میں منافقوں کا ایک گروہ اکٹھا ہوا۔ جن میں چودہ تو وہی اصحاب عقبہ تھے جنہوں نے حضور کے ناقہ کو بھڑکانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ ان چودہ کے نام یہ ہیں۔ (1) ابو بکر، (2) عمر، (3) عثمان، (4) طلحہ، (5) عبدالرحمن بن عوف، (6) سعد بن ابی وقاص، (7) ابو عبیدہ بن جراح، (8) معاویہ بن ابی سفیان، (9) عمرو بن العاص، (10) ابو موسیٰ اشعری، (11) مغیرہ بن شعبہ، (12) اوس بن حرثانی، (13) ابو ہریرہ، (14) ابو طلحہ انصاری۔ ان کے علاوہ دوسرے بیس منافقوں نے بھی شرکت کی اور صحیفہ پر

چونتیس منافقین نے دستخط کئے۔ (تاریخ اسلام از علامہ محمد بشیر انصاری انصاری پریس ریلوے روڈ لاہور، صفحہ نمبر 397)

6- ابو بکر، عمرو عثمان کی خلافت کے بارے میں جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ خلافت حق ہے وہ عقیدہ بالکل گدھے کے عضو تناسل کے مثل ہے۔ کیونکہ جیسی خلافت ہو ویسا ہی عقیدہ چاہئے۔ (حقیقت فقہ حنفیہ در جواب حقیقت فقہ جعفریہ، حجت الاسلام غلام حسین نجفی جامعہ المنتظر H بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور صفحہ نمبر 72)

7- حضرت عثمان کا والد نامرد اور ماں فاحشہ تھی۔ (تذیبہ الانساب فی قبائل الاعراب، شیوخ الاصحاب صفحہ نمبر 66 از محمد ماہ عالم چشتی 1919ء نور المطاع لکھنؤ)

8- ضحاکہ ہاشم بن عبد المناف کے گھر کی جشیہ باندی چری لنگوٹی باندھ کر اونٹ پرانے جایا کرتی تھی۔ وہاں ثقیل بن عبدالغری اس پر قادر ہوا۔ جس سے خطاب پیدا ہوا اور پھر نفیل کے بعد خطاب جوان ہو گیا۔ خطاب نے ضحاکہ کو جنوایا۔ لیکن حتمہ کے پیدا ہوتے ہی گھر سے باہر ڈالوا دیا گیا۔ اتفاقاتاً ابو جہل فال فاروق کا باپ ہشام بن مغیرہ اسے گھر لے گیا اور اس کی پرورش کی۔ جب حتمہ جوان ہو گئی تو خطاب کا اس سے نکاح ہو گیا جس سے حضرت فاروق پیدا ہو گئے۔ (تزییہ الانساب فی قبائل الاعراب، شیوخ الاصحاب مولوی محمد ماہ عالم چشتی نور المطاع لکھنؤ صفحہ نمبر 23)

9- ابو بکر ر عمر شیطان کے ایجنٹ تھے۔ ”مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے کوئی نئی بات نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول اور نبی اور محدث گزرے ہیں ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے آرزو میں کوئی نہ کوئی اڑنگا لگا ہی دیا جیسے یہاں اس نے اپنے دونوں ایجنٹ ابو بکر اور عمر بھیج دیئے۔ (قرآن مجید ترجمہ مولوی مقبول دہلوی افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور۔ بار پنجم استقلال پریس لاہور، صفحہ نمبر 674 تفسیر سورۃ الحج)

10- عیاش نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلعم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو چار اشخاص (1) علی بن ابی طالب، (2) مقداد، (3) سلمان، (4) اور ابو ذر کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ راوی نے پوچھا عمارؓ کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ حضرت نے فرمایا اگر ان کو پوچھتے ہو جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا تو وہ یہی تین اشخاص ہیں۔ حیات القلوب اردو ترجمہ جلد دوم مؤلف علامہ مجلسی مترجم مولوی بشارت حسین کمال مرزا پوری امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور صفحہ نمبر 923)

11- بسند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادقؑ از جائے نماز خود بر نمی خواستند تا چہار ملعون و چہار ملعونہ را لعنت نمی کردند۔ پس باید بچ از ہر نماز بگوئید اللہم العن ابابکر و عمر و عثمان و معاویہ و عائشہ و حفصہ و ہندہ و ام حاکم۔ ترجمہ: معتبر سند سے منقول

ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اپنے مصلے سے اس وقت تک نہیں اٹھے تھے جب تک چار ملعونوں اور چار ملعونہ پر لعنت نہیں کر لیتے تھے۔ پس ہر نماز کے بعد یہ کہنا چاہئے کہ یا اللہ لعنت کر ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ، عائشہ، حفصہ، ہندہ اور ام حاکم پر۔ (عین الحیات تالیف مولانا محمد باقر مجلسی طبع ایران صفحہ نمبر 599)

12- ایک عزیز آیا بعد از این حدیث کہ ہمہ عامہ روایت کردہ الا ہیج عاقل را مجال آن ہست کہ شک کند در کفر عمر و کفر کسی کہ عمر را مسلمان داند۔

ترجمہ: اے عزیز! اس حدیث کے بعد جسے سب نے روایت کیا ہے کیا کسی کی مجال ہے کہ عمر کے کفر میں اور عمر کو مسلمان سمجھنے والے کے کفر میں شک کرے۔ (جلال العیون فارسی علامہ محمد باقر مجلسی جلد اول صفحہ نمبر 63)

ابو بکر صدیقؓ کو مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوا

13- ابو بکر ہنگام مرگ قدرت گفتند لا الہ الا اللہ رانداشت۔

ترجمہ: ابو بکر میں موت کے وقت لا الہ الا اللہ پڑھنے کی قدرت نہ رہی۔ (اسرار آل محمد تالیف سلیم بن قیس کوفی متوفی 90ھ صفحہ نمبر 211، مذہب مولائی کی دنیائے کائنات میں سب سے پہلی اور مستند کتاب)

14- حضرت سلمان بیان کرتے ہیں، یعنی پیغمبر نے فرمایا ایک وقت آئے گا میرے بھائی علی مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوں گے کہ ایک جماعت دوزخ کے کتوں کی اس پر حملہ کرے گی اور اس کے دوستوں کو

قتل کرنے کا ارادہ کرے گی۔ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ جنہی کتے تم لوگ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر اپنی تلوار کھینچ کر سلمان کے قتل کے ارادے سے جھپٹے۔ امیر المومنین یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھے اور عمر کا گلا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا..... الخ۔ (مناظرہ حسینیہ مترجم مولوی سید بشارت حسین کمال مرزا پوری امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور صفحہ نمبر 76)

10- عن ابی جعفر علیہ السلام قال: ذکر الناصب فقال: لا

تناکھم ولا تاکل ذبیحتهم ولا تسکن معہم۔ ابو جعفر ناصبیوں (ستیوں) کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ نکلح کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کے ساتھ رہنا حرام ہے۔ اسی صفحہ پر اس سے پہلے والی روایت میں ستیوں کو کافر بھی کہا گیا ہے۔ (تہذیب الاحکام جلد ہفتم تالیف ابی جعفر محمد بن الحسن طوسی المتوفی 420ھ طبع ایران صفحہ نمبر 303)

محترم قارئین آپ نے حوالوں کا مطالعہ فرمایا۔ یہ حوالے اپنی تفسیر آپ ہیں۔ البتہ چند نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانے کی اجازت چاہتا ہوں۔

1- اس کتاب میں جو حوالہ جات مذہب مولائی کی کتب سے آپ کے لئے درج کئے جا رہے ہیں۔ میں خود مولائی ہوتے ہوئے بھی ان میں سے بہت کم جانتا تھا البتہ میرا ایمان و اعتقاد وہی تھا جو مولائیوں کا ہے۔ جب علمائے دیوبند سے میرا مناظرہ ہوتا تھا تو ان شرمناک حوالوں کے سامنے آجانے پر تقیہ کا سارا بھی نہ

لے سکتا تھا۔ یہ کہہ دینا کافی نہیں ہوتا کہ اگر کتاب میں لکھا ہوا بھی ہے تو میں اس کو نہیں مانتا کیونکہ (الف) تمام مولائی تو مانتے ہیں میں اکیلا کیسے نہیں مانتا۔ (ب) جب اچھے عقائد اپنی کتابوں سے لئے گئے ہیں تو بڑے عقائد جو انہی کتابوں میں درج ہیں کیوں قابل قبول نہیں۔ (ج) کتاب تو پہلے صفحے سے لے کر آخری صفحے تک میری ہے جس میں فلاں فلاں باتیں درج ہیں پھر کتاب کے کچھ حصے کو اپنا نہ مان کر فرار کی جگہ کہاں رہ جاتی ہے۔ (د) جب مولائی علماء و عوام ان عقائد بد کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں اور میں خود اس کا شاہد و گواہ و ناظر و عاقل ہوں تو زبانی انکار دروغ گوئی بھی ہے اور اپنے آپ کو تاحیات دھوکے میں رکھنے والی حرکت بھی ہے جو ایک بھاری چیز ہے جسے کوئی بھی نہیں اٹھا سکتا یا کم از کم یہ بندہ ناچیز تو نہیں اٹھا سکتا تھا لہذا ایسے عقائد سے تائب ہوا اور مذہب اہل سنت کو قبول کیا۔

2- کیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مومنین کی جماعت جو کہ ان کی عین حیات میں لاکھوں کی تعداد میں تھی یہی تربیت کی تھی کہ دو چار کے سوا باقی تمام کافر و مرتد ہو گئے؟

3- کیا قرآن نے ایسے ہی گروہ کو خیر اُمَّة کے عظیم لقب سے یاد کیا تھا۔ جن کے دلوں میں بقول مولائی کفر و منافقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جو پیغمبر کے آنکھ بند کرتے ہی کھل کر سامنے آگئی۔

4- کیا نبی اکرمؐ انہیں پہچان نہ سکے اور جنت کی بشارت دے دی اور ان کی

تعمیراتوں کے پل باندھ دیئے۔ حالانکہ قرآن میں لکھا ہے کہ اے پیغمبر تو منافقوں کو ان کے بات کرنے کے لہجے سے پہچان لے گا۔

ام جانتے ہیں کہ قرآن میں سابقہ آسمانی کتب کے حوالے سے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ساتھی آپس میں نہایت نرم دل ایک دوسرے پر رحیم ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ اہل سنت والجماعت کے علمائے جو ہر ہائے حدیث مرتب کئے ہیں ان میں بھی صحابہ کرام کی شان بیان ہوئی ہے بہت سے صحابہ بشمول ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ نام لے کر بھی تعریف بیان ہوئی ہے اور ان کے اعمال صالحہ سراہا گیا ہے۔ مگر جو حدیث کی کتابیں مولائیوں نے مرتب کی ہیں ان میں انہی حضرات کو جنہی، مرتد، کافر اور دوزخ کے کتے وغیرہ بتایا گیا ہے۔ کیا یہ دونوں قسم کے بیانات اسی ایک پیغمبر کے ہیں جن کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

ایک بادشاہ کے پاس صبح صبح ایک ضرورت مند مسخرہ چلا گیا۔ بادشاہ سے کہا آج آپ کے پتا جی (والد بزرگوار) مجھے خواب میں ملے اور کہا کہ تم میرے بیٹے کے پاس چلے جانا اور کہنا کہ وہ تمہیں پانچ سو روپے دے۔ وہ دے گا۔

بادشاہ اس کی چال سمجھ گیا کہنے لگا کہ پتا جی آج مجھے بھی خواب میں ملے مسخرے نے فوراً بات کاٹ کر پوچھا کہ آپ کو کہا تھا کہ مجھے پانچ سو روپے

دے دیں۔ بادشاہ نے کہا نہیں۔ مجھے تو انہوں نے کہا تھا کہ فلاں مسخرہ آئے گا اسے پانچ سو جوتے مارنا۔ مسخرے نے کہا پھر تو آپ کا باپ بڑا..... ہے۔ مجھ سے کہو کہہ گیا ہے آپ کو کچھ کہہ گیا ہے۔

علماء عوام سے دست بستہ عرض کہ ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا ہم نے صرف آئینہ دکھایا برانہ مانینے گا۔ بلکہ تدبیر و تفکر سے کام لیجئے گا۔

6- پیچھے حوالہ نمبر 6 دوبارہ پڑھیں اور غور فرمائیں کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت جس کو حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بھی قبول کیا تھا اور دیگر صحابہ نے بھی قبول کیا تھا، مولائی حضرات رد کرتے ہوئے کتنے غیر منہذب اور غلیظ قسم کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ کیا ایسے الفاظ جنہیں ہم دہرا: بھی پسند نہیں کرتے کیا دینی کتابوں میں لکھنے کے قابل ہیں؟

7- حوالہ نمبر 15 کے مطابق سنی، مولائیوں کے نزدیک ایسے کافر ہیں کہ ان کے ہاتھ نکاح جائز نہیں، ان کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز ہے۔ ان کا کیا قصور ہے؟ یہی ناکہ انہوں نے حضرت علیؑ کی پیروی میں خلافت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمان کو جائز سمجھا اور حدیثوں میں بیان کئے گئے۔ فضائل کے معتقد ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سمجھا جن کی صفت و ثنا آسمانی کتب نے بھی کی ہے اور حضرت محمدؐ کی رسالت کی صداقت کا نشان سمجھا۔ کیونکہ رسول اللہ کے ساتھیوں سے مراد وہی اولین مومنین ہو سکتے ہیں۔ اگر آج کے دور میں ہم یہ دعویٰ

کریں کہ ہم بھی رسول اللہ کے وہی ساتھی ہیں جن کا ذکر سابقہ کتب و تالیف میں آیا ہے تو یہ غلط ہو گا۔ کیونکہ اب ہم آپس میں رحم دل اور کفار پر سخت نہیں ہیں بلکہ ہمارے اعمال اس درجہ پر نہیں ہیں۔

اب ایک اختلافی مسئلہ حل طلب رہ جاتا ہے کہ ہمارے اس کہنے پر کہ حضرت علیؑ اور ان کے دیگر عزیزوں اور ساتھیوں نے بھی خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی تھی، مولائی حضرات کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے تو بیعت نہیں کی تھی۔ یہ سنا لے گا کہ مولائیوں کی کتابوں سے حل کریں گے تب مولائیوں میں صاحب کرامت حضرات غور فرمائیں گے۔

حضرت علیؑ نے حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت کی

میں اپنے جاننے والے مولائی علماء اور عوام سے اور خاص طور پر اپنے رشتہ داروں سے زیادہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ ضرور اس مسئلے کی روح اور اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اب چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے:

امد بن علی بن ابی طالب طبری لکھتا ہے۔

لَمَّا تَنَاوَلَ يَدَ أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ

ترجمہ: پھر علیؑ نے ابو بکر کا دست مبارک پکڑ کر بیعت کی۔

(احتجاج طبری جلد 1 صفحہ 110 مطبوعہ نجف عراق)

قَالَ أُسَامَةُ لَهُ هَلْ بَايَعْتَهُ قَالَ نَعَمْ يَا أُسَامَةُ۔ ترجمہ: حضرت

اسامہ نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ابو بکر کی بیعت کی ہے

لَمْ مَدَّيْدَهُ فَبَايَع

(امہ: پھر حضرت علی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر حضرت عثمان کی بیعت کی۔ (تاریخ التواریخ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 87 باب تاریخ الخلفاء ذکر بیعت علی باعثمان)

امام منتخب کرنے کا حق صرف شوریٰ کو ہے

حضرت علی نے امیر معاویہ کو خط لکھا جس میں حقیقت بیعت کا اظہار کیا گیا۔

اللّٰهُ يَا يَعْنِي الْقَوْمَ الَّذِينَ بَايَعُوا اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ
عَلَى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَخْتَارُو
لَا لِلغَائِبِ اَنْ يَرُدَّ وَ اِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ
وَالْاَنْصَارِ فَاِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَ سَمُوهُ اِمَامًا
كَانَ ذَلِكَ لِلّٰهِ رَضِيَّ-

(امہ: بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان کی بیعت کی تھی۔ بیعت بھی اسی بات پر کی ہے جس پر ان لوگوں کی بیعت کی تھی۔ اس لئے کسی بھی حاضر کو قبول کرنے یا رد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور غائب پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اللہ نہ کرے۔ شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔ اگر وہ کسی شخص کے بارے میں اتفاق کریں اور اپنا امام تسلیم کر لیں تو

تو حضرت علی نے فرمایا ہاں اے اسامہ (میں بیعت کر چکا ہوں) (احتجاج طبری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 110)

حضرت علیؑ نے تین خلفاء کی بیعت کی

3- حضرت علی نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

فَبَايَعْتُ اَبَا بَكْرٍ كَمَا بَايَعْتُمُوهُ فَبَايَعْتُ عُمَرَ
كَمَا بَايَعْتُمُوهُ فَوَفَّيْتُ لَهُ بَيْعَتَهُ حَتَّى لَمَّا قَتَلَ جَعَلَنِي
سَادِسَ سِتَّةٍ فَدَخَلْتُ حَيْثُ اَدْخَلَنِي وَ كَرِهْتُ اَنْ
اُفْرَقَ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ وَ اَشَقَّ عَصَالَهُمْ فَبَايَعْتُمْ
عُثْمَانَ فَبَايَعْتَهُ

ترجمہ: میں نے ابوبکر کی بیعت کی جس طرح تم نے بیعت کی۔ پھر میں نے عمر کی اسی طرح بیعت کی جس طرح تم نے ان کی بیعت کی۔ پس میں نے عمر کی بیعت کا حق پوری طرح ادا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ شہید ہوئے تو انہوں نے مجلس شوریٰ کے چھ ارکان میں سے مجھے بھی اس کا رکن بنایا۔ میں نے اس مجلس کی رکنیت قبول کی اور مسلمانوں کی جماعت میں فرقہ بندی قبول نہ کی۔ پھر تم نے عثمان کی بیعت کی تو میں نے بھی ان کی بیعت کی۔ (امالیٰ شیخ طوسی جلد نمبر 2 صفحہ 121 طبع قم ایران)

4- مولائیوں کا مؤرخ شہیر مرزا محمد تقی سپر المتوفی 1297ھ لکھتا ہے:

اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی شامل ہے۔

(نوح البلاغہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 10)

ان حوالوں سے بات بالکل صاف ہو گئی ہے اور جو جو اعتراضات مسائل حضرات بیعت خلفائے ثلاثہ پر کرتے ہیں ان کا جواب ان میں وضاحت و صراحت سے آگیا ہے۔ مثلاً

1- حضرت علی نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت نہیں کی تھی۔

2- تینوں خلفاء نے حضرت علی کا حق غصب کیا تھا جبکہ حضرت علی کے

قول سے بیعت ثابت ہے۔

3- تینوں نے زبردستی لوگوں سے بیعت لی تھی۔

4- پہلے تینوں خلیفوں کا خلافت پر حق نہیں تھا یعنی وہ برحق نہیں تھے۔

5- حضرت علی انہیں برحق تسلیم نہیں کرتے تھے۔

6- حضرت علی خلیفہ بلا فصل تھے۔ حالانکہ حضرت علی خود ترتیب بتا رہے

ہیں۔

7- خلافت تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ جبکہ حضرت علی فرماتے ہیں

جن پر مہاجرین و انصار اتفاق کر لیں وہ خلیفہ و امام برحق ہوتا ہے۔

اے گروہ علمائے مولائی! اب بتائیں آپ کی ان گالیوں بھری تحریروں اور

تقریروں کا کیا کریں جن کی زد میں حضرت علی بھی آ رہے ہیں۔ جنہوں نے ابو بکر

و عمرو عثمان کو کافر نہیں سمجھا بلکہ برحق خلیفہ المسلمین سمجھ رہے ہیں جبکہ آپ

اپنی کافر و مرتد اور جہنمی کتے بتا رہے ہیں۔

حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کی بیعت کی

پس ثابت ہوا کہ مولائیوں کی بیان کردہ روایتوں اور حدیث میں کوئی

تفاوت نہیں حد یہ ہے کہ رسول اللہ کی زبانی صحابہ کو دوزخ کے کتے کہلوانے

کا حکم دیا گیا تھا۔ کتے تو جہنم میں نہیں جائیں گے کیونکہ ان پر کوئی خدائی

قلم لگا نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو انہیں دوزخ کا

مورد لکھوائے۔ اگر دوزخ میں کتے ہوں گے تو لوگوں کو ان سے ملایا جائے گا۔

لہذا حضور کو علم نہ تھا کہ جہنم میں کتے نہیں ہوتے؟

جی تو چاہتا ہے کہ اب تمام گالیاں ایک ایک کر آپ لوگوں کی طرف لوٹا

اوں مگر میں دلیل سے کام لینے کا قائل ہوں۔ عاجز آ کر بھی گالیں دینے کا قائل

نہیں ہوں اور اپنی قلم کو آلودہ نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

بیعت کی بات چل رہی ہے تو یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ

حضرت علی کے بعد امام حسن خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ مگر اسی قاعدہ کے مطابق جو

بلاشبہ خلفاء سے راجح چلا آ رہا تھا۔ مگر امام حسن لوگوں میں اختلافات دیکھ کر حضرت

امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے اور حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی

گئی۔ اس مضمون کے بھی چند حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

فَلَمَّا يَا حَسَنُ قِم فَبَايَعُ فَقَامَ فَبَايَعُ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ قِم

فَبَايَعُ فَقَامَ فَبَايَعُ ثُمَّ قَالَ يَا قَبْسُ قِم فَبَايَعُ فَالْتَفَتَ اِلَى

الْحُسَيْنِ يَنْظُرُ مَا يَأْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ إِنَّهُ إِمَامِي
الْحَسَنُ-

ترجمہ: پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن سے فرمایا
حسن انھیں اور بیعت کریں پس حضرت حسن اٹھے اور بیعت کی
حضرت حسین سے فرمایا اے حسین انھیں اور بیعت کریں پس
حسین اٹھے اور بیعت کی۔ پھر قیس سے فرمایا اے قیس اٹھ کر بیعت کر
تو اس نے حضرت حسین کی طرف دیکھا کہ وہ کیا حکم کرتے ہیں۔
حسین نے فرمایا کہ حسن میرا امام ہے جب وہ بیعت کر چکے تو تجھے
بیعت کرنی چاہئے۔ (رجال کشی صفحہ نمبر 110 ذکر قیس بن مسعود بن
مطبوعہ نجف)

2- مولائیوں کا رئیس المحدثین شیخ صدوق قتی لکھتا ہے۔

عَنْ عَامِرٍ قَالَ بَايَعَ الْحَسَنُ بِنِ عَلِيٍّ مَعَاوِيَةَ

ترجمہ: عامر سے روایت ہے کہ حسن بن علی نے معاویہ کی بیعت
کی۔ (علی الشرائع صفحہ نمبر 218 طبع ایران)

3- قَدْ بَايَعْتُهُ.....

ترجمہ: تحقیق میں معاویہ کی بیعت کر چکا ہوں۔ (امام حسن کا فرمان
ہے) ناخ ہاتوارخ جلد اول صفحہ 571 فی کلام مواضع ایران، کشف
الغمرہ جلد اول صفحہ نمبر 230 زندگانی امام حسن مجتبیٰ مطبوعہ ایرانی)

حضرت حسن کا قاتل کون

وَاللَّهُ إِنَّ مَعَاوِيَةَ خَيْرٌ لِّيَ مِنْ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ لِي
شِيْعَةٌ ابْتَغَوْا قَتْلِيَّ وَنَتَهَبُوا ثَقْلِيَّ وَأَخَذُوا مَالِيَّ

ترجمہ: اللہ کی قسم معاویہ میرے لئے ان سے بہتر ہیں جو اپنے آپ
کو میرے مولائی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے مجھے قتل کرنے کا
ارادہ کیا۔ میرا سامان چھینا اور مال لوٹ لیا۔ (احتجاج طبری جلد دوم
صفحہ نمبر 10 مطبوعہ نجف اشرف اور جلاء العيون جلد نمبر 1 صفحہ نمبر
404 زندگانی امام حسن مجتبیٰ)

علی و معاویہ دونوں مومن ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ- هَذَا مَا صَلَّحَ عَلَيْهِ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي
سُفْيَانَ صَلَّحَهُ عَلِيٌّ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِمْ بَكْتَابِ اللَّهِ وَ
سُنَّتِهِ رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
بِسِيْرَةِ خُلَفَاءِ رَاشِدِينَ-

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم
کرنے والا ہے۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر حسن بن علی بن ابی طالب
نے معاویہ بن سفیان سے صلح کی۔ ان مسلمانوں کے معاملات میں
کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین

کی سیرت پر عمل کیا جائے گا۔ (تاریخ التواریخ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 224
زندگانی امام حسن کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 570)

6- كَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَا التَّقِينَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَ
ظَاهِرَانَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِينَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي
الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتُ زِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللَّهِ وَ
تَصْدِيقِ بُرْسُلِهِ وَ لَا يَسْتَزِيدُكُمْ الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا
مَخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عَثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بَرَاءَةٌ

ترجمہ: ہمارا معاملہ اس وقت شروع ہوا جب ہمارے اور اہل شام کے
درمیان مقابلہ ہوا۔ بات یہ تھی ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک نبی ایک
اسلام میں ہماری دعوت ایک ہم ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول
میں ان سے زیادہ نہیں اور نہ ہی وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ بات ایک ہی
سب ہمارا اختلاف عثمان کے خون میں تھا۔ حالانکہ ہم اس سے بری
ہیں۔ (صحیح ابلاغ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 118 مطبوعہ مصر)

قرعین گرام! آپ نے دیکھ لیا کہ خود مولائیوں کی کتابوں سے ظاہر ہے
امام حسن نے امیر معاویہ کی بیعت کی اور انہیں ان لوگوں سے بہتر گردانا جو
کے طرفدار کہلاتے تھے۔ ان طرفداروں یعنی ان کے مولائیوں نے ہی ان
تعمارت حملہ کیا تھا اور ان کا سامان لوٹا تھا۔ امام حسن کے ساتھ ساتھ امام
نے بھی معاویہ کی بیعت کی تھی۔ (واضح رہے کہ ہم حضرت معاویہ کو خلفاء

اللہ میں شمار نہیں کرتے)

آپ لوگوں سے میرا یہ سوال ہے کہ امام حسن اور امام حسین نے معاویہ
کو سلطان سمجھتے ہوئے بیعت کی تھی یا کافر سمجھ کر؟
اسی طرح حضرت علی نے امیر معاویہ کو اپنے جیسا مومن کہا تھا اور واضح کیا
تھا کہ امیر معاویہ کے ساتھ ان کے اختلاف ایمان کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ خون
امان کی وجہ سے تھے۔

حضرت علی کے اس قول کے بعد ہم مسلمانوں کے پاس حضرت معاویہ کو
سلطان نہ ماننے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ کسی صاحب اقتدار سے اختلاف ہونا یا
ان کے خلاف بغاوت کرنا بہر حال کفر کے زمرے میں نہیں آتا۔

اب یہ خاکسار مولائی حضرات کو بجا طور پر دعوت دے سکتا ہے کہ آؤ سب
لی کہ حضرت علی اور حسین شریفین کی پیروی کرتے ہوئے چاروں خلفاء کو
اللہ کے راشدین مانیں اور ان کا ویسا ہی احترام کریں جیسا امام حسن نے کیا اور
اسی طرح سب محمد و آل محمد کے دین پر قائم ہو جائیں اور اللہ کی رسی کو مضبوط
کھالیں اور تفرقہ بازی کو ختم کریں تاکہ بحکم قرآن محمد رسول اللہ یہ نہ کہہ دیں
کہ ہمارے سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو حق پہچاننے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

صحاب رسول اور اہل بیت سے رشتہ ناطے

حضرت ابو بکر صدیق اور اہل بیت

1- یہ بات مسلمہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی ہیں۔ اس

لئے حضرت ابو بکر صدیق حضور کے سر ہیں۔

حضور کو حضرت عائشہ سے بے حد محبت تھی۔ آخری ایام میں آپ انہی

کے حجرہ میں مقیم تھے اور ان کی لحد مبارک بھی اسی حجرے میں بنائی گئی۔

2- ابو بکر صدیق حضرت امام جعفر صادق کے نانا ہیں۔ امام جعفر صادق نے فرمایا

ابو بکر صدیق میرے نانا ہیں کیا کوئی اپنے اباؤ اجداد کو گالی دینا پسند کرے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مرتبہ و عزت نہ بخشے اگر میں صدیق کو مقدم نہ

سمجھوں۔ (احقاق الحق جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 30 مطبوعہ ایران)

3- مولائوں کا محدث سید نعمت اللہ جزائری متوفی 1112ھ لکھتا ہے بیشک آئمہ

کرام علیہم السلام حضرت ابو بکر صدیق کی نسل سے ہیں کیوں حضرت

صادق علیہ السلام کی والدہ ام فروہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی دختر ہیں۔ (انوار

العمانیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 60 مطبوعہ ایران)

4- مولائوں کا سکتہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی المتوفی 328ھ لکھتا ہے

حضرت جعفر صادق کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں اور ام

فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں۔ (اصول کافی جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 472 کتاب الحجرت)

یہی وجہ ہے کہ امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے وَوَلَدَنِي أَبُو بَكْرٍ

الصِّدِّيقِ هَرَّتَيْنِ۔ یعنی ابو بکر صدیق نے دو طرف سے جنا۔ یعنی ان

کے پوتے اور پوتی کی اولاد ہوں۔ (احقاق الحق جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 29 طبع

نجف اور تصحیح المقال فی علم الرجال جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 73 من فصل

انساء)

5- اسماء بنت عمیس نے اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی کے

ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں حضرت جعفر سے عبداللہ اور محمد اور

عون پیدا ہوئے۔ جب حضرت جعفر 8ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو

پھر اسماء سے (جو کہ حضرت علی کی بھابی تھیں) حضرت ابو بکر نے نکاح کیا۔

اسماء بنت عمیس سے حضرت ابو بکر کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے اور جب

حضرت ابو بکر فوت ہوئے تو اسماء سے حضرت علی نے شادی کی جس سے

آپ کو یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر

28 طبع ایران)، (احتجاج طبری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 126)، (فتی الامم جلد

نمبر 1 صفحہ نمبر 213 ذکر محمد بن ابی بکر بن ابی قحافہ

- 6- حضرت ابو بکر کی پوتی یعنی عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ کا نکاح مدائنی روایت کرتا ہے کہ حضرت حسن نے عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی حفصہ سے نکاح کیا۔ (ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 5 مطبوعہ بیروت، تاریخ التواریخ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 268 ذکر زوجات امام حسن طبع ایران)
- 7- زید امام حسن کے بیٹے ہیں۔ حضرت حسین کی شہادت کے بعد جب حضرت عبداللہ بن زبیر نے خلافت کا دعویٰ کیا تو زید نے فوراً ان کی بیعت کی چونکہ زید والدہ کی طرف سے بھی ام الحسن کے بھائی تھے۔ اس لئے انہوں نے ان کا نکاح عبداللہ بن زبیر کے ساتھ کر دیا۔ جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا گیا تو زید اپنی ہمیشہ کو مکہ سے مدینہ لے گئے۔ (تاریخ التواریخ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 271 زندگانی امام حسن طبع ایران، مختصر الاعمال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 243 ذکر اولاد امام حسن مطبوعہ ایران)

حضرت عمر اور اہل بیت

- 1- حضرت عمر کی دختر حضرت حفصہ 3ھ میں حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ اس طرح حضرت عمرؓ بھی حضورؐ کے سر ہوئے۔
- 2- ام کلثوم بنت علی جو کہ حضرت عمر بن خطاب کی زوجہ تھیں ان کا اور ان کے بیٹے زید دونوں کے جنازے ایک ساتھ رکھے گئے۔ (سندائی شریف کتاب الجنازہ باب اجتماع جنازہ الرجال والنساء، فروع کافی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر

115 کتاب الطلاق مطبوعہ ایران)

- سلطان بن خالد روایت کرتا ہے میں نے جعفر صادق سے ایک عورت کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو وہ عورت عدت کہاں گزارے۔ اپنے شوہر کے گھر میں یا جہاں چاہے تو امام نے فرمایا۔ جہاں چاہے۔ اس کے بعد فرمایا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی ام کلثوم کے پاس آئے اور ان کو ہاتھ سے پکڑ کر عدت گزارنے کے لئے اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئے۔ (فروع کافی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 115 مطبوعہ ایران، استبصار جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 352 باب المتوفی عننا زوجنا، تہذیب الاحکام جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 161 فی عدد النساء)
- حضرت ام کلثوم جو کہ حضرت فاطمہؑ کے بطن مبارک سے تھیں حضرت عمر بن خطاب کے نکاح میں آئیں۔ جن سے زید پیدا ہوئے۔ (عمدة الطالب فی التساب آل ابی طالب صفحہ نمبر 63 عقب امیر المؤمنین)

حضرت عثمان غنی اور اہل بیت

- 1- حضرت عثمانؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں اور انہیں ذوالنورین کہتے ہیں یعنی دو نوروں والا۔ کیونکہ حضور اکرمؐ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگر حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں یہ وقت اور زمانہ نزول قرآن کا زمانہ تھا۔
- مولائیوں کا محدث شیخ محمد مدنی الخیری لکھتا ہے حضرت رقیہ رسول اللہؐ کی

جینی تھیں۔ دور جاہلیت میں حضرت عثمان کے ساتھ انکی شادی ہوئی تھی جن سے عبداللہ نامی ایک صاحبزادے پیدا ہوئے تھے۔ رقیہ نے حضرت عثمان کے ساتھ پہلے حبشہ پھر مدینہ ہجرت کی۔ آپ 2ھ میں فوت ہوئیں۔ اس وقت رسول اللہ بدر کی لڑائی میں مشغول تھے۔ ان کا بیٹا عبداللہ چھ سال کی عمر میں 6ھ میں فوت ہوا۔ رقیہ کی وفات کے بعد 3ھ ہجری میں حضرت عثمان نے ام کلثوم کے ساتھ شادی کی جو ماہ شعبان 7ھ میں فوت ہوئی۔ (شجرہ طوہی صفحہ 242، المجلس العاشر مطبوعہ نجف)

2- عبداللہ بن جعفر حمیری قتی المتوفی 292ھ امام حسن عسکری کا خاص شاگرد ہے جو ہارون بن مسلم سے روایت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے سعد بن صدقہ نے بیان کیا کہ حضرت جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور کی زوجہ مطہرہ خدیجہ سے قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ فاطمہ کی شادی حضرت علیؑ کے ساتھ ہوئی اور زینب کا نکاح حضرت ابوالعاص سے ہوا اور ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ رخصتی سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ پھر حضرت رسول اللہ نے رقیہ کا نکاح بھی حضرت عثمان کے ساتھ کر دیا۔ (قرب الاسناد صفحہ 706 مطبوعہ ایران، تصحیح المقال جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 73 من فصل النساء)

3- حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت عثمان سے فرمایا۔ اے عثمان آپ رشتے میں

رسول اللہؐ ان دونوں (ابوبکر و عمر) سے زیادہ قریب ہیں۔ تمہیں رسول اللہؐ سے دامادی کا شرف حاصل ہے جو کہ ان دونوں کو حاصل نہیں۔ (نسخ البلاغہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 322 مطبوعہ مصر)

4- حضرت عثمان کا نسبی تعلق نبی اکرمؐ اور حضرت علی سے تیسری پشت میں عبدالمناف سے ملتا ہے۔ حضورؐ کا سلسلہ نسب محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمنفی۔ حضرت علی المرتضیٰ کا سلسلہ نسب علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمنفی۔

حضرت عثمان بن عفان کا سلسلہ نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالمطلب بن عبدالمنفی۔ ان کا سلسلہ نسب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عبدالمناف سے ملتا ہے۔ (فیض الاسلام شرح نسخ البلاغہ صفحہ نمبر 528 مطبوعہ ایران، تاریخ التواریخ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 88 مطبوعہ ایران)

5- مولائیوں کا رکن السلام شیخ محمد ہاشم خراسانی شہدی المتوفی 1352ھ لکھتا ہے کتاب الامانی سے نقل کیا گیا ہے کہ سیکینہ کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن حسن مجتبیٰ تھے۔ اس کے بعد لکھتا ہے۔ پس وہ شہید ہو گئے۔ بی بی سیکینہ سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جب وہ بزرگ عاشورہ کے دن شہید ہوئے تو مصعب بن زبیر بن عوام نے اس بی بی سے شادی کر لی۔ کتاب حبیب اسیر میں لکھا ہے کہ مصعب کے بعد یہ بھی بی بی حضرت عبداللہ بن عثمان بن عفان کے نکاح میں آئیں۔ (مختب التواریخ صفحہ نمبر 246 باب

پنجم در ذکر اولاد سید الشہداء

ابن ابی الحدید متوفی 656ھ شرح نوح ابلانہ جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 106
مناکحات بنی ہاشم و بنی عبد الشمس مطبوعہ بیروت میں لکھتا ہے عبد اللہ بن
بن عثمان حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کی صاحبزادی حضرت فاطمہ
بنت حسین سے شادی کی۔

7- حضرت عثمان کے پوتے مروان بن ابان نے حضرت امام حسن کی پوتی سے
شادی کی۔

کتاب النسب قریش جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 53 تذکرہ ام کلثوم بحوالہ محمد
جعفریہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 208

8- ابان بن عثمان کے نکاح میں ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر تھیں۔ (حضرت
جعفر حضرت علی کے بھائی ہیں)

المعارف لابن قتیبہ صفحہ نمبر 210 طبع دارالمعارف مصر بحوالہ محمد جعفریہ
جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 211)

9- مولائیوں کا محدث ابن شہر آشوب متوفی 588ھ لکھتا ہے حضرت حسینؑ
نے عائشہ بنت عثمان کا رشتہ حضرت حسن کے لئے مانگا تو وہ رشتہ ہو گیا۔
حضرت امام حسن کی وفات کے بعد حضرت حسینؑ نے حضرت عائشہ سے
شادی کر لی۔ (منقب آل ابی طالب جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 40-39 مطبوعہ قم
ایران)

۱۰- امیر اور بنو ہاشم کے مزید رشتے

1- زید بن حسنؑ کی ایک صاحبزادی جن کا نام نفیسہ تھا وہ ولید بن عبد الملک
بن مروان کی زوجہ تھیں۔ ان کا انتقال مصر میں ہوا۔ وہیں ان کی قبر ہے
جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ (عمدة الطالب صفحہ نمبر 70 عقب زید بن
حسنؑ منتہی الامال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 244 ذکر اولاد ابوالحسن زید بن حسن)

2- حسنؑ کی دو بیٹیوں ام کلثوم اور رقیہ کے تفصیلی حالات تو معلوم نہیں
ہیں۔ البتہ زینب کا نکاح عبد الملک بن مروان کے ساتھ ہوا تھا اور فاطمہ کا
نکاح معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیار کے ساتھ ہوا تھا۔ (منتہی الامال جلد
نمبر 1 صفحہ نمبر 250 ذکر فرزند ان حسن بن الحسن بن علی۔ تاریخ التواریخ جلد
نمبر 2 صفحہ 336 زندگانی امام حسن مجتبیٰ طبع ایران)

3- حضرت ام حبیبہ حضرت محمدؐ کی زوجہ تھیں وہ حضرت معاویہ کی بہن اور ابو
سفیان کی دختر تھیں۔ (تاریخ التواریخ جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 221 مطبوعہ ایران)
4- حضرت معاویہؓ کا نسبی تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی المرتضیٰ کے
تیسرے دادا عبدالمناف کے ساتھ ملتا ہے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان بن
حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبدالمناف۔ (تاریخ التواریخ جلد نمبر 4 صفحہ
نمبر 127 ذکر معاویہ بن ابی سفیان مطبوعہ ایران)

5- علی بن حسینؑ جو علی اکبر کے نام سے مشہور ہے ان کی کوئی بھی اولاد نہیں
ہوئی۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مزینہ بن عمرو بن مسعود

تھنی ہیں اور لیلیٰ کی والدہ علی اکبر کی نانی میمونہ بنت ابو سفیان تھیں۔

(1) منتہی الامال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 424 در بیان ازواج طاہرات مطبوعہ ایران

(2) مقاتل طاہرین صفحہ نمبر 52 ذکر امام حسن

(3) تاریخ التواریخ جلد نمبر 5 صفحہ 210 ذکر علی بن ابی طالب کتاب التائبین۔

6- لہبہ دختر عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کانکح زید بن حسن کی وفات

کے بعد ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کے ساتھ ہوا۔ یعنی حضرت مولویہ کے

بھیجے کے ساتھ ہوا جس سے قاسم پیدا ہوا۔ (عمدة الطالب صفحہ نمبر 43)

عقب جعفر طیار بن ابی طالب)

مقام حسرت

سطور بالا میں ہم نے مستند مولائی علماء کی کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ وہ

صحابہ کرام جن کا نام لے لے کر سب و شتم کیا جاتا ہے ان کی قریبی اور گہری

رشتہ داریاں محمد و آل محمد کے ساتھ واقعہ صفین اور واقعہ کربلا سے پہلے بھی تھیں

اور بعد میں نئی رشتہ داریاں بھی کیں۔

جن ہستیوں کا ذکر ہم کر رہے ہیں اسلام کے اولین مومنین ہونے کے نامیان کا

نثار اکابرین دین میں بھی ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی محبت کا دم بھرتے تھے وہ ان

لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر بحوالہ قرآن اس طرح آیا ہے کہ آنے والے نبی (محمد)

کے ساتھی آپس میں رحم دل اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ قرآن میں

تورات کی پیشگوئی دہرانے کا مقصد محمد رسول کی صداقت کا ثبوت دینا ہے۔ وہ نفوس

ہم ایک پیغمبر کی صداقت کی دلیل بن کر ظاہر ہو اور خدا ان کی تعریف کرے۔ کیا ان

کی شرافت و عظمت میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

مرتبہ و مقام میں ہم عام لوگوں کی ان سے کیا نسبت۔ مگر ہم بھی جب اپنے

رشتہ داروں سے ناراض ہوتے ہیں اور ہمیں کوئی گلہ شکوہ پیدا ہوتا ہے تو ہم

گالیاں نہیں دیتے کسی دوسرے کو انہیں گالیوں کی اجازت دینے کا تو سوال ہی

پیدا نہیں ہوتا۔ کجالیہ کہ ہم خود بھی اپنے دامادوں، سرور یا صدیقیوں کو گالیاں

دیں اور کلی محلے والوں کو کہیں کہ آؤ ہمارے فلاں فلاں رشتہ دار کو گالیاں دو۔

کیا ہمارے اکابرین دین میں اتنا بھی عقل و شعور نہیں تھا اور اتنی بھی غیرت

نہیں تھی کہ ان رشتہ داروں کو گالیاں دیتے اور دلو اتے جن کی شرافت و عظمت

کی گواہی خدا اور خدا کے عظیم المرتبت رسول نے بھی دی ہو؟ نہیں، نہیں ایسا

ظہال کرنا ان سے تعلق ختم کرنے کے برابر ہے۔

وہ کتابیں جن میں یہ سب لغویات درج ہیں ان میں سے بہت سی میں نے

پڑھی ہیں۔ ان سب کو پڑھنے کے بعد میرا یہ موقف پختہ ہو گیا۔ یہ کہ ایسی

روایات جن میں آئمہ طاہرین کے حوالے سے لوگوں کو صحابہ کرام سے نفرت

دلائی جا رہی ہے سراسر جعلی اور خلاف عقل و دین واقعات سے بھرپور ہیں۔ میرا

ایمان ہے کہ حضرت علی اور ان کی اولاد جن کا گلہ بگا ہے اس کتاب میں ذکر آیا

ہے شرافت کا کامل نمونہ تھے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت علی تو اپنے

رشتہ داروں کی تحریری اور تقریری طور پر ایسی تعریف کریں کہ اپنے برابر

سمجھیں۔ ایمان کے لحاظ سے بھی اور خلافت کے جائز ہونے کے اعتبار سے ان میں اور اپنے آپ میں ذرہ بھر بھی فرق نہ کریں مگر ان کی اولاد اپنے بزرگ رشتہ داروں کو گالیاں دے، لعنت بھیجے اور کفر و ارتداد کے فتوے لگائے۔ آپس کی محبت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اپنی زبان سے ایک دوسرے کے نکاح میں دی جائیں۔

مندرجہ بالا شادیوں کے حوالے سے ایک مسئلہ جو اس دور میں کھڑا کیا گیا ہے حل ہو گیا کہ سید زادیوں کی شادیاں غیر سیدوں سے ہو سکتی ہیں۔ اگر صرف اب و احترام کا تقاضا میں لایا جائے تو یہی عرض کروں گا کہ ادب و احترام میں بے حیا بھی وہی درست ہے جو محمدؐ اور آل محمدؐ نے ہمیں عملاً بتا دیا ہے۔ جو وہی میں بھی منع نہ تھا اگر آج کل سیدوں کی غیر سیدوں سے شادی منع قرار دی جائے گی تو یہ بدعت ہوگی۔

لہذا یہ بندہ ناچیز عامتہ المسلمین سے یہ اپیل کرنے میں حق بجانب ہے کہ ایسی روایات سے منہ موڑ لیں اور خلاف عقل و دین عقائد سے توبہ کریں۔ وَ عَلَيْنَا الْإِبْلَاحُ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پاک اور سنت رسول پر چلنے کی توفیق دے اور نیکی کرنے، نیکی کو پھیلانے، بدی سے بچنے اور بدی سے روکنے کی ہمت و طاقت عنایت فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

صحابہ کرام اور اہل بیت کا باہمی سلوک

صحابہ اور اہل بیت کے آپس میں روابط اور سلوک بہت اچھا تھا۔ مولائی صاحب پر اپنی نگینہ بھی کرتے رہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس موضوع پر بھی ہم اولادوں کی مستند کتب سے چند حوالے پیش کرتے ہیں۔

اپنی مشہور تاریخ میں مولائی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی دس بیویاں تھیں اور ان کے 18 لڑکے اور 14 لڑکیاں تھیں۔ ان میں تین بیویوں کی اولاد میں لڑکوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان تھے۔ ابو بکر کی والدہ لیلیٰ، عمر کی والدہ ام سلمہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان کی والدہ کا نام ام البنین تھا جن کا دوسرا بھائی عباس تھا جن کو عازی عباس بھی کہا جاتا ہے اور وہ دونوں کربلا میں شہید ہوئے۔

(1) مناقب آل ابی طالب جلد 4 صفحہ 112۔

(2) عمدۃ الطالب صفحہ نمبر 56

(3) منتہی الامال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 187

- 2- حضرت حسنؑ کے دو فرزندوں کے نام ابو بکر و عمر تھے۔ (جلاء العیون صفحہ 572، کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 575)
- 3- حضرت سیدنا حسینؑ کے دو فرزندوں کے نام ابو بکر اور عمر تھے۔ (مناقب آل ابی طالب جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 113)
- 4- امام زین العابدین کے ایک بیٹے کا نام عمر تھا۔ حضرت سیدنا امام یاقر کے ایک فرزند کا نام عمر تھا۔ امام موسیٰ کاظم کے ایک فرزند کا نام عمر اور ایک دختر کا نام عائشہ تھا۔
- (1) مناقب آل ابی طالب جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 176
- (2) کشف الغمہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 216
- (3) عمدة الطالب صفحہ نمبر 64 قالب سید جمال الدین۔
- (4) تذکرة الائمة صفحہ نمبر 110
- (5) انوار نعمانیہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 380
- 5- حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے ارشاد فرمایا اے انس کیا تو جانتا ہے کہ جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا حکم لائے ہیں تو میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ اَمَرَنِي اَنْ اَزُوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ فَاَنْطَلِقُ فَاذْغُ لِي اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَزَيْنَبَ وَبَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں فاطمہ کا نکاح کر

کے ساتھ کر دوں پس تو جا کر ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زینب اور اتنے ہی انصار کو بلا کر لے آ۔ (کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 348، بحار الانوار جلد نمبر 43 صفحہ نمبر 119)

اب حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور سعد بن معاذ نے مسجد نبوی میں اس واقعہ کی بات سنی تو یہ تینوں حضرات علی کو خوشخبری دینے کے لئے مسجد سے نکلے اور حضرت علی کو تلاش کرنے لگے۔ حضرت علی کو گھر پر نہ پایا تو ایک باغ میں پہنچے جہاں حضرت علی موجود تھے۔ حضرت علی نے ان سے آنے کا سبب پوچھا تو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہؐ آپ سے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کو یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔ جب حضرت علی نے یہ بات سنی تو بے حد خوش ہوئے اور حضرت علی نے خود ابو بکر و عمر کی خوشی کا بیان ان الفاظ میں فرمایا۔ فَفَرِحَا بِذَلِكَ فَرِحًا شَدِيدًا وَرَحِقَ مَعِيَ اِلَى الْمَسْجِدِ ترجمہ: پس ابو بکر، عمر دونوں اس بات پر بے حد خوش ہوئے میرے ساتھ مسجد میں آئے۔ (جلاء العیون صفحہ نمبر 169 جلد نمبر 1 زندگانی فاطمہ الزہراء، بحار الانوار جلد نمبر 43 صفحہ نمبر 129)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوالحسن ابھی ابھی جا اپنی زرہ فروخت کر کے اس کی رقم میرے پاس لے آ تاکہ میں تیرے لئے اپنی نخت جگر فاطمہ کے لئے ایسی چیز تیار کروں جو تم

دونوں کو مناسب ہو۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر زرہ چار سو کالے جبری درہموں میں حضرت عثمان کے ہاتھ فروخت کی۔ یہ درہم بہترین قسم کے تھے جو قبیلہ حجر کی طرف منسوب ہیں۔ جب میں نے ان سے درہم لئے اور حضرت عثمان نے مجھ سے زرہ لی تو حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوالحسن کیا میں اس زرہ کا تجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور کیا تو ان درہموں کا مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہے؟ تو میں نے کہا ہاں تو عثمان نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں زرہ اور درہم لے کر حضرت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں چیزیں خدمت اقدس میں پیش کیں اور حضرت عثمان کی بات بھی عرض کی تو رسول اللہ نے حضرت عثمان کے حق میں دعائے خیر کی۔ حضرت رسول اللہ نے ان درہموں سے ایک مٹھی بھر کر حضرت ابوبکر کو ہا کر دی اور فرمایا کہ اے ابوبکر ان سے میری بیٹی کے لئے ایسا سامان یعنی جینہ خرید لا جو اس کے لئے گھر میں مناسب ہو۔ ان کے ساتھ نبی اکرمؐ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال کو بھیجا تاکہ سامان اٹھانے میں ابوبکر کی مدد کر سکیں۔ (کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 359، بحار الانوار جلد نمبر 43 صفحہ نمبر 130)

تمام صحابہ شامل تھے جنازہ رسول میں

8 - زوجہ حضرت ابوبکر صدیق جس کا نام اسماء بنت عمیس جس نے حضرت لی

لی فاطمہ کے ایام مرض میں ان کی خدمت کی اور حضرت فاطمہ کی رحلت کے بعد ان کو غسل بھی دیا۔

در کشف الغمہ وغیر ان روایت کردہ آن کہ جنوں وفات فاطمہ نزدیک شد اسماء بنت عمیس را گفت کہ آئی پار کہ من وضو بسازم پس وضو ساخت۔ ترجمہ: کشف الغمہ اور دیگر کتب میں روایت ہے۔ حضرت فاطمہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اسماء بنت عمیس کو کما کہ پانی لے آؤ تاکہ میں وضو کروں۔ پھر وضو کیا۔ (جلاء العیون جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 235 زندگانی فاطمہ زہرہ، کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 500 فی فاتمہ علیہ السلام)

11 - مولائیوں کا محدث سلیم بن قیس ہلالی کہ سلیم بن قیس صفحہ نمبر 79 مطبوعہ قم ایران اور احمد بن علی بن ابی طالب طبری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 106 میں لکھتے ہیں:

پھر حضرت علی نے داخل کیا دس مہاجرین میں سے اور دس انصار میں سے۔ وہ نماز پڑھ کر نکل جاتے یہاں تک کہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی بھی ایسا باقی نہیں رہا جس نے نماز جنازہ پڑھی ہو۔ (جلاء العیون اور حیات القلوب میں بھی اسی طرح مرقوم ہے)

11 - حضرت حسنؑ کو ان کے بھائیوں حضرت حسینؑ، عباسؑ اور محمدؑ نے غسل دیا اور نماز جنازہ سعد بن العاص نے پڑھا۔ ان کی وفات 49 ہجری میں ہوئی۔ (کشف الغمہ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 573 مطبوعہ نجف عراق)

حضرت فاطمہ کا نماز جنازہ ابو بکر صدیق نے پڑھایا

11- عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال ماتت فاطمة بنت رسول اللہ فجاء ابو بکر و عمر ل یصلوا فقال ابو بکر لعلی ابن طالب لقدم فقال ما کنت لأتقدم و انت خلیفہ الرسول اللہ فتقدم ابو بکر و صلی علیہا۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ دختر رسول خدا فوت ہوئیں تو حضرت ابو بکر اور عمر دونوں نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر نے حضرت علی مرتضیٰ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ آگے تشریف لائیں تو حضرت علی نے جواب دیا کہ آپ خلیفہ رسول ہیں۔ آپ سے پیش قدمی نہیں کر سکتا۔ پس ابو بکر نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ (کنز العمال جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 515 باب فضائل صحابہ حدیث)

12- شعبی سے روایت ہے کہ جب سیدہ فاطمہ فوت ہوئیں تو حضرت علی نے ان کو رات میں دفن کیا اور جنازے کے موقع پر حضرت علی نے حضرت ابو بکر کے دونوں بازو پکڑ کر جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھایا۔ (بیہقی جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 29 کتاب الجناز)

حضرت ابو بکر صدیق اس وقت خلیفہ تھے۔ اسی طرح جب حضرت حسن فوت ہوئے تو امام حسین نے سعید بن العاص کو جنازہ پڑھانے کے لئے

آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ سنت طریقہ ہے کہ حاکم وقت نماز پڑھائے۔ (ناخ التوارخ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 155)

میرے دو وزیر ہیں

11- هَكَذَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ہم اسی طرح قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔ یعنی ایک طرف ابو بکر اور دوسری طرف عمر ہوں گے۔

وَ اَمَّا وَ زَيْنَرٍ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَابُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ۔

ترجمہ: (میرے دو وزیر آسمانوں پر جبرئیل اور میکائیل ہیں) اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابو بکر اور عمر ہیں۔ (ترغی شریف، مشکوٰۃ شریف، مناقب ابو بکر و عمر)

مَا بَيْنَ بَيْتِي، مَمْبَرِي، رَوْضَةِ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضور ارشاد فرمایا میرا گھر، میرے ممبر کے درمیان والا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ راوی نے امام سے پوچھا ہیتی روضۃ بن الیوم قال نعم انہ لو کشف العطاء لرایتم کیا یہ روضہ اطہر آج بھی جنت کا باغ ہے امام نے فرمایا کہ ہاں۔ اگر پردہ کھول دیا جائے تو تم دیکھ لو۔ (فروع کافی جلد نمبر 4 صفحہ 554 کتاب الحج مطبوعہ ایران)

کثیر حوالوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اصحاب رسول اور آل رسول

میں کمال محبت تھی۔ آل محمد نے اصحاب رسول کے نام پر نام رکھتے تھے جیسا کہ آپ نے دیکھا۔ حالانکہ کسی برے شخص کے نام دانستہ طور پر کوئی بھی نہیں رکھتا۔ آج کے مولائی اصحاب کرام کے نام پر نام نہیں رکھتے۔ حضرت رسول اکرمؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے جیز کا سامان خریدنے کی ڈیوٹی حضرت ابو بکرؓ کو سونپی۔

حضرت عثمان نے حضرت علیؓ کی زرہ خریدی اور پھر تحفتاً انہیں واپس کر دی۔ ان کی شادی کی خوشی منائی۔

حضرت فاطمہؑ کا جنازہ ابو بکر صدیقؓ نے پڑھایا۔ غسل ان کی بیوی نے دیا۔ حضرت امام حسنؑ کا جنازہ سعد بن العاصؓ نے پڑھایا۔

یعنی سب ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے تھے ایک دوسرے سے بہترین گفتگو کرتے تھے۔ پورے آداب کے ساتھ اور اچھے القابات کے ساتھ پکارتے تھے۔ کیوں نہ ہو وہ سب نبیؐ کی صحبت میں رہے اور قرآن پہ یکساں ایمان رکھتے تھے اور آپس میں قریبی رشتہ دار بھی تھے۔

قارئین کرام ہماری سب دلیلیں اور حوالے ایک طرف رکھتے ہوئے صرف اس بات پر غور کریں کہ بیٹیوں کا رشتہ دینا یا لینا صرف اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب دونوں طرف سے رضامندی ہو۔ رضامندی جمعی ممکن ہے جب تک فریقین میں گہرے اختلافات نہ ہوں اور ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہو۔

لوگ اپنے دشمنوں کو بیٹیاں نہیں دیتے بلکہ لیتے بھی نہیں جب کہ موجودہ

صورت حال یہ ہے کہ لوگوں نے ان بزرگ ہستیوں کے ایمان و کفر کا مسئلہ بھی بھلا ہوا ہے۔

کیا آپ غور فرمائیں گے کہ آل رسول نے اصحاب رسول کو اپنی بیٹیاں ایمان کی بنیاد پر دی تھیں یا کفر کی بنیاد پر اور دوسری طرف ان کی بیٹیاں انہیں ایمان سمجھتے ہوئے قبول کی تھیں یا کافر سمجھتے ہوئے؟

کیا آپ غور فرمائیں گے کہ محبت کا درس دینے والے پیغمبر کی امت نفرت کیوں سیکھے اور نفرت کیوں سکھائے؟

یقین جانیئے کہ ہمارا مقصد اس کتاب کے لکھنے سے یہی ہے کہ محمد رسول اللہؐ کے اصحاب اور ان کی آل میں بنیادی طور پر کوئی دشمنی نہیں تھی۔ ہم لوگ اور ان کے ماننے والے ہیں قریب آجائیں اور آپس میں نفرت نہیں محبت کریں۔ لغت سکھانے والوں کی باتوں میں نہ آئیں لگتا ہے کہیں کوئی دشمن چھپا ہوا مہلوم ہوتا ہے۔ ورنہ امت محمدیہ تو ایسی باتیں سیکھی ہی نہیں تھی جو ہم نے اہل کتابوں میں پڑھی ہیں اور اس کتاب میں نقل کی ہیں۔

آئیے سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ ہمیں اتحاد اتفاق سے دین متین کی ترویج میں مشغول ہونے کی توفیق دے اور منکرین اسلام کو اپنے اخصیڑ اُمّیۃ ہونے کا ثبوت دے سکیں۔ ”آمین ثم آمین“

سبائی ٹریننگ دفتر لکھنؤ

قارئین کرام! آپ انصاف کریں کہ ان روایات سے کیا ثابت ہوتا ہے یہ تو کوئی پہلی معلوم ہوتی ہے۔ بوجھو تو جانیں یہ تو کوئی گورکھ دھندا ہے اس گورکھ دندھے سے گمراہ نہ ہونا یہاں بڑے بڑوں کی کشتیاں ڈوب گئی ہیں۔ حضرت علیؑ کیا ہیں، خدا رب خالق یا رازق یا حاکم یا مالک ہیں یا بندہ خدا ہیں یہ عقیدہ کس نے ایجاد کیا مسلمانوں نے یا یہودیت۔ یہ وہی سازش ہے جو پوری دنیا میں رنگ لائی۔ کوئی ملک مسلمانوں کا اس سازش سے بچ نہ سکا یعنی عرب، عراق، شام، اردن، لبنان، مصر، ترکی، انڈونیشیا، روس، چین، افغانستان، پاکستان، ہندوستان۔ پاکستان اور ہندوستان میں عبد اللہ بن سبا کا مرکز لکھنؤ ہے۔ جہاں سے عبد اللہ بن سبا کی سازش پروان چڑھتی ہے۔ اپنے باطل فرقہ کو مشہور کرنے کے لئے ایک بڑی جماعت علما کی لکھنؤ میں عقیدہ تیار کرتی ہے ان سب کا عقیدہ عبد اللہ بن سبا کے عقیدہ سے ماخوذ ہے۔ جن مولائی علما کا عقیدہ یہ ہے ان کے نام یہ ہیں۔ مولانا بشیر نیکسلا، مرزا یوسف حسین میانوالی، مولانا جواد حسین پشاور، اظہر حسن زیدی لاہور، مفتی جعفر حسین گوجرانوالہ، مفتی جعفر لاہور، مترجم از

مولانا مقبول احمد مقبول ترجمہ قرآن سید فرمان علی کوسید، مصنف
ابان علی ترجمہ، نجم اے حسن کراوی پشاور، مولانا اسماعیل گوجروی، ادیب
اعظم سید ظفر حسن صاحب کراچی، جناب مفتی سید احمد علی مجتہد العصر، جناب
مفتی سید محمد عباس، مفتی سید کلب حسین مجتہد العصر، حجتہ الاسلام اقای علی
سبائی، مولانا ضمیر الحسن گزہ مہاراجہ جھنگ، حاجی آغا ثار احمد کربلائی، سید
انارت حسین مرزا پوری، مولوی سید مجتبیٰ حسین جاکس لاہور، مولانا طالب
حسین کربلاوی لاہور، مولانا سید ظہور الحسن کوثر بھروی، مولانا غلام حیدر صاحب
کھو، ملک محمد شریف شاہ رسولی، علی اکبر شاہ، محمد ماہ عالم صاحب قبلہ و کعبہ،
مولوی سید شریف حسین بھروی، مولانا سید محمد باقی شاہ باقری ضلع پارباگی، علامہ
سید عبدالحسین شاہ، مولانا سید صفدر حسین مخفی لاہور، سید اولاد حیدر فوق،
مولانا محمد حسین حضوری فاضل لکھنؤ، مولانا زوار حسین ہمدانی، مولوی اشتیاق
کامی، خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب، مولوی گلہام، علامہ حسین
اش جازا لاہور، مولوی قیامت بلوچ، عاشق حسین، حافظ کفایت حسین محروم،
حافظ ذوالفقار علی شاہ جلالپوری، نصیر ملت اجتہاد، رشید ترائی کراچی، عرفان حیدر
عابدی کراچی، مقبول حسین ڈکھو، مفتی عنایت شاہ ملتان، سید نسیم عباس۔

گھر سے نکلنا

عقب لگ جائے تو گھر سے نہ نکلنا، شادی نہ کرنا، نیا مکان تعمیر نہ کرنا، سفر نہ کرنا، کوئی نیا کام نہ کرنا وغیرہ۔ تقیہ کرنا، متعہ کرنا، 14 میل کے سفر پر روزہ نہ رکھنا، غصہ میں بیوی کو طلاق دینا، پھر گھر میں بیٹا دینا بیوی بنا لینا، ماتم کرنا، پانچوں ماہ ہارے جانا، امام باڑا کی مٹی کو چومنا، کربلا کی مٹی کو خاک شفا ماننا، علی عباس حسین کی منت ماننا، دس بیوں کے پیالے بھرنا، لکڑہارے کی کمانی سنانا، تابوت چومنا، علم عباس چومنا، علی اصغر کا چٹھوڑا بیٹا اور چومنا، گھر گھر تیاڑیں پکھانا، بعزت کو حدیث پڑھوانا، تابوت میں پیسے رکھنا، بارہ امام پڑھنا، آگ پر ماتم کرنا، بجلی محرم سے لے کر 10 محرم تک زمین پر سونا، چارپائی اٹنی کرنا۔ نجف پسننا، تین پتھر اور انگوٹھیاں دو چاندی پینل تاننا پسننا ثواب سمجھنے، علم عباس کا تابوت، اوروں میں مندی قاسم کو تقسیم کرنا، منت ماننا علم تابوت کو حاجت روا سمجھنے، تابوت اور علم عباس کے سامنے گز گزانا اور فریاد کرنا، عورتوں بچوں سمیت امام باڑا جا کر علم تابوت چونکہ علی اصغر کا سیکنہ غایر قہ کے برقعہ دوپٹہ چومنا، چالیس دن تک سوگ منانا، چالیسویں کی مجلس کرنا، ان کے منت ماننا، ذوالبیتح یعنی گھوڑا حسین پوجنا چومنا منت ماننا، اسے حسین کا گھوڑا سمجھنا، اس سے مساب بلا کھنا اور دو زنانہ ہو کر ماتم کرنا تابوت ثواب سمجھا گھوڑے کی زیارت کرنا، بہت کی زیارت کرنا دس دن محرم غسل نہ کرنا دس دن محرم کے سر میں خاک لگانا عورتوں کے پاس نہ جانا دس دن سوگ منانا کالے کپڑے گڈائی والے پسننا

گھر سے نکلنا، شادی نہ کرنا، نیا مکان تعمیر نہ کرنا، سفر نہ کرنا، کوئی نیا کام نہ کرنا وغیرہ۔ تقیہ کرنا، متعہ کرنا، 14 میل کے سفر پر روزہ نہ رکھنا، غصہ میں بیوی کو طلاق دینا، پھر گھر میں بیٹا دینا بیوی بنا لینا، ماتم کرنا، پانچوں ماہ ہارے جانا، امام باڑا کی مٹی کو چومنا، کربلا کی مٹی کو خاک شفا ماننا، علی عباس حسین کی منت ماننا، دس بیوں کے پیالے بھرنا، لکڑہارے کی کمانی سنانا، تابوت چومنا، علم عباس چومنا، علی اصغر کا چٹھوڑا بیٹا اور چومنا، گھر گھر تیاڑیں پکھانا، بعزت کو حدیث پڑھوانا، تابوت میں پیسے رکھنا، بارہ امام پڑھنا، آگ پر ماتم کرنا، بجلی محرم سے لے کر 10 محرم تک زمین پر سونا، چارپائی اٹنی کرنا۔ نجف پسننا، تین پتھر اور انگوٹھیاں دو چاندی پینل تاننا پسننا ثواب سمجھنے، علم عباس کا تابوت، اوروں میں مندی قاسم کو تقسیم کرنا، منت ماننا علم تابوت کو حاجت روا سمجھنے، تابوت اور علم عباس کے سامنے گز گزانا اور فریاد کرنا، عورتوں بچوں سمیت امام باڑا جا کر علم تابوت چونکہ علی اصغر کا سیکنہ غایر قہ کے برقعہ دوپٹہ چومنا، چالیس دن تک سوگ منانا، چالیسویں کی مجلس کرنا، ان کے منت ماننا، ذوالبیتح یعنی گھوڑا حسین پوجنا چومنا منت ماننا، اسے حسین کا گھوڑا سمجھنا، اس سے مساب بلا کھنا اور دو زنانہ ہو کر ماتم کرنا تابوت ثواب سمجھا گھوڑے کی زیارت کرنا، بہت کی زیارت کرنا دس دن محرم غسل نہ کرنا دس دن محرم کے سر میں خاک لگانا عورتوں کے پاس نہ جانا دس دن سوگ منانا کالے کپڑے گڈائی والے پسننا

اب بھی یہی حال ہے۔

تین کرام غور فرمائیں کہ کبھی ان مولویوں نے اپنی مجلسوں میں قرآن

مجید اللہ کی کتاب الفاتحہ سے لے کر وائٹس تک نہیں پڑھائی اور نہ ہی لوگوں کو قرآن مجید سے روشناس کیا گیا جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت بڑھائی حاجت روائی ہے۔ اٹکل سے صرف ایک چھوٹی سی آیت قرآن مجید کی تلاوت کر کے اور اس کا ترجمہ مروڑ کے بیان کرنا اور اپنی مرضی کی تقریر کرنا اور اس میں نقطے ٹکان ہیرا پھیری کرنا الفاضلی الفاظ کو بنانا اشارتا، اشارے کرنا مصائب پڑھنا صحابہ اکرام کی توہین کرنا حضرت علی کی فضیلت کو بڑھانا صحابہ اکرام کی فضیلت گھٹانا ان کا پیشہ اور فن ہے اور اس فن میں یہ تمام ماہر تھے اور ہیں۔ قرآن اور حدیث کی بات پر ہیرا پھیری کرنا یہ سب فن ان علماء میں پائے جاتے ہیں اور سکھائے جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑا فنی اہل سنت کا ان سے بات نہ کی نہیں کر سکتا۔ یہ بڑے چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں ان تمام علموں کا دار و مدار روایات پر ہوتا کیونکہ قرآن حکیم اور حدیث مولائی کا ساتھ نہیں دیتے اس لئے مولائی علماء مجبور ہیں وہ روایات پڑھیں لوگوں کو جھوٹیں روایات بیان کر کے گمراہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی گمراہی اور اس کتاب کو ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین ثم آمین)

میرا دعویٰ ہے کہ اگر مولائی فرقہ کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہوتی تو نہ دنیا میں مولائی ہوتا اور نہ رسمیں اور نہ بدعت ہوتیں، تمام ختم ہو جاتیں۔

سوز خوانی، مرثیہ و قصیدہ ربانی کس نے ایجاد کی

عبداللہ بن سہاء کے نولے نے ایک اور گمراہ کن بدعت و رسم ایجاد کی جو

سب سے زیادہ کامیاب ہوئی۔ سوز خوانی منصیحاہ خانی قصیدہ خانی نوحہ خانی سر اور لعل خانی راگ رنگ نغا پر تال موسیقی میں تمام مصائب و قصیدہ و حزا روبائی بیت ہار کے گئے جو اپنی مجلسوں میں پڑھا کرتے ہیں۔ جو ان کو پڑھنے والے ہیں ان کو اور اور بڑھاخان کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا نولہ ہے۔ اس کی حیثیت مولائی فرقہ میں بڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان میں آج سے 50 سال پہلے دو ایسے مشہور شاعر پیدا ہوئے جو اپنی مثال آپ تھے یہ سوز خوانی میں قصیدہ خانی اور روبائی میں ان کا کوئی مقابلہ کرنے والا نہیں تھا۔ یہ دو آپس میں بھائی تھے۔ ایک کا نام مرزا دہر اور دوسرے کا نام مرزا انیس تھا انہوں نے مرثیوں اور دو نظموں کی کتابیں لکھی ہیں اور سارے ہندوستان اور پاکستان میں پھیلائی ان کی شاعری سے مولائی کو اور نوحہ خانی قصیدہ خانی بہت بڑا فروغ ملا اس سے مصائب ذاکرین پیدا ہوئے جو ایک ایک ذاکر سے ساتھ آٹھ آٹھ سوزخان جن کو سوزی کہا جاتا ہے۔ اور ان کو ذاکروں کا شاگرد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مولویوں اور عالموں سے زیادہ منگے ہوتے ہیں۔ ان کی فیس بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پاکستان میں صوبہ پنجاب میں ضلع میانوالی، لیہ کوٹ ادو، بکھر، ڈیرہ خازی خان، ملتان مظفر گڑھ، خانیوال، بہاول، سرگودھا، لاہور، انک میں پائے جاتے ہیں۔ ان ذاکروں کا مرکز ضلع ملتان میں ہے۔ ملتان شہر میں باقاعدہ ذاکروں کی یکم محرم میں منڈی لگتی ہے اور یہ اسی روز تک ذاکر حضرات بکتے رہتے ہیں۔ جس کو زیادہ سوزخان سر میں قصیدہ مصائب پڑھنے والا پسند ہوتا ہے وہ رقم طے کر کے لے جاتے ہیں۔ اس منڈی کو

40 سال ہو چکے ہیں۔ اس منڈی میں میں بھی بکتا رہا اور منہ مانگی نہیں لیتا رہا۔ جن ذاکرین نے اس بدعت میں حصہ لیا ان کے نام یہ ہیں۔ گل محمد عرف گل کبجر، احمد بخش بھٹی، شیر شاہ شمشی، مر شاہ شمشی، ذاکر فوق حسین فوق، کاشف حسین، آصف حسین آصفی، غلام قبر منظور حسین، ذاکر مداح حسین، کوثر حسین کوثر، ریاض حسین شاہ، محسن نقوی، غلام حسین ماجھی، غلام حیدر کلو آغا حسین شاہ شبیر حسین قریشی غلام شبیر تنوی، سید طالب حسین شاہ، عاشق حسین، انکب عاشق، بی اے الطاف حسین شاہ، سید زوار حسین شاہ، محمد علی شاہ، غلام حسین ہجارتا، ضمیر حسین شاہ، منظور حسین سوگئی، ذاکر عطاء حسین شاہ، سید نور محمد شاہ، غلام عباس شاہ، حدیث والہ ضیف محمد عباس شاہ، ذاکر محمد علی بھٹی ذاکر عاگر حسین گاگری گھاگھری، سید فضل حسین شاہ، ذاکر قدا حسین، ذاکر گدا حسین شاہ سید صاحب حسین شاہ، آغا علی حسین ذاکر خدا بخش قیصر، علم داد شاہ، ناصر حسین مانگوال ناصر نوکلی، خادم حسین چک 38، نبی بخش جو یا حافظ محمد علی بلوچ، ریاض حسین رحمان مختیار حسین کھوکھر، غلام عباس فرید کے خورشید پھوڑ نیاز حسین شاہ، ذاکر ساہ رکن، غلام عباس نومتی، اعجاز باقی، اعجاز منڈوی، طالب حسین ترکہ، سید منزل حسین۔

یہ وہ ذاکرین حضرات ہیں جن کا شمار مولائیوں میں صف اول میں شمار ہوتا ہے۔ انہی لوگوں کا بہت بڑا شیعیت پھیلانے میں ہاتھ ہے مگر قارئین کرام ذرا غور فرمائیں علم عربی سے یہ تمام کے تمام باہل ہیں اور تمام کے تمام روایات اور

اور اسے قصیدے بنانا یا سحر خیال اور عقل سے تراشنا لفظ بنانا جملہ بنا شاعری کرنا اور اہل بنانا مسدس بنانا قصیدے بنانا پڑھنا رونا رونا، مصائب پڑھانا، ان کا پیشہ ہے۔ جیسے کہ میں نے اوپر لکھا کہ یہ لوگ مولائی فرقے کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے رہتے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جو نیک بخت ہو۔ نمازی ہو، روزے دار ہو، صالح ہو، قاری ہو، یا حافظ قرآن یا عالم ہو۔ ان سب ذاکرین کا کردار فقہ جعفریہ کے مطابق بھی نہیں تھا اور نہیں ہے۔ جن کو میں جانتا ہوں اکثر میں نے دیکھا کہ کروار، لونڈے بازی کرتا، زنا کرتا، شادیاں زیادہ کرتا، متعے کرنا، کلو لڑانا، شرطیں لگانا، شراب پینا، تماش اور کچھریوں کا راگ سننا، آزاد زندگی گزارنا، فیس مجلسوں کی لینا، رقم طے کرنا، لاکھوں روپے پر محرم کے دس دن پڑھنا اور اتنی بڑھی رقم کو حرام کاموں پر خرچ کرنا، ان کا پیشہ تھا اور پیشہ ہے۔ ان ذاکرین حضرات حقہ پینا، سگریٹ پینا، چرس پینا، بھنگ پینا، پھر سٹیج پر چڑھ جانا اور قصیدے پڑھنا، سرے لگانا، ان کا شیوا ہے جو مبلغ اپنے دین پر قائم نہ ہو وہ گمراہی کے سوا اور کیا کھائے گئے ان کا کام ہے کہ پیسہ بٹورنا اور لوگوں کو گمراہ کرنا، ان کی تبلیغ سے انسان میں بڑے بڑے خاندان سنی سے مولائی ہو گئے کیونکہ ظاہر میں اہل بیت کا صاحب کھلوانا جس طرح کسی بوتل میں زہر بھر دے اور اس پر لیبل جام شیریں کا لگا دے تو کیا وہ شہنا شہرت بن جائے گا کبھی نہیں۔ ان کی تبلیغ سے جو لوگ دالال ہوئے وہ بڑی تعداد میں ہوئے جتنے جرائم پیش لوگ تھے وہ سب کے سب دالال ہو گئے۔

ذاکری تبلیغ میں کس پر اثر پڑا

ان ذاکرین حضرات کی تبلیغ سے بڑا اثر پڑا خاص کر سندھ اور پنجاب میں انکی دعوت تبلیغ پر سب سے پہلے مولائی ہوئے وہ سید فیملی سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ اس فرقہ میں سیدوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اتنی قرآن کی عزت نہیں کی جاتی جتنی شاہ صاحب کی عزت کی جاتی ہے کیونکہ سید حضرت علی اور فاطمہ کی اولاد ہیں یہ سب جنتی ہیں ہم بھی جنت میں جائیں گے ان کی عزت سے کیونکہ جنت حسن حسین کی ہے ان کے نانے کا فرمان ہے اس لئے سید کالا یا گورا یا زانی چاہے چور ہو بد کردار ہو بے نمازی ہو شرابی ہو یعنی کہ کچھ بھی کیوں نہ بڑا ہو سید تو ہے۔ جب سید اور ذاکر ملیں گے راستہ اسلام کا صاف ہو گا۔ اب اسلام بھی سیدوں کا قرآن بھی سیدوں کا رسول بھی نانا سید کا علی بابا سیدوں کا مال فاطمہ یعنی سیدوں کی پھر دونوں نے مل کر تبلیغ شروع کی، سونے پہ سوہاگہ ہو گا اب کوئی رزق کے اور نہ نوکے اب تو سارا دین گھر کا ہو گیا دونوں نے مل کر شہادتیں پڑھنی شروع کیں کسی جگہ علی کی شہادت کسی جگہ فاطمہ کی شہادت اور کسی جگہ حسن کی شہادت اور کسی جگہ حسین کی شہادت اور کہیں عباس کی شہادت کہیں علی اکبر کی شہادت کہیں پر علی کی شہادت۔ گاؤں گاؤں گوٹھ گوٹھ، شہر شہر، ذاکر اور سید نے مل کر تبلیغ شروع کی واردات کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک ذاکر اور سید گاؤں گئے ایک مولائی کا گھر تھا اس گھر میں مجلس عشاء شروع ہو گئی۔ چار پائیاں اٹھالیں اور زمین پر بیٹھ گئے۔ سروں سے پگڑیاں اتار

آج تک ہم نے ایسا سریلہذا کر نہیں سنا

ذاکر صاحب نے اپنے سریلے سوزوں کے ساتھ سر میں قصیدے شروع کیے۔ جب آواز گونجی تو سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان راگ رنگ پسند کرتا ہے خاص کر مولائی کے ذاکر تو بڑے سریلے ہوتے ہیں۔ سر میں دو تین قصیدے فضائل کے پڑھے پھر شہادت کا مصائب شروع کیا تو سارے مومنین رونے لگے کیونکہ مصائب بڑے دردناک تھے۔ گاؤں کے جو لوگ اکٹھے ہوئے تھے ان میں گاؤں کا زمیندار نہیں آیا وہ لوگ آئے جو کمی کمین (پہلے درجے) کے تھے جیسے کھمار، موچی، پاؤلی، نٹ، میراٹی وغیرہ۔ اب یہ کمی کمین لوگ جال میں پھنس گئے اب بانی مجلس نے ان کمیوں سے پوچھا کہ مجلس کسی تھی؟ ذاکر سریلے تھا یا نہیں؟ تو آگے سے موچی، پاؤلی، کھمار بولنے لگے کہ آج تک ہم نے ایسا سریلہذا کر نہیں سنا۔ یہ لوگ واپسی پر اپنے گھروں میں، گھروں میں، چوکوں میں اذکر کا چرچا کرتے تھے کیونکہ یہ خود تو ان پڑھ ہوتے ہیں لہذا جب ڈیرے پر حقہ بھرنے کے لئے چوہدری صاحب کے پاس جاتے ہیں تو چوہدری صاحب پوچھتے ہیں اپنے کمی سے کہ اے ”ولی داد“ سنا ہے کہ ”خدا بخش ہا مویئے“ کے گھر کوئی مجلس و جلس تھی اور کوئی ذاکر واکر آئے ہوئے تھے۔ یہ سنا تھا کہ وہ موچی ذاکر صاحب کی تعریفوں کے پل باندھنے لگے کیونکہ یہ چوہدری صاحب بھی اپنے مسلک یعنی اہل سنن سے جا مل جاتے ہیں۔ چوہدری صاحب

نے کہا ”اوولیا ہن مڑکدوں مجلس ہونی اے۔ ولی داد بولا۔ چوہدری صاحب! سنا
 صفر دی 20 تاریخ نوں میری بھرجائی ”رسولان“ نے منت منی ہوئی سی۔ ذاکر
 صاحب نے دعوت دتی ہوئی اے۔ تو چوہدری صاحب بولے، جب ذاکر آئے تو
 مجھے اطلاع کر دینا کہ میں بھی ان ذاکروں کو سنوں کیونکہ سنا ہے کہ ذاکر بڑے سر
 میں قصیدے پڑھتے ہیں اور جب صفر کی بیس تاریخ کو صبح کی نماز کے وقت میرائی
 نے وصول بجانا شروع کیا جسے پنجابی زبان میں ”مارو“ کہتے ہیں یعنی ”مجلس عزاء کا
 جواد“ اور اس وصول نے پورے علاقے میں اعلان کر دیا کہ آج مجلس عزاء ہونے
 والی ہے کیونکہ ”مائی رسولان“ کے خاوند نے دو تین ذاکر بلوائے تھے۔ ایک
 مولوی ٹوٹا پھوٹا۔ دس بارہ مرغیاں پکڑ کر ذاکروں کی دعوت کے لئے تیار کیں اور
 مومنین کے لئے چھوٹے یا بڑے گوشت کے چاولوں کے نیاز کی دو چار دیکھیں
 اتروائیں۔ اب مجلس کا وقت ہوا۔ سبج سجایا گیا۔ پھول بچھائے گئے۔ چارپائیاں بنا
 دی گئیں۔ ایک طرف مردوں کا انتظام اور دوسری طرف عورتوں کا انتظام۔ لوگ
 آنا شروع ہو گئے۔ چوہدری صاحب بھی لاکچہ باندھ کر بگڑی پن کر تشریف لے
 آئے جیسے اور لوگ زمین پر بیٹھے تھے ویسے ہی چوہدری صاحب بیٹھ گئے۔ ذاکر
 صاحب نے فلمی طرزوں پر قصیدے شروع کئے جب چوہدری صاحب نے یہ
 قصیدے سنے۔ اس ساری مجلس کا دارومدار ان قصیدوں اور دوہڑوں پر تھا جس
 میں پیغام تھا کہ ”علی“ داکوئی ثانی نہیں۔ حسن، حسین، جنت دے سردار
 قرآن اپنا دی شان دا قصیدہ دے۔ ان کا جو دشمن ہے وہ دوزخی ہے۔ خلیفہ بلا

اصل علی ہے اور کوئی خلیفہ نہیں اور جنہوں نے ان کا حق غصب کیا وہ جہنمی
 ہیں۔ ”چوہدری صاحب سمیت سارے لوگوں نے نعرے لگائے اور بڑے خوش
 ہوئے۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ بھولے سے چوہدری صاحب
 نے ذاکر صاحب سے سوال کر لیا کہ حق کس نے کھلایا؟ اور خلافت کس نے
 غصب کی؟ تو فوراً چوہدری جلال میں آگیا تو ذاکر صاحب نے بڑے انداز کے ساتھ
 جواب دیا۔ ”چوہدری صاحب یہ سوال اپنے گاؤں کی مسجد کے مولوی سے
 پوچھیں، ہم کہتے ہیں کہ اس وقت کی حکومت جن کے ہاتھ میں تھی تو فوراً
 چوہدری بولا، میں اپنے مولوی سے پوچھوں گا۔ چوہدری صاحب جب مڑنے لگے
 تو ذاکر صاحب غمگین شکل کر کے کہنے لگے۔ ”چوہدری صاحب آپ کے خاندان
 کی اگر کوئی بیٹی کسی کسی کمی کے پاس اس کے گھر جا کر کسی چیز کا سوال کرے اور وہ کمی
 اس چیز کے ہوتے ہوئے بھی خالی لوٹا دے تو کیا آپ اس پر راضی ہوں گے یا
 ناراض؟ تو چوہدری صاحب نے فوراً کہا کہ ”اس نوں میں پنڈ وچ رہن نہیں
 داتا۔ ذاکر فوراً بولا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جو رسول کی بیٹی کو اپنے دہار سے خالی
 لوٹائے اور فرق نہ دے وہ کون ہے؟ تو چوہدری صاحب جمل بولنے لگا ”ہم تو
 اس کو نہیں مانتیں گے“ اور لعن طعن کرنے لگا تو ذاکر ہولا کہ جناب آپ اہل
 اہل و الجماعت کے پہلے خلیفے ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بی بی فاطمہؓ کو خالی لوٹایا۔
 چوہدری ان پڑھ تھا وہ آگ بگولا ہو کر سنی مذہب پر سیدھا گاؤں کی مسجد
 میں آیا۔ حافظہ صاحب بچوں کو قرآن کا درس دے رہا تھا۔ چوہدری صاحب نے

اپنے انداز میں کہا ”میاں صاحب! یہ بتاؤ کہ بی بی فاطمہؑ کا حق کس نے کھسا؟“
 کیونکہ مولوی صاحب کو قرآن کے سوا کچھ آتا جاتا نہیں تھا، اپنی کتابوں سے
 ناواقف تھا۔ مولائی کتابوں سے ناواقف، بیچارہ کیا جواب دیتا۔ ادھر ادھر کی گول
 باتیں کرتا رہا۔ چوہدری آگ بگولا ہوتا رہا۔ چوہدری باتیں کرتا ہوا گھر روانہ ہوا
 تیسری بار جب مجلس عزاء منعقد ہوئی چوہدری صاحب نے اس میں چندہ بھی دیا
 اور مجلس بھی خوب بیٹھ کر سنی اور اب تو وہ پگڑی اتار کر کیوں کے ساتھ روئے
 بھی لگا۔ اس طرح آہستہ آہستہ چوہدری بھی جال میں پھنستا چلا گیا اور بغیر تحقیق
 کے مولائی ہو گیا۔ کیونکہ جب چوہدری گاؤں کا مولائی ہو گیا تو کمی جو پہلے ہی اس
 بات کے منتظر تھے سب مولائی ہو گئے اور اس جگہ پر چوہدری صاحب نے ”امام
 بارگاہ“ تعمیر کروائی اور بڑے بڑے ذاکروں کو بلا کر مجالس عزا کروائیں۔ اس طرح
 شیعت کو فروغ ملا۔

قارئین حضرات! ذرا غور کریں، کس طرح واردات کامیاب ہو گئی۔ اسی
 طرح سارے پاکستان میں گاؤں کی سطح پر ایسی وارداتیں ہوئیں اور ہوتی ہیں، نہ
 قرآن سنا، نہ رسول اللہ کا فرمان سنا، نہ کوئی تحقیق کی، بغیر تحقیق کی ہوئی بات پر
 اپنا دین چھوڑ کر چوہدری صاحب کیوں سمیت گمراہ ہو گئے۔ یہ واردات گاؤں کی
 سطح پر عام تھیں اور ہیں۔

دوسری واردات

قارئین کرام! اس فرقہ کو عام کرنے کے لئے جیسا کہ میں نے اوپر لکھا

یہاں کہ سب سے پہلے جو لوگ مولائی فرقے میں شامل ہوئے وہ سیدوں کے
 اہل خانہ تھے۔ یہ سید اس لئے مولائی ہوئے کہ مولائی فرقے میں سب سے زیادہ
 سیدوں کا ذکر ہے اور اس فرقے میں یہ بات بنیادی طور پر شامل حال ہے کہ بغیر
 سیدوں کے فرقہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سیدوں کا بڑا احترام، بڑی
 عزت، اتنی عزت کرنا کسی اور مذہب میں نہیں ہے کیونکہ مولائی فرقے کا ظاہری
 اہل بیت سے ہے اور اہل بیت ہیں مولائی کے نزدیک۔ بارہ امام اور چودہ
 معصومین۔ اب آپ پوچھیں گے کہ چودہ معصومین کون ہیں؟ تو حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ چودہ
 معصومین میں باقی امام بھی شامل ہیں تو مولائی فرقے کا دار و مدار امامت پر ہے اور
 امامت انہی بزرگوں کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ سیدوں نے دیکھا کہ یہ
 مولوی، ذاکر، مداح خان ہمارے گھر کی تعریفیں کر رہے ہیں تو ہم کیوں نہ اس
 تعریف کو تبلیغی حوالے سے پھیلائیں۔ اس میں ہماری بھی عزت ہے اور ہمارے
 اہل خانہ کی بھی، اس لئے اب سیدوں نے بھی تبلیغ شروع کر دی۔ اس لئے آج
 سے ڈیڑھ سو سال پہلے ان سیدوں کے آباؤ اجداد اہل سنت والجماعت تھے تو ان
 کے مریدین بھی اہل سنت والجماعت تھے کیونکہ پیروں کا کام گنڈہ تعویذ، پھونک
 مارنا، مرید بنانا، بیعت کرنا، یہ پرانا طریقہ کار ہے اور آج بھی موجود ہے کیونکہ پیر
 اب مولائی ہو گئے لہذا مریدوں کو بھی مولائی ہونا پڑا۔ پنجاب میں سات بڑے
 دربار ہیں سیدوں کے۔ جن کو سات ”اچھے“ کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑی

”اوج“ ضلع بہاولپور میں ہے اس کا اُج کا جو گدی نشین تھا اس کا نام ”شیر شاہ جلال“ تھا کیونکہ ”شیر شاہ جلال“ خود تو اہل سنت والجماعت تھا مگر اس کی اولاد میں سے تمام مولائی ہو گئے۔ اب ان سات گدیوں پر جو تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے وہ سیدوں کے ہاتھ میں ہے۔ جب یہ پیر کسی گاؤں میں جاتے تھے وہ گاؤں بھلا اہل سنت والجماعت کا ہی ہو اس میں ایک مرید کے گھر پیر کا ذریعہ لگتا تھا۔ پیر صاحب کے لئے چارپائی بچھائی جاتی تھی۔ اس پر گدے رکھے جاتے تھے۔ باقی مریدین آنے والے یا ساتھ والے سب نیچے بیٹھتے تھے۔ پیر صاحبان مریدوں کو مخاطب کرتے تھے اور ذکر کراتے تھے۔ ذکر کیا کہ صلوٰۃ پڑھو، مرید بیچارے صلوٰۃ پڑھتے تھے اب جو یہ مرید پیر صاحب کے پاس آتے ہیں یہ سب مریض ہیں ہر سی کی الگ الگ آرزو ہے یہ سب پیر صاحب سے دعا کرانے آتے ہیں۔ اب دئی کتا ہے ”پیر سائیں! میرا بچہ قید میں ہے۔“ تو پیر سائیں کے منہ سے نکلتا ہے کہ ”علی رحم کرے گا، بیچ تن پاک مدد کریں گے، مرید گھبراؤ نہیں، مولاعلی مدد کریں گے، تیرا بچہ رہا ہو جائے گا اور منت مانو کہ میں مجلس حسین پاک کا اپنے گھر میں ذکر کراؤں گا۔“ اور پھر وہ بچہ رہا ہو جاتا ہے۔ اب اس مرید جو جاہل سنی ہے اور پیر کے جال میں پھنسا ہوا ہے اب اس کے گلے میں مجلس عزرا کا طوق پھنس گیا اور اس نے اگلے سال مجلس کراچی۔ اب یہ منت ہر سال مرید کو پیر کے حکم پر کرائی پڑتی ہے اس طرح وہ پکا مولائی بھی ہو گیا اور ماتم بھی مجلس بھی کراتا رہتا ہے۔

دوسرا مرید کتا ہے ”پیر سائیں دعا کرو میرے گھر میں بچہ نہیں، پیر سائیں نے دعا کی۔ کچھ عرصہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ اب میاں بیوی پیر کے پاس خوش خوش جا رہے ہیں۔ ساتھ میں نیازیں نظر لی ہوئی ہیں۔ اب پیر سے دعا بھی کرائی ہے اور نام بھی رکھنا ہے۔ جب یہ دوسری دفعہ اپنے پیر سے ملتے ہیں تو مریدی کی گود میں بچہ ہے۔ مریدی کہتی ہیں ”پیر سائیں یہ آپ کی دین ہے ہم آپ کے غلام ہیں۔ آپ کے تبادر ہیں اب بچے کا نام بھی آپ نے رکھنا ہے تو پیر صاحب نے سید بادشاہ نے اس بچے کا نام ”حسین بخش“ رکھ دیا اور مولد حسین کی آپ نے جو منت مانی تھی، اب پوری کرو اور گھر میں مجلس عزرا کراؤ اور یہ مرید حضرات جو پیروں کی تعویذ گندوں سے مولائی مذہب میں داخل ہوئے پھر انہوں نے اپنے اپنے خاندانوں میں پیر صاحب کی کرامتیں بیان کیں تو لوگ جوق در جوق سیدوں کے جال میں چھٹے گئے اور مولائی بن گئے۔ اسی طرح جو مہاجرین پاکستان بننے کے بعد یہاں آئے انہوں نے دیکھا کہ پاکستان میں سیدوں کی مولائی فرقتے میں بڑی عزت اور احترام ہے تو ان میں جو بھی موچی، کسار، میرائی وغیرہ سب سید بنتے گئے اور میرائی ہوتے گئے اب تو یہ بیڑہ (کچھڑی) چوں چوں کا مرید بن گیا۔ ہر طرف سید ہی سید نظر آنے لگے اور اس وقت پاکستان میں ننانوے فیصد سید مولائی ہیں اور جو چھوٹی چھوٹی قومیں وہ سب ان کی تبلیغ سے مولائی بن گئیں۔

اللہ تعالیٰ مسلمان کو ایسی گمراہی اور کفر سے پناہ میں رکھے اور اس کتاب کو

ہدایت کا ذریعہ بنائے (آئین شم من)

تیسرا طریقہ واردات

وہ تین سید کون تھے

اس فرقے کو آگے بڑھانے کے لئے، ترقی دینے کے لئے سیدوں میں سے تین ایسے مبلغ سید پیدا ہوئے جنہوں نے مولائی فرقے کو بہت زیادہ فروغ دیا۔ ایک کے نام ”صدا حسین“ جو ”پھلوان پنجاب“ کا رہنے والا ہے اور دوسرا ”سید رحیم شاہ“ صوبہ سندھ ضلع خیرپور کا رہنے والا ہے۔ تیسرا بھی صوبہ سندھ میں پیدا ہوا اس کا نام ”محمدی شاہ شاہ پور جمانیہ والے“ ان تینوں کا مولائی فرقہ کو گلی گلی، کوچی کوچی پھیلانے کا رنگ نرالا ہی ہے، ان تینوں ”بزرگوں“ نے ایک فوج تیار کی۔ اس فوج کا نام رکھا۔ ”علی دامنگ“ اور ”حیدری ملنگ“ اور ”قلندری ملنگ“ کسی کا نام ”میدان علی“ کسی کا نام ”چرننگ علی“ کسی کا ”گل علی“ کسی کا ”باغ علی“ کسی کا ”دیدار علی“ کسی کا نام ”چمن علی“ کسی کا ”بہار علی“ کسی کا ”غلام علی“ کسی کا ”حسین بخش“ کسی کا ”حسن بخش“ کسی کا ”غلام حیدر“ کسی کا ”حجت علی“ کسی کا ”محبت علی“ ساتھ میں ان کا اسلحہ بھی تیار کیا گیا۔ اس اسلحے میں لوہے کی ”بیراگن“ (سلاخ) اور لوہے کا چٹا، سینگ، یہ سینگ نل گائے کا ہوتا ہے اس کو ”ناد علی“ کہتے ہیں یعنی علی کا ناد۔ ایک کشتہ ہوتا ہے۔ یہ سمندر میں پایا جاتا ہے۔ اس کو ”کشتہ حیدری“ کہتے ہیں اور لوہے کی زنجیر اس ملنگ کو پرنائی جاتی ہے اس کو ملنگی زبان میں ”قیدی امام زین

امامین“ کا کہتے ہیں یا ”سید سجاد“ کا اور ماتھ میں رنگ برنگے دھانگے جو گلے میں ڈالے جاتے ہیں ملنگ کے، اس کو ”حل وصال“ کہا جاتا ہے، ایک کپڑے کی ہسولی بنی ہوتی ہے۔ اس کو کنگول حیدریہ“ کہتے ہیں۔ ایک بہت بڑا الفا (جبہ) پہنایا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے یہ بھی ملنگ کو پہنایا جاتا ہے اور بازوؤں میں کچھ لوہے اور پتیل کے اور کچھ کچ کے شیشے کے کٹن پٹنائے جاتے ہیں ان کو ”کولاب قلندری“ کہا جاتا ہے۔ سر، داڑھی، مونچھیں ملنگ کی روزانہ شیو کر دی جاتی ہے۔ اب یہ مبلغ مولائی فرقہ کا تیار ہے اور جو اس کو تبلیغ کی جو تربیت دی جاتی ہے وہ ہے ”تمرا اور تولا“ اب آپ پوچھیں گے کہ ”تمرا اور تولا“ کیا ہے۔

تمرا کا معنی ہے کہ اہل بیت کے دشمنوں سے عداوت رکھنا، بغض رکھنا، لہرت کرنا، ان کے نقائص پیش کرنا، ان کی برائیوں کی تشہیر کرنا اور اہل بیت کے دشمنوں پر لعنت کرنا اور تولا کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھنا اور ان سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت رکھنا، اہل بیت کے فضائل ان کی تعریف و توصیف کرنا، حضرت علیؑ کو تمام کائنات سے افضل ماننا، اللہ کا منتخب امام ماننا، علیؑ کا فضل ماننا، حاجت روا ماننا، مشہل کشا ماننا، ہر زمانے کا مددگار ماننا، حاضر و ناظر ماننا، آدم سے پہلے ماننا اول و آخر ماننا، دست خدا ماننا، وحیہ اللہ ماننا، لسان اللہ ماننا، کلیم اللہ ماننا، ید اللہ ماننا، علیؑ کو خدا ماننا، خود کو مولائی نصیری کہلوانا۔

اوپر جن تین سیدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تینوں نے اس ملنگ فوج کو جو تبلیغ کا طریقہ کار سکھایا، وہ یہ تھا کہ اپنے روزانہ بازاروں، محلوں اور گلیوں میں جا

کر چنا بچانا ہے۔ تبلیغ گھر سنی کا، در سنی کا۔ گلی محلہ سنی کا اور دروازہ
 صدا دے رہا ہے۔ نیاز حسین، نیاز علی، بابا علی اکبر کا تم پر رحم کرتے۔ مولانا
 تینوں پتر دیوے۔ مولانا علی تینوں لال دولہا بناوے، مولانا علی تیرا گھر آباد کرے
 دے مائی شیخ تن پاک دے صدقے، دے بھائی شیخ تن پاک دے صدقے اور
 بجاتے بجاتے یہ کہنا کہ مادام مست قلندر، علی دا پہلا نمبر، ان تینوں حضرات
 ملنگ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا یعنی پنجاب، سندھ اور بلوچستان۔ ان کے
 مراکز ان جگہوں پر ہیں۔ (1) دربار سیون شریف، (2) اوج شریف، (3) دربار
 صدا حسین لاہور اب ان تربیت یافتہ ملنگوں کو حکم دیا گیا کہ صوبہ پنجاب اور
 سندھ میں پھیل جاؤ۔ کسی گاؤں کے اندر نہ جانا۔ دستوں میں چوہراہوں میں
 ویران سڑکوں پر ویران قبرستانوں میں اور پرانے سے درخت جیسے بوہڑ شیشم
 آموں کے درخت جہاں کیکروں، مھمٹا وہاں جا کر آپ نے ایک ایک نے یا دودھ
 تین تین نے ڈیرہ لگانا ہے اور دھواں لگانا ہے۔ نشہ آور چیزیں بھنگ چرس ڈوڈھی
 بیزی سگریٹ وغیرہ خود بھی پینی ہے اور جو آپ کے جال میں آکر پھنسیں ان کو
 بھی پانا ہے۔ اور مادام مست قلندر علی دا پہلا نمبر اور صحابہ اکرام کے نقائص اور
 عیب نکال کر جاہل لوگوں کو بتانا اور صحابہ اکرام پر لعن طعن سرعام کرنا۔ ان میں
 سے جو تیسرا سید جو مہدی شاہ سندھ کا رہنے والا یہ ملنگوں کا قائد ہے۔ اس کا
 تبلیغ کا طریقہ کار بڑا عجیب ہے۔ وہ یہ کہ یہ خود پاؤں میں گھٹھمرو باندھ کر اپنی
 مریدنی گانے والی طوائفوں کے ساتھ خود بھی ناچتا تھا۔ مادام مست قلندر علی دا

پہلا نمبر۔ یہ تبلیغ شاہ صاحب کی اتنی موثر ہوئی کہ جتنی بھی پاکستان میں طوائفیں
 تھیں وہ سب کی سب ان کی مریدنی ہو گئیں اور اب یہ بھی ایک بڑی طوائفوں
 کی فوج ہے جو پاکستان میں اپنے مخصوص اڈوں پر تبلیغ کرتی اور کرواتی ہیں۔ جتنے
 ہی پاکستان میں بازار حسن ہیں ان میں جو امام بارگاہ ہیں وہ ان تین سیدیوں کی
 تبلیغ کی بدولت ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ شک ہو کہ میں نے تحریر میں یا دعویٰ
 میں غلط لکھا ہے تو میرا چیلنج قبول کریں جا کر خود اپنی آنکھوں سے بازار حسن
 دیکھیں اس جگہ کی نشاندہی کریں جہاں پر یہ امام باڑے تعمیر کئے گئے ہیں۔ امام
 باڑہ نزد گھنٹہ گھر فیصل آباد، نزد بادشاہی مسجد لاہور، حیدر آباد بازار حسن، کراچی،
 بازار حسن، جھونا مارکیٹ۔ میں نے اوپر لکھا ہے کہ جتنے مذہب سے آزاد جرائم
 ہوتے لوگ تھے وہ مولویوں، ذاکرین، صالح خانوں اور ان شاہ صاحبوں کی تبلیغ سے
 "الائی آہستہ آہستہ بڑھتے گئے۔ پاکستان کے جتنے فلسماز، موسیقار یا گلوکار ہدایت
 کار، ڈرامہ نگار، جاگیردار، زمیندار، ان کی تقریباً 60 فیصد اکثریت مولائی ہو گئی۔
 صرف اس لئے کہ اس مذہب میں کوئی قائد نہیں ہے۔ اور ہر بات آزادی کے
 ساتھ ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں کی اکثریت آزادی پسند ہے اور قرآن
 پاک نے بھی فرمایا ہے کہ اکثر لوگ جاہل فاسق فاجر غافل گمراہ اور آزادی نفس
 پرست ہیں اور اسلام ایک ضابطہ حیات ہے اور مسلمان قرآن و حدیث کا مکلف
 ہے۔ اپنی من مانی یا اپنی مرضی یا عقل لڑانا یا قیاس آرائیاں اسلام میں ناجائز ہیں۔
 مگر مولائی فرقے میں پوری آزادی ہے نماز روزہ زکوٰۃ حج قرآن حدیث زبان سے

رسم عزاداری

گھوڑا

ہندوستان اور پاکستان میں گھوڑے کی رسم کو کامیابی کے ساتھ ہر سال دس محرم کو بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت حسینؑ دس محرم اونٹنی پر سوار تھے یعنی حضرت حسینؑ کی آخری سواری جس پر سوار ہو کر شہداء ہوئے اونٹنی تھی، گھوڑا نہیں تھا۔ کیونکہ مولائی اس رسم کو اس لئے ادا کرتے ہیں کہ حضرت حسینؑ کا جو گھوڑا تھا جس کا نام مرتجز تھا، وہ گھوڑا مولائی کے مطابق آخری وقت بی بی شہربانو کو لے کر ایران روانہ ہو گیا تھا۔ آگے کی ثبوت نہیں۔ مگر مولائی حضرات اس رسم کو ثواب سمجھ کر گھوڑا نکالتے ہیں۔ لوگوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ حضرت حسینؑ کا گھوڑا نکالنا ثواب ہے مگر کے ثواب ہونے کا ثبوت قرآن و حدیث و آئمہ اطہار سے کسی طرح نہیں ملتا۔ نبی پاکؐ نے اونٹوں اور گھوڑوں پر سواری کی ہے مگر صحابہ اور اہل بیت نے سواری نہیں کریمؑ کا اور حضرت علیؑ کا کوئی گھوڑا نہیں نکالا۔ حضرت علیؑ کا گھوڑا حضرت حسنؑ نے نہیں نکالا اور حضرت حسنؑ کا حضرت حسینؑ نے گھوڑا نہیں نکالا۔

حضرت زین العابدین نے اور زین العابدین کا محمد باقر نے اور محمد باقرؑ نے گھوڑا نہیں نکالا اور جعفر صاحبؑ کا موسیٰ کاظمؑ نے اور موسیٰ کاظمؑ نے اور علی رضاؑ نے اور محمد تقیؑ نے اور محمد تقیؑ نے اور علی نقیؑ نے اور علی نقیؑ نے گھوڑا نہیں نکالا۔ یعنی دنیا میں کوئی آدمی یہ روایت نہیں پیش کر سکتا۔ گھوڑا نکالنے کا کہ امام یا صحابی بزرگ نے کسی کا گھوڑا نکالا ہو یا نکالنا گھوڑا نکالنا امام حسینؑ کا نہ یہ فرض ہے اور امام حسینؑ ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ ایک رسم ہے اور جو بدعت ہو اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ۝

ہر بدعت گمراہی ہے ہر گمراہی آگ میں پہنچانے والی ہے۔

اس لئے مولائی علماء یا ذاکرین کبھی گھوڑے کی رسم میں شامل نہیں ہوتے اور کبھی کسی عالم کو سیاہ عمامے والا یا سفید عمامے والا گھوڑے کو چومتے یا پوجتے نہیں دیکھیں گے۔ یہ تو جاہل اور غریب مسکین کی باتیں ہیں لوگ گھوڑے کو چومتے پوجا کرتے ہیں اور منت مانتے ہیں۔ کالے عمامے والا مولوی کبھی گھوڑے کی منت مانے گا اور نہ اس پر عمل کرے گا۔ کیونکہ میں ستائیس سال مولائیوں کا اور ملائیوں کا مطالعہ رہا۔ پریذیکل مجھے گھوڑا نکالنے کا واسطہ پڑا کیونکہ میرا گھرانہ تمام رسمیں عزاداری کی ادا کرتے تھے۔ میرے ہی گھر سے یہ رسمیں تیار

ہو کر نکلتی تھیں اور بچپن ہی سے میں ان کو دیکھتا آ رہا تھا۔ میرے والد صاحب بہت بڑے مولائی عزادار تھے۔ میری والدہ اور بہنیں اور بھائی ان سب رسموں کو ادا کرتے تھے جو دس دن محرم میں ادا کی جاتی ہیں۔ ادھر چاند محرم کا نظر آتا ادھر ہمارے گھر رونے کی آوازیں شروع ہو جاتیں۔ سب سے پہلے تمام گھر کے افراد کے لئے سیاہ کپڑے پہننے کو حکم دیتے اور اگر نئے نہ ہوتے تو پرانے کپڑوں کو سیاہ رنگ دے کر اس میں شلوار قبض، دوپٹہ اور پگڑی یہ معلوم نہ تھا کہ فقہ جعفریہ کے نزدیک بقول ائمہ کلا کپڑا پہننا حرام ہے۔

بند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام پر سید کہہ رہا تھا سیاہ نماز بکنم فرمودہ کہ در آن نماز مکن کہ لباس اہل جہنم است۔

ملیۃ الیقین تالیف عالم ربانی ملا باقی مجلسی صفحہ 8 طبع امرتسار

تہذیب الاحکام صفحہ چار پر کالا کپڑا پہننا حرام ہے کیونکہ یہ جنیوں کا لباس ہے اور حضرت علیؑ فرماتے ہیں و قال امیر المؤمنین علیہ السلام فیما علما صحابہ لبسوا السواد خانہ لباس فرعون من لا یحضر لا (الفقہ جلد 1 صفحہ 143) کالا لباس فرعون کا لباس ہے۔

مگر کیونکہ یہ رسم ہے اس لئے ہمارے بزرگ اس کو ثواب سمجھ کر پہنتے تھے اور امام کے فرمان کی نافرمانی کرتے تھے۔

ہاں تو میں بات کر رہا تھا ہمارے گھر میں سب سے پہلے سیاہ لباس پہننے کو حکم

ہوا تھا اور یکم محرم سے لے کر 13 محرم تک زمین پر سونا کوئی سیدھی چارپائی پر نہیں ہوتا تھا۔ یہ رسم بھی مومنین میں عام ہے۔ یعنی کوئی مولائی دس دن چارپائی پر نہیں سوتا۔ سوائے مولوی اور ڈاکر کے علاوہ باقی سب مومنین زمین پر سونا نہیں رکھتے تھے اور دس دن عورتوں اور مردوں یعنی دس راتوں کا جگر تاتا کرنا ایک کبھا جاتا ہے۔ ماتم کرنا، سینہ زنی، زنجیر زنی، گرز زنی اور نوچ خوانی ثواب کہا جاتا تھا۔ اٹھتے بیٹھے یا حسین والی حسین یعنی سلام کی جگہ یہی جملے کہتے تھے۔ آئیے آپ کو بتاؤں کہ گھوڑا کی رسم کس طرح ادا کی جاتی تھی۔ سب سے پہلے دو گھوڑا خرید کر امام حسین کے نام پر کھڑا کر دیا جاتا اس کو خوب کھلایا پلایا جاتا اور اس کو نامرد کیا جاتا ہے۔ یا پھر گھوڑی خریدی جاتی ہے۔ اب یہ نامزد ہو گیا۔ یہ ہر سال امام حسین کا گھوڑا بنے گا۔ تو اس کی خوب خدمت کی جاتی ہے۔ ادا اسل یہ پنے اور اچھی اچھی خوراکیں، منت کی خوراکیں کھاتا رہتا ہے۔ جو ادا اسل ختم نہیں ہوتی ایسا ہی گھوڑا ہمارے والد صاحب کے پاس بھی تھا۔ سو والد صاحب کے سوا کوئی اس پر سوار نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ہم گاؤں میں رہتے تھے۔ جب یہ گھوڑا اصطبل سے نکلتا تھا، ہمارے والد صاحب اس کی لگام پکڑ کر اس کو گلیوں میں لے کر چلتے تھے تو گاؤں کے مرد اور عورتیں امام حسین کا گھوڑا دیکھتے تو سب سلام کرتے۔ جب دس محرم کا دن آیا تو میرے والد صاحب نے ہمارے بڑے بھائیوں کو کہا کہ ذوالجناح کو لے جاؤ۔ نیوب ویل پر اس کو خوب لگا کر لے آؤ۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ میں بھی چلا گیا۔ اس وقت میں چھوٹا تھا۔

جب ٹوب ویل پر پہنچے تو مولانا کو خوب چار چکی صابن لگا کر خوب مولانا کی دھوا لیا کی۔ جب مولانا صاف ہو گیا تو بہت بڑا تویہ جو نیا تھا مولانا کو خشک کیا گیا۔ اب مولانا کو لے کر حویلی پر آگئے۔ اس حویلی کے اندر ایک بڑا حال تھا، اس حال میں مولانا کے پاؤں صاف کئے پکارنگ سرخ لے کر مولانا کے پاؤں پر سرخ رنگ لگایا گیا۔ کمرے کے اندر سے ایک صندوق لایا گیا۔ اس میں مولانا کی پوشاک یعنی بہت بڑی چادر پہلے کاٹھی مولانا پر سجائی گئی پھر اس پر زین کے سرے پر سفید پگڑی جو امام حسین کے نامزد کی گئی اس پگڑی پر میرے والد صاحب نے وہی رنگ اٹھا کر لگا دیا۔ اب اس کے گلے میں کچھ رنگین دوپٹے رنگ برنگے دوپٹے ڈال دیئے۔ تموار ساتھ لگا دی دی اب یہ امام حسین کا ذوالجناح بن گیا۔ ادھر آخری ذاکر حضرت حسین کی شہادت پڑھنے والا اس گھوڑے کا انتظار کر رہا ہے۔ اب یہ گھوڑا پورا ذوالجناح بن گیا ہے۔ مولانا مردوں عورتوں کا تصور یہ ہے کہ یہ خالص گھوڑا ابھی ابھی کھانا سے آیا ہے اور یہ اپنی شان و شوکت سے نکلا تو مولانا مرد اور عورتیں ٹوٹ پڑے۔ کوئی چادر چوم رہا ہے، کوئی منہ چوم رہا ہے، کوئی ٹانگ چوم رہا ہے، کوئی گھوڑے کا پوچھل چوم رہا ہے اور چیخ و پکار کی آوازیں آرہی ہیں۔ روتی ہوئی عورتیں اور مرد پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہیں کہ اے گھوڑے تم نے ہمارے آقا حسین کو کس جگہ کر بلا میں اتارا جیسے جیسے یہ گھوڑا امام باڑے کی طرف جاتا ہے عزاداری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پس اچانک یہ گھوڑا امام باڑے پہنچ جاتا ہے۔ تو ذاکر یا مولانا کی نظر جب گھوڑے پر پڑتی ہے تو سڑ میں پکار کر کہتا ہے کہ دیکھو یہ

گھوڑا حسین کو اتار کر ابھی ابھی آیا ہے۔ یہ حسین کا گواہ ہے۔ گھوڑے کی طرف اشارہ ہو کر ذاکر کہتا ہے اے حسین کا گھوڑا تو حسین کا گھوڑا ہے تو نے حسین کو اس طرح اتارا ہے۔ اور بی بی زینب اور سیکند نے تجھے جاتے ہوئے دیکھا ہو کہ ہر طرف چیخ و پکار کی آوازیں شروع ہو جاتی ہیں اور ذاکر سٹیج سے اتر کر گم ہو جاتا ہے اور سب لوگ ذوالجناح پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور سب چومنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی گھوڑا جب مردوں کی حدود سے نکل کر عورتوں کی طرف جاتا ہے تو عورتیں ویسے ٹوٹ پڑتیں اور یہ پوچھتیں تو نے علی اکبر کو کہاں چھوڑا۔ عباس کو کہاں چھوڑا۔ ہر طرف رونے کی اور چیخنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ میں اس طرح یہ گھوڑے کی رسم ہر جگہ، ہر گاؤں یعنی سارے پاکستان میں ادا ہوتی رہا۔

1971ء کا واقعہ ہے جب میں مولانا کا امام تھا، یہ ضلع ملتان کا واقعہ ہے۔ ایک دفعہ نو محرم کو ہماری مونٹ یعنی گھوڑی وہ مر گئی تھی۔ ادھر ایک دن رہ گیا تھا۔ ذوالجناح نکالنے کے لئے کوئی گھوڑی نہیں تھی اب مجبوراً ہمیں زمینداروں کا مست گھوڑا لانا پڑا اسے ہم نے ذوالجناح بنایا جب یہ ذوالجناح تو دو ملنگ ٹپے کے سیاہ لٹے پنپے ہوئے تھے، ان کو میں نے کہا تھا کہ ذوالجناح کو یعنی مولانا کو پکڑ کر یہ گیارہ مہینے تو گھوڑا ہوتا ہے، دس محرم کو منت والا بن جاتا ہے اور حاجت روا بن جاتا ہے۔ اور مولانا بن جاتا ہے۔ اب ان ملنگوں نے اس مولانا کو پکڑ کر ہلوس کے آگے آگے پکڑ کر چل رہے تھے۔ پیچھے مذکر مونٹ چل رہے تھے۔ جو

اس کا ماتم نوہ خوانی اور ملتان اور سندھ کی طرف ماتم میں وصول بجایا کرے
 اچانک دوسری طرف گلی کے سرے سے مولانا ذی آری تھی یعنی گھوڑی آری
 تھی۔ ادھر مولانا کی جب نظر پڑی تو مولانا کے چپکے چھوٹ گئے۔ جنس کو جنس نے
 دیکھا تو مولانا تو دو لالوں پر کھڑا ہو گیا اور تمام کی توجہ مولانا کی طرف ہو گئی اور
 جنہوں نے مولانا کو پکڑا ہوا تھا مولانا ایک طرف اور ملنگ دوسری طرف تو جو پیچھے
 ماننے والے تھے انہوں نے جب مولانا کی حالت دیکھی تو نوہ خوانی بھول گئے اور
 سب نے دیکھ کر کما صبر مولانا ہو تو صبر کرے۔ دو تو تھا گھوڑا عزا دار کہنے لگے
 مولانا آج مہربانی کرو یہ نام مصائب کا ہے۔ یہ وقت ہماری عبادت کا ہے اور ہماری
 عزا داری کی عزت کا سوال ہے۔ مگر گھوڑے نے کما میری غیرت کا سوال ہے۔
 معرفت علی کا فرمان ہے کتاب کا نام الفقیہ صفحہ 290۔ ترجمہ جو کوئی قبر کی تہجد
 کرے یا اصل کی نقل بنائے وہ اسلام سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان
 رسوں اور بدعتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

کونڈے

کونڈے بھی ایک منت کی رسم ہے جو بڑے اہتمام سے مولانا فرتے ہیں
 منائی جاتی ہے۔ بظاہر اس کی پہلی حضرت امام جعفر صادق نام پر کی جاتی ہے
 سب سے پہلے ہندوستان میں اس کی ایجاد ہوئی جو مہاجرین مولانا آئے انہوں
 نے پاکستان میں اس منت کو عام کرنے کی تبلیغ شروع کی اور اس کا نام رکھا
 کونڈے امام جعفر کے اور لکڑہارے کی کہانی جو کسی مستند کتاب میں نہیں ملتی۔

اسم یہ ہوا کہ یہ ختم امام جعفر کا ہے۔ جب اس کا ختم نام رکھا گیا تو پاکستان میں
 نام لہا اس ختم میں شامل ہو گئے۔ آہستہ آہستہ نام نہاد سنی بھی اس کو جائز قرار
 دینے لگے۔ اب پاکستان میں مولانا نام نہاد سنی مل کر پکارتے اور دونوں کھاتے
 ہیں۔ حالانکہ امام جعفر صادق کا اس ختم یعنی کونڈے سے دور کا بھی واسطہ نہیں
 ہے۔

22 رجب کو نہ حضرت امام جعفر کی ولادت ہے نہ وفات ہے۔ اس لئے
 اصل تاریخ اس ختم کا حضرت امیر معاویہ ہے۔ 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ
 کی وفات کا دن ہے اور مولانا حضرات حضرت امام امیر معاویہ کو اپنا ازلی دشمن
 قرار دیتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خوشی میں کونڈے پکائے جاتے
 ہیں۔ مگر سنی بے چارہ بے خبر تہمہ بازی میں شامل ہو جاتا ہے اور اس خوش فہمی
 میں ہوتا ہے کہ میں ختم امام جعفر صادق کا پکا رہا ہوں اور خود بھی کھا رہا ہوں اور
 لوگوں کو بھی کھلا رہا ہوں اور مجھے بہت بڑا ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ ایجاد مولانا کی
 ہے لہذا اس کا ثواب سنی کو ملنا نہ ممکن ہے، نہ فرض ہے، نہ واجب ہے، نہ
 سنت ہے بلکہ یہ رسم بدعت ہے اور بدعت کا کوئی ثواب نہیں ہوتا۔

آئیے اب میں آپ کو بتاؤں کہ اس کی کیا شرائط ہیں۔ میں آپ کو بتاتا
 ہوں کس طرح کھلائے جاتے ہیں اور کس طرح پکائے جاتے ہیں۔ شروع شروع
 میں تو وہ مولانا جو کٹر قسم کے اس رسم کو ادا کرتے تھے اور یہ چھپ کر رات کے
 اوجیرے میں پکاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ جب 22 رجب کی شام ترازو

آٹا یا معدہ تول کر منت کا تول کر گنزویوں کے لئے اور سوچی تول کر ایک طرف رکھ دیتے اور دودھ خالص دیکھی اور اگر خالص نکھی نہ ہو تو ڈالڈے میں پکایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے پورے گاؤں میں گھر کو صاف کیا جاتا ہے یعنی اس گھر میں عورتیں صاف ہوتی ہیں اور کپڑے صاف پہنتی ہے اور جس جگہ یہ منت منائی جاتی ہے اس جگہ کو صاف کیا جاتا ہے اور اس منت میں نئے برتن استعمال کئے جاتے ہیں اور جو حلوہ پکانے والی عورتیں ہوتی ہیں تو ان کا غسل کرنا اور وضو کرنا ضروری ہے اور اگر عورت سید زادی مل جائے تو سونے پہ سہاگہ ہے کیونکہ کونڈے پکانے میں سید زادی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ یہ رات کو ہی کونڈوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ ابھی آسمان پر ستارے ہوتے ہیں۔ کونڈے کھانے والے 'ولائی نوجوان' بوڑھے، عورتیں، بچوں کی ٹولیاں گھروں میں روانہ ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ کونڈوں میں شرط ہے کہ یہ نیاز باہر نہیں لے جا سکتا تقسیم نہیں کر سکتا، نہ پلیٹ میں، نہ ہاتھ میں اور جو کھانے والے جب منت والے گھر جاتے ہیں تو پہلے وضو کرنا پڑتا ہے۔ ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ ایک آدمی کرسی پر دروازے پر بیٹھا ہوتا ہے اور وہ ہر ایک سے چند سوال کرتا ہے یعنی کھانے والے سے۔

(1) پہلا سوال: اصول دین کتنے ہیں وہ جواب دے گا پانچ ہیں۔ وہ سوال کرے گا کہ فروع دین کتنے ہیں۔ وہ پوچھے گا کتنے ہیں وہ کہے گا دس۔ وہ کہے گا کہ فروع دین میں ساتواں تولہ آنھواں تمبرہ وہ کرسی والا جوان کے گا کہ تولہ کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہے گا آل محمد کے ساتھ محبت رکھنا اور آل محمد کے دوستوں سے محبت

رکھنا۔ علی اور حسن اور حسین، فاطمہ، زہرہ اور بارہ امام کو حاجت روا ماننا مشکل کاشا ماننا اپنا شافعی اور رازق ماننا۔ رہبر و ہادی ماننا، کائنات کا مقصد ماننا کل مختار ماننا، غیب کا جاننے والا ماننا اور حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل ماننا اور وہ پوچھے گا کہ تمبرہ کا کیا معنی ہے۔ وہ منت کھانے والا کہے گا چاہے وہ بچہ ہے یا بوڑھا ہے یا نوجوان ہو یا عورت کہ تمبرہ کا معنی اہل بیت کے دشمنوں پر لعنت کرنا۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت معاویہ پر لعنت کی۔ صبار کرنا، نفرت کرنا، دشمنی کرنا، ان کے نقائص بیان کرنا، اس کے بعد گھر علی ولی اللہ وصی رسول اللہ پڑھتے رہتا۔ کیونکہ آج 22 رجب ہے۔ حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے یہ حلوہ پوری کھیر دودھ کی اور خوشی کا جشن منایا جائے۔ عورتیں مرد مل کر لعنت کرتے ہیں اس کے بعد کبڑا سفید جو اس منت یعنی کچی چیزوں پر ڈالا جاتا تو اس کو ہٹایا جاتا ہے۔ پھر ساتھ ساتھ تمبرہ بھی کرتے ہیں اور لقمہ بھی اٹھاٹھا کر رکھاتے ہیں۔ یہ تو تھنی اصل رسم جو میں نے قارئین حضرات کو آگاہ کیا مگر اب سنی نام نہاد پکانے شروع کئے تو مولائیوں نے تمبرہ چھوڑ دیا۔ یعنی تمبرہ میں نام "ناپ" کو چھوڑ دیا اور صرف باقی یہ کہنا اہل بیت کے دشمن پر لعنت ہے ابھی کہتے ہیں اور نام نہاد سنی بھی اس کو منت بڑے اہتمام سے پکاتے ہیں۔

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں قارئین حضرات یہ بدعت ہے اس کا کوئی ثواب نہیں ہے اور نہ کسی مستند کتاب میں ان کونڈوں کا ذکر ہے۔ کیونکہ میں خود 27 سال مولائی فرقے کا عالم رہا اور یہ خود گھر میں رسم ادا کرتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں ان

رسموں اور بدعتوں سے محفوظ فرمائے اور اللہ کی کتاب قرآن مجید اور سنت پیغمبر پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

تابوت کا نکالنا

قارئین کرام گزارش یہ ہے کہ جہاں گھوڑے اور کونڈوں کا ذکر اوپر تفصیل سے آچکا ہے وہاں پر یہ رسم یعنی تابوت نکالنا، اس کو زری بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی بڑے اہتمام سے پاکستان میں منائی جاتی ہے۔ یہ حضرت امام حسین کے روضہ کی نقل ہوتی ہے۔ چار مستری کم از کم اس پر کام کرتے ہیں اور چاروں بادھو ہوتے ہیں اور جو بانی تابوت ہوتا ہے اس کو بھی وضو کرنا پڑتا ہے۔ یہ مستری زیادہ سے زیادہ شہر ملتان میں پائے جاتے ہیں اور اس میں لکڑی کی گلکاری اور شیشے کی گلکاری اور چمکنے والا کانڈ اس تابوت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تابوت لکڑی، گتے کا کانڈ سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر چھوٹی سی قبر گتے اور کانڈ کی بنائی جاتی ہے۔ یہ قبر تصور میں لی جاتی ہے یہ حضرت حسین کی قبر ہے۔ اور ساتھ میں چھوٹی سی قبر علی اصغر یعنی حضرت امام حسین کے بیٹے کی ہے۔ جس کی عمر چھ مہینے کی ہے اور یہ اپنے باپ کی گود میں تیر کھا کر شہید ہو گئے۔ تابوت برب تیار ہو جاتا ہے تو دسویں محرم کو اس کو زیارت کے لئے چوراہوں پر یا امام بازوں پر گھروں میں زیارت کے لئے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور مشہور کر دیا ہے کہ یہ تابوت یہ روضہ حضرت امام حسین کا ہے۔ اب ٹولیوں کی ٹولیاں جتھوں کے جتھے زیارت کے لئے آتے ہیں اور ہاتھ اور منہ خوب چومتے اور سلام کرتے ہیں اور

بھی رکھتے ہیں۔ اور عورتیں اور مرد منت بھی مانتے ہیں۔ پیسے بھی رکھتے ہیں۔ کسی کے پاس دس روپے کسی کے پاس 20 روپے کسی کے پاس سو روپیہ اس تابوت میں ڈال دیتے ہیں۔ قارئین کرام اس رسم کو کھانے والا خرچہ سال بھر کا نکل آتا ہے۔ اور ہر سال وہ مولائی اس رسم کو بڑے اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں۔ حالانکہ یہ رسم بدعت ہے اس کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسم بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تین کونے والا جھنڈا (جسے الم کہا جاتا ہے)

یہ الم غازی عباس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین کی فوج کا جو سپہ سالار عباس ابن علی تھا۔ اس الم کی رسم اہل ہندوستان اور پاکستان میں بڑے اہتمام کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ ہر گھر سے حضرت عباس کے جھنڈے اور الم نکالے جاتے ہیں۔ اس رسم کو سندھ میں بھی بڑے بڑے الموں سے سجایا اور منایا جاتا ہے۔ سندھ میں بڑی بڑی چالیس پچاس فٹ کی لکڑیاں لے کر غازی عباس کا الم بنایا جاتا ہے۔ پچاس ساٹھ فٹ لمبی لکڑی لوہے کا پائپ لے کر رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ الم بنانے میں جو لکڑی استعمال کی جاتی ہے وہ شیشم یا نیکر یا سفید یا پانس یا لوہے کا پائپ استعمال کیا جاتا ہے۔ اتنا لمبے الموں والا الم پہلے اس کو اچھی طرح رندہ لگا کر اس کو صاف کیا جاتا ہے پھر پکارنگ بھرا اس کو لگایا جاتا ہے یہ لکڑی ساری سبز ہو جاتی ہے۔ پھر لکڑی کا یہ پنجرہ اس کو بھی رنگا جاتا ہے اور چاروں طرف رسیاں باندھ دی جاتی ہیں۔ اب اس امام کو

خود تو کھڑا نہیں ہو سکتا کوئی ساٹھ پچاس آدمی اس کو کھڑا کرنے کے لئے نعرے لگاتے ہیں۔ اب یہ پچاس ساٹھ آدمیوں کے بغیر سیدھا نہیں ہو سکتا تو یہ کس کی حاجت روائی کرے گا۔ کیونکہ الم سے مولائی عورتیں مرد دماغتے ہیں اور چومتے اور الم کی پوجا کرتے ہیں اور الم کی پوجا کرتے ہیں یعنی لکڑی کی پوجا کرنے والی ہے اور جو مسلمان اپنی پارٹیوں کے جھنڈے بناتے ہیں ان کو نہ ہی پوختے اور نہ چومتے ہیں مگر مولائی گھروالے جھنڈے کو یعنی الم چومتے بھی ہیں منت بھی مانتے ہیں اور میں خود بھی چومتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم اور بدعت سے تمام مسلمانوں کو بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

میت حضرت عباس اناطین اس میت کا طریقہ کار بتانے سے پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ مولائی مذہب میں یہ نیاز بڑے اہتمام اور انوکھے طریقے سے پکائی جاتی ہے کیونکہ اس نیاز کا تعلق حضرت عباس سے ہے۔ اور حضرت عباس حضرت عثمان کے بھائی ہیں جنکی والدہ ماجدہ کا نام ام البنین ہے جو حضرت علی کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اگر کوئی مولائی ڈرتا ہے تو وہ حضرت عباس کے نام سے جب کوئی مولائی چوری یا کوئی اور جرم کرے تو وہ حضرت عباس کی قسم کے علاوہ نہیں مانے گا۔

طریقہ نیاز۔ پکانے والا غسل کرے گا و منور کرے گا پکڑے پینے گا جس اور صاف برتن میں یہ نیاز (حاضر ہی) پکائی جاتی ہے وہ پاک ہونا چاہیے۔ دیکھی گھی یا کلونی دیکھ اور سوچی یا دام پستہ چینی ہوزن۔ پھر خام مولائیوں کو کھلائی جاتی ہے اور ساتھ میں صحابہ کرام پر تبرہ بھی کیا جاتا ہے ساتھ میں کہتے ہیں کہ ہم دشمن اہلبیت پر تبرہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اس بدعت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

ہدیہ صدیق اکبر

صدیق کی صداقت سے چمن میں پھول کھلتے ہیں انہی کے نقش قدم سے اصول بنتے ہیں تو مجھ سے قصر صداقت کی منزلت مت پوچھ انہی کے گھر سے تو دولہا رسول بنتے ہیں وہ بندہ بندہ نہیں اور بندوں میں شمار نہیں جس بندے کو صحابہ سے کوئی پیار نہیں باغ فردوس میں اللہ نبی لکھا ہے ذالی ذالی پہ ابو بکر و عمر لکھا ہے سبز پتیوں پہ عثمان اور کھلی پہ علی سرخ پھولوں پہ شیر و شہر لکھا ہے اقلیم معرفت کا سکندر صدیق ہے کشتی نجات کا ننگر صدیق ہے صبر و رضائے حق میں گھر سر فدا کرے جنت میں جو پہلے جائے وہ تو نگر صدیق ہے کوثر ہے نبی کا تو ساغر ہے سبحی کا ساغر کے تلے ہاتھ ہے یاراں نبی کا

حسین تو نے مرنے کو جینا سکھا دیا
اس راز سے واقف ہیں زمانے والے
زندہ ہیں محمد کے گھرانے والے
کچھ مٹ گئے کچھ مٹ جائیں گے
صحابہ تیرا نام منانے والے

یہ ارض و سما کس کے قرینے سے بنے ہیں
محمد کے جو نائب ہیں مدینے سے بنے ہیں
محسن کرے تعریف کیا ان کی کہ سب مرسل
جام ان کی محبت کا ہی پینے سے بنے ہیں

دیکھے جو تیرا جلوہ ترپ جائے نظر بھی
روشن ہی تیرے نام سے صدیق و عمر بھی
دفاکی راہ میں نواسہ رسول بھی

ہدیہ صحابہ کرام

بتا نے عالمین کی رحمت خرید لی
بابا نے ضرب بدلے عبادت خرید لی
پردہ میں ماں نے عصمت و عظمت خرید لی
ہمشیر نے جہاں کی شرافت خرید لی
محسن تیرے پیر نے ایک سجدہ کے عوض
خالق کے پاس تھی جو جنت خرید لی

خالق کی مشیت کا شناسا ایسا
پاؤں کے تلے کوثر وہ پیاسا ایسا
کیوں نہ فخر سے کہیں اے رسولِ علی
قسمت سے تو ملتا ہے نواسا ایسا

دشت بلا کو عرش کا زینہ بنا دیا
جنگل کو مصطفیٰ کا مہینہ بنا دیا
کتھر جو گرے گود میں اسے در بنا دیا
عاصی جو پہلے آئے اسے حر بنا دیا

عقل عقل وانا اک نکتے توں پر کھیندائے
 ہندائے کون لہوے محسن جنمناں رب ہی مہر مریدائے
 چار دیواری دے جد آ بیٹھی بارات اے
 ہنوز مقام دتے آئی برکت والی رات اے
 میکاکیل پنے آکھن ایسہ جو رحمت لائی برسات اے
 صدیق دھی اے صدیق جدا شوہر بیدی وات اے

ماکا صداقت دی تے صدیق دی صاحبزادی
 پاک رسول دے گھر اے آئی ایسہ پاک رسول دے دادی
 گھر جتنی ایسہ کر سکیا ایہ ٹولی ابن سبا دی
 پتر ہلائی نہیں جیڑا قدر کرے نہ ماوی

پرواہ دی قدرت دے ہن عجب نرالے رنگ اے
 یار رسول اللہ دے بیٹھے دشمن کڈھن مندے
 کڈھنا کم کم طرفاں دا جرڑے ہون عقل دے اندھے
 ب خلقت توں افضل جرڑے آپ رسول نے منگے

دوہڑہ

گئے موسم بدل عداوت دے یک لخت صداقت
 میں آیا سمجھاؤں سنیاں کوں میں کوں غیرت دل وچ ک
 جیڑے ہن دشمن اصحاب دے اناندے سر تے قیامت
 ایسہ روئے پٹدے محسن مرمن تقدیر ایویں سمجھا
 مرض عییاں دی تنگ آ گیا ٹریا علما دے در
 از غیب وچوں آواز آئی ہے نجات صحابہ دے در
 وچ ہدایت کرو اہنناں بنیاں کوں میرے صحابہ قدر شناس
 آیا محسن در صدیق اتے حائل تے ہو گیا پاس
 ہر تاریخ گواہی دیدی تے رسول دے چار اصحاب
 پسا صدیق اکبر ہے اتے دو جا عمر خطاب
 غنیاں وچوں عثمان غنی چوتھا حیدر پاک نواب
 اہنناں چوہاں دا جیڑا محسن دشمن ہے اوں تے لعنت کرن ثواب
 صدیق عمر دے دشمن کوں رب آپ سزواں دیدے
 جیڑے سنے بغض عداوت دے ہتھوں اتے کھڑ کڈھنا

مینڈے دل وی ہے تسکین علی بن عامر علی دل
اندی تاب تے طاقت پچھ مرہب توں بیس پٹیا در خیر
اسلام دا شیر دلیر علی نہیں ہرگز تقیہ
ادہی زوجہ کون دربار پھراویں بے شرما بڈنیں

نکھیں دا جوہر اصول بن داءے خدا دا بھیجا رسول بن
رسول جس کون نیا کے زلفاں کھڈا دے ابن بتول بنا

صدیق صداقت دا انمول گیند

ٹک ہووے اگر کیس کون ونج ڈیکھے مدینہ

صدیق رسالت دی سیرت دا آئینہ

توں کھنل بھلا کیا سمجھیں جیہڑا دل دا ٹاپینا

اسلام والے بازار دے ونج بن مرچل بجرن دے

کئی موتی وی قد قامت آی کئی موتی وی قد

داکون تسبیح رحما دے صدیق علی ونج

دیکھ تو کل اصحابہ وی تقدیر حیران

گھراں دی برسات دے ونج بیضا سبق نماز دا دیندائے
کے پچڑا اولی الامر دا ہر تیر سلام کرندائے
لگن ڈھکے سمیٹیں دو شاہ بھین کون ایسہ فرماندا اے
نہ آویں مہری اہل جانی پیا ویرانجہ دیندائے

دھنڈ خنجر دے کروٹ بدلی پچھیا شمر نے راز اے
خنجر تے تیرا گل پھر دا تیری کن تبدیل نگاہ اے
فرمایا شمر کینہ گیا درد نماسوس دا کھا اے
اہن کون آہندا توں باہر نہ آویں تیرے دیر دا آخری ساہ اے

دوہڑہ

ہاں ویر دی لاش اتے آہند کفن دے کھولے

چم پیارے ویرن دا منہ اتا اللہ بولے

کونوں والانس تائیں بی بی ورق قرآن دے کھولے

کون ہے جیہڑا فردوسی سادات دے صبر کون تولے

قضا دے کرنل ونج ایسہ کیتا ہے اعلان

کون جیہڑا اسلام اتوں جند جان کرے قربان

میں ابن رسول جو حضریاں میڈا حاضر ہے
 شالا دین دا بوٹا پھلدا رے فردوسی ہر ہر

دی بارش وسدی تیراں دی

رہیا سید نماز کوں پڑھدا

اس بلدی ریت اتے رکھ

رہیا رب نوں سجہ

دیدار شوق وچ عاشق رب دا

رہیا عشق دی منزلان پڑھدا

آکھے راضی ہو کائنات دا

گھن ترقا سارا گھر

دربار صدیقی وچ جیکر ہوندی زہدا دی تو ہیں

ویندا سچ کھرام مدینے وچ پھٹ ویندی پاک زمین

منگے چند کھجیاں جنت دی ملکہ نہیں آندا طاہر یقیں

بس ہے بہت ملگاں دا جیڑے ہن بے دین لعین